عمران سیریز
سلم کرنسی
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "مسلم کرنسی" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ موجودہ دور میں عالم اسلام جن کربناک حالات سے گزر رہا ہے اس سے آپ واقف ہیں۔ ان حالات کی بنیادی وجہ مسلمانوں کا آپس میں اتحاد و اتفاق نہ ہونا۔ اپنے اپنے محدود مفادات میں مقید ہو کر رہ جانا اور خصوصاً اسلام کے آفاقی نظام کے عملی نفاذ سے پہلو تہی ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور موجودہ دور میں معاشی نظام جو اہمیت اختیار کر گئے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ اگر پوری دنیا کے مسلم ممالک معاشی سطح پر آپس میں اتفاق و اتحاد کر لیں اور مل کر اسلام کے معاشی نظام کو بروئے کار لے آئیں تو اس آفاقی نظام کی برکات پوری دنیا پر عیاں ہو سکتی ہیں اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بن سکتی ہیں۔ یہ ناول بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ دنیا میں رائج کرنسیوں کے مختلف نظام کا کنٹرول غیر مسلموں کے پاس ہے جبکہ یہ بات بھی پوری دنیا جانتی ہے کہ اگر مسلم ممالک مل کر مسلم کرنسی کا نظام رائج کریں تو اس کے کیا نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ یہ ناول اس نظام کی پیشرفت کے بارے میں لکھا گیا ہے اور جس طرح اس نظام کو سامنے لے آنے سے روکنے کی عالمی سطح پر کوششیں کی گئی ہیں اور جس طرح پوری غیر مسلم دنیا اس

نظام کے بروئے کار آنے سے خوفزدہ نظر آتی ہے اور جو جو سازشیں اس کو روکنے کے لئے کی گئی ہیں اور جس جس طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس نظام کو بروئے کار لانے کے لئے غیر مسلم طاقتوں کی سازشوں کے خاتمے کے لئے جدوجہد کی ہے اس کی تفصیلات پہلی بار قارئین کے سامنے آرہی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے قارئین کے معیار پر پورا اترے گا۔

گذشتہ ناول "براڈ سسٹم" کی چند باتوں میں قارئین کو میں نے اپنے جواں سال بیٹے محمد فیصل جان کی جواں مرگی کی اطلاع دی تھی کیونکہ مصنف اور قارئین کے درمیان ایسا رشتہ قائم ہو جاتا ہے کہ جو عام دنیاوی رشتوں سے کہیں زیادہ گہرا، پرخلوص اور پائیدار ہوتا ہے۔ میں نے قارئین سے درخواست کی تھی کہ وہ میرے بیٹے محمد فیصل جان کی مغفرت کے لئے دعا کریں اور میرے حق میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے خاندان کو یہ جانکاہ صدمہ جھیلنے کی توفیق عطا فرمائے اور قارئین نے میری اس درخواست کو جس طرح پذیرائی بخشی ہے میں اس کے لئے تمام قارئین کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ بے شمار قارئین نے فون پر تعزیت کی اور بعض قارئین تو دور دراز کے علاقوں سے اس شدید گرم موسم میں تعزیت کے لئے ملتان تشریف لائے اور قارئین کے تعزیتی خطوط مسلسل موصول ہو رہے ہیں۔ بے شمار قارئین نے میرے مرحوم بیٹے کے لئے کئی کئی بار ختم قرآن مجید کرکے اس کا ثواب ایصال کیا ہے۔ میں ان سب قارئین جنہوں نے دعائے مغفرت فرمائی۔ جنہوں نے تعزیتی خطوط لکھے۔ فون پر تعزیت کی۔ دور دراز کا سفر کرکے خود تعزیت کے لئے تشریف لائے اور جنہوں نے ختم قرآن مجید کرکے میرے مرحوم بیٹے کے حق میں ایصال ثواب کیا ہیں ان سب قارئین کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں پرخلوص نیکی کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ جس کا تصور بھی آدمی نہیں کر سکتا۔ قارئین کی طرف سے جس قدر تعزیتی خطوط موصول ہوئے ہیں اور مسلسل ہو رہے ہیں ان سب کو چند باتوں میں شامل کرنا ناممکن ہے اگر صرف قارئین کے نام اور پتے ہی لکھ دیئے جائیں تو شاید نئی آنے والی کتب کی چند باتوں میں بھی پورے نہ آسکیں اور چونکہ سب خطوط انتہائی خلوص اور محبت سے لکھے گئے ہیں اس لئے سب ہی میرے لئے انتہائی حوصلے کا باعث بنے ہیں۔ اس لئے صرف چند خطوط مشتے از خروارے کے مصداق چند باتوں میں شائع کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جن قارئین کے خطوط شامل نہیں ہوسکے وہ میری مجبوری کے پیش نظر مجھے معاف کر دیں گے۔

چک نمبر 137/10R جہانیاں سے محمد احمد کمبوہ لکھتے ہیں۔

"مجھے یہ پڑھ کر بے حد دکھ ہوا کہ آپ کا جوان بیٹا اور ہمارا بھائی آپ کو اور ہم سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں چلا گیا ہے۔ مظہر کلیم صاحب یہ تو اللہ کا دیا ہوا مال تھا اور اللہ کے پاس چلا گیا۔ ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت کے

سائے میں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین اور آپ کو اور آپ کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے"۔

پشاور سے محمد عارف لکھتے ہیں۔ "آپ کے جواں سال بیٹے محمد فیصل جان کی وفات پر ہمیں نہایت دکھ اور رنج ہوا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس عظیم سانحہ پر استقامت اور حوصلے کے ساتھ صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ (محترم عارف صاحب نے پشاور سے ملتان پہنچ کر بھی تعزیت کی۔ میں ان کا بے حد ممنون ہوں)۔

میلسی سے ملک محمد شاہد اقبال پرنس لکھتے ہیں۔ "آپ کے صاحبزادے کی وفات کا پڑھ کر دلی دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے اپنے قارئین کو اپنا سمجھتے ہوئے اپنے دکھ میں شامل کیا ہے۔ یقین کریں سب قارئین آپ کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں اور ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارا اپنا حقیقی بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے"۔

بصیرہ سے صوفی غلام قادر لکھتے ہیں۔ "آپ کے پیارے بیٹے محمد فیصل جان کی اس دنیا سے رخصت ہونے کی اطلاع پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں اور میرا بیٹا ندیم قادر آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ میری لائبریری ہے اور لائبریری کے تمام ممبران نے بھی بے حد افسوس کیا ہے اور سب کے سب آپ کے بیٹے کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ میرے علاوہ لائبریری کے ممبران سرفراز صاحب، محمد عثمان انصاری، محمد نعیم، شکیل بھٹی اور ان کے والد امام مسجد عبدالحفیظ بھٹی نے دس بار ختم قرآن مجید کر کے میرے ذریعے مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا ہے اور باقی ممبران بھی اس کار خیر میں مسلسل حصہ لے رہے ہیں۔ ایک بار پھر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے"۔

جاتلاں آزاد کشمیر سے شہزاد احمد چوہدری لکھتے ہیں۔ "آپ کے جوان فرزند کی وفات کا پڑھ کر دل ریزہ ریزہ ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ مالک ہے۔ وہی دیتا ہے اور وہی لے لیتا ہے۔ بہرحال انکل آپ نے حوصلہ رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین"۔

بہاولپور سے محمد عاصم، محمد کاشف لکھتے ہیں۔ "آپ پر آنے والی ایک بڑی آزمائش آپ کے بیٹے کی وفات کا پڑھ کر ہمیں انتہائی صدمہ پہنچا۔ محترم آپ کے بیٹے کی وفات پر ہمیں انتہائی رنج پہنچا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) ہم آپ کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں"۔

دنیاپور ضلع لودھراں سے راؤ تصور علی بابو لکھتے ہیں۔ ناول "براڈ

سسٹم پڑھنے کے لئے کھولا تو اس میں فیصل جان مرحوم کی وفات کا
پڑھ کر دل کو بہت دکھ پہنچا ہے اس قدر دکھ کہ اس کے بعد ناول پڑھنے
کو دل نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم فیصل جان کو جنت الفردوس میں
جگہ دے اور آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو اس صدمہ جانکاہ کو سہنے
اور صبر کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ساہیوال سے محمد شریف خان لکھتے ہیں۔ مجھے ایک دوست نے
آپ کے جواں سال بیٹے کی وفات کا بتایا۔ سن کر بے حد افسوس ہوا۔
اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کو اور دیگر
لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مشیت ایزدی میں کسی کو دخل
نہیں ہے۔ آپ ہمیں اپنے غم میں برابر کا شریک سمجھیں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے ناشتہ کرنے کے بعد اخبار اٹھایا ہی تھا کہ وہ بے اختیار
اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اخبار
کی چیختی چنگھاڑتی ہوئی شہ سرخی نے اسے اس طرح اچھلنے پر مجبور کر
دیا تھا۔ رات دو مسافر گاڑیوں کا انتہائی ہولناک ایکسیڈنٹ ایک
چھوٹے سے اسٹیشن رانجی کے قریب ہوا۔ دونوں گاڑیاں پوری رفتار
سے چلتی ہوئیں ایک دوسرے کے ساتھ اس ہولناک انداز میں
ٹکرائیں کہ قیامت برپا ہو گئی۔ اخبار کے اندازے کے مطابق دو سو
سے زائد افراد ہلاک اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہوئے تھے۔ پورا
صفحہ اسی خبر کی تفصیلات سے بھرا ہوا تھا۔ عمران کے چہرے پر غم
کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے اخبار واپس میز پر رکھا اور دونوں
ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھا لئے۔ وہ شاید مرنے والوں کے لئے دعا کر
رہا تھا کہ اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا اور عمران کو اس انداز میں

دعا مانگتا دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسی لمحے عمران نے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے اور پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا ہوا ہے صاحب"...... سلیمان نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم نے اخبار نہیں پڑھا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے فرصت ہی نہیں ملی۔ اب ناشتے کے بعد جب آپ اخبار فارغ کریں گے تو پھر میں پڑھوں گا۔ کیا ہوا ہے"...... سلیمان نے بے چین سے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے اس حادثے کے بارے میں تفصیل بتا دی تو سلیمان کے چہرے پر بھی غم و اندوہ کے تاثرات ابھر آئے۔

"نجانے یہ کیسے لوگ ہیں کہ ان کے سینوں میں دلوں کی بجائے پتھر ہیں جو اس طرح جیتے جاگتے انسانوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیتے ہیں"...... سلیمان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔

"کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ حادثہ نہیں ہے"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ کل ہی ایکریمیا سے واپس آئے ہیں اس لئے آپ کو علم ہی نہیں کہ یہاں آپ کی عدم موجودگی میں کیا کیا ہوتا رہا ہے"۔ سلیمان

نے کہا تو عمران ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا ہوتا رہا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"صاحب۔ یہاں قیامتیں برپا ہو گئی ہیں۔ دہشت گردی کی پے درپے اور انتہائی خوفناک وارداتوں نے یہاں قیامت برپا کر دی ہے اور یہ تو سب سے خوفناک حادثہ ہے ورنہ اس سے پہلے بازاروں میں اچانک فائرنگ، مسافروں سے بھری ہوئی بسوں میں بم بلاسٹنگ اور ایسے بے شمار واقعات روزانہ سامنے آتے رہے ہیں اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ حادثہ نہیں ہے بلکہ دہشت گردی کی ہی کوئی کارروائی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"کیا انٹیلی جنس اور پولیس نے مجرموں کا سراغ نہیں لگایا"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ بس وہی معمول کی کارروائی"...... سلیمان نے کہا اور برتن سمیٹ کر ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو ملک کی سلامتی کے بھی خلاف ہے۔ اس طرح تو پورا ملک تباہ کر دیا جائے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

کہا۔

" اوہ آپ۔ کیا بات ہے صبح صبح سنجیدگی کا دورہ پڑ گیا ہے آپ کو"...... دوسری طرف سے طاہر نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" کیا تم نے اخبار پڑھا ہے آج کا"...... عمران نے کہا۔

" اخبار۔ اوہ نہیں۔ ابھی میں ناشتے سے فارغ ہوا ہوں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ ویری سیڈ۔ بہت ہی خوفناک حادثہ ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن سلیمان کا خیال ہے کہ یہ حادثہ نہیں ہے دہشت گردی کی واردات ہے اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ میری عدم موجودگی میں دہشت گردی کی کئی وارداتیں ہو چکی ہیں"...... عمران نے کہا۔

" وارداتیں تو ہوئی ہیں لیکن وہ عام سی وارداتیں ہیں جیسی اکثر ممالک میں ہوتی رہتی ہیں۔ بسوں میں بم بلاسٹ، چوکوں پر اچانک فائرنگ اور ایسی ہی کئی دوسری وارداتیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" تم نے اس سلسلے میں کوئی اقدام کیا تھا۔ بہرحال واردات چھوٹی ہو یا بڑی بے گناہ انسان ہی مرے ہوں گے"...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

" نہیں جناب۔ میں نے سر سلطان کو فون کر کے کہا تھا لیکن چونکہ کیس آپ کے ڈیڈی کے محکمے کا تھا اس لئے سر سلطان نے آپ

کے ڈیڈی سے بات کی اور پھر مجھے بتایا کہ وہ اس بات سے سخت ناراض ہو گئے ہیں کہ اب یہ عام سی وارداتیں بھی سیکرٹ سروس کو ریفر ہو جائیں گی تو پھر وہ استعفیٰ دے دیں گے جس پر مجبوراً میں خاموش ہو گیا"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اب اس بارے میں بہرحال کچھ کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں۔ تمہارے صاحب آ گئے ہیں آفس"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ ابھی چند منٹ پہلے آئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

" ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان۔ آپ نے ٹرین حادثے کے بارے میں تو اخبارات میں پڑھا ہو گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں۔ انتہائی ہولناک حادثہ ہے۔ انتہائی ہولناک۔ لیکن کیا

کیا جائے۔ حادثے تو ہوتے ہی رہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ حادثہ نہ ہو بلکہ دہشت گردی کی کارروائی ہو۔ پہلے بھی تو ایسی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ جب سے دہشت گردی کی وارداتیں ملک میں شروع ہوئی ہیں ریلوے ٹریک اور سسٹم کو ہائی الرٹ کر دیا گیا تھا۔ میں اس میٹنگ میں شامل تھا جس میں اس سلسلے میں فیصلے کئے گئے تھے اور ویسے بھی ہمارا ریلوے سسٹم اب مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے۔ یہ کوئی ایسا حادثہ ہے جو شاید کمپیوٹر کے کسی تکنیکی فالٹ کی وجہ سے پیش آیا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ سیکرٹری مواصلات کو میرا تعارف کرا دیں میں ان سے خود بات کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری مواصلات انعام اللہ خان تو یقیناً جائے حادثہ پر گئے ہوئے ہوں گے۔ بہرحال ان کی جگہ کوئی نہ کوئی کام کر رہا ہو گا میں بات کرتا ہوں۔ تم کہاں سے بول رہے ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"اپنے فلیٹ میں موجود ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں بات کر کے تمہیں خود فون کرتا ہوں"۔ سر سلطان

نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور ایک بار پھر اخبار اٹھا لیا اور اسے غور سے پڑھنے لگا۔ پھر اچانک اخبار کے نچلے حصے میں ایک باکس میں چھپی ہوئی خبر پڑھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ رپورٹر نے لکھا تھا کہ دونوں گاڑیوں کا نزدیکی کنٹرولنگ اسٹیشن نیل گرام تھا لیکن جب وہاں رابطہ کیا گیا تو وہاں سے پتہ چلا کہ کنٹرولنگ آفیسر عبدالاحد کو حادثے کی خبر سنتے ہی دل کا دورہ پڑا اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ عمران نے کئی بار اس خبر کو پڑھا اور پھر اخبار رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں مختلف خیالات گردش کر رہے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ بیٹھے بیٹھے تو کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ سیکرٹری مواصلات تو اپنے تمام بڑے افسروں کے ساتھ جائے حادثہ پر گئے ہوئے ہیں۔ صرف ایک سیکشن آفیسر آفس میں موجود ہے۔ کیا تم اس سے بات کرنا چاہو گے"...... سر سلطان نے کہا۔

"نہیں۔ اس سے کیا بات ہو سکتی ہے۔ ٹھیک ہے میں خود ہی کچھ کرتا ہوں۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز

سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں صدیقی۔ کیا تم نے ٹرین حادثے کے بارے میں پڑھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں عمران صاحب۔ انتہائی خوفناک حادثہ ہے قیامت برپا ہو گئی ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"جبکہ سلیمان کا خیال ہے کہ یہ دہشت گردی کی کوئی کارروائی ہے اور اس سے پہلے بھی دہشت گردی کی کئی کارروائیاں ہوتی رہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں عمران صاحب۔ اس قدر بڑی کارروائی دہشت گرد نہیں کر سکتے۔ یہ حادثہ ہی ہو گا۔ پہلے جو کارروائیاں ہوئی ہیں وہ معمولی حیثیت کی تھیں"...... صدیقی نے کہا۔

"فور سٹارز نے ان دہشت گرد کارروائیوں کے خلاف کوئی اقدام کیا ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"فور سٹارز نے۔ اوہ نہیں عمران صاحب لیکن اس لئے نہیں کہ ہم نے انہیں اہمیت نہیں دی بلکہ میں نے چیف سے بات کی تھی کہ ہم اس سلسلے میں کام کرنا چاہتے ہیں تو چیف نے ہمیں منع کر دیا کہ اس طرح انٹیلی جنس کے دائرہ کار میں مداخلت ہوتی ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ کسی دوسری ایجنسی کے دائرہ کار میں مداخلت کریں کیونکہ ان کے مطابق وہ خود کسی دوسرے کو یہ حق نہیں دے سکتے کہ وہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں مداخلت کرے"۔ صدیقی نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ چیف جیسی مخلوق صرف قوائد و ضوابط کے چکر میں رہتے ہیں اور تم بھی اب چیف ہو۔ اس لئے پوچھ کر خاموش ہو گئے۔ تمہیں ان بے گناہ انسانوں سے کوئی ہمدردی نہیں تھی جنہیں ہلاک کیا گیا ہے"...... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب۔ واقعی ہمیں اپنے طور پر ان وارداتوں کے خلاف کام کرنا چاہئے تھا"...... صدیقی نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ تمہاری یہ معذرت ہی کافی ہے۔ میں تمہارے فلیٹ پر آ رہا ہوں ہم نے فوری طور پر نیل گرام جانا ہے جو کنٹرولنگ اسٹیشن ہے اور جہاں سے ہونے والی کسی غلطی کی وجہ سے یہ حادثہ ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں آپ کو تیار ملوں گا"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ اڈگر بول رہا ہوں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"والٹر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"باس۔ رپورٹ سمیت ہنزی ہلاک ہو گیا ہے اور رپورٹ بھی جل کر راکھ ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"ہنزی نے وزارت سے رپورٹ حاصل کر لی تھی اور وہ احتیاطاً جہاز پر آنے کی بجائے ٹرین کے ذریعے تارگام آ رہا تھا لیکن راستے میں

گاڑی کا خوفناک حادثہ ہو گیا اور اس حادثے میں نہ صرف ہنزی ہلاک ہو گیا بلکہ وہ پوری بوگی بھی جل کر راکھ ہو گئی اور رپورٹ کا بھی یہی حشر ہوا"...... والٹر نے جواب دیا۔

"کیا یہ حادثہ تھا یا رپورٹ ختم کرنے کے لئے اسے حادثے کی شکل دی گئی تھی"...... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں باس۔ میں نے چیکنگ کی ہے یہ سو فیصد حادثہ تھا۔ کنٹرولنگ کمپیوٹر میں تکنیکی خرابی ہو گئی جسے بروقت چیک نہ کیا گیا اور دو تیز رفتار گاڑیاں ایک ہی ٹریک پر آ گئیں اور پوری رفتار سے ایک دوسری سے ٹکرا گئیں"...... والٹر نے جواب دیا۔

"تم نے ہنزی کی لاش چیک کی تھی"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے دارالحکومت کے ریلوے آفس سے ہنزی کے ٹکٹ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ان دنوں وہاں نہ صرف ہر مسافر کا نام لکھا جاتا ہے بلکہ ریزرویشن کے لئے اس کا شناختی کارڈ نمبر یا غیر ملکی ہونے کی صورت میں پاسپورٹ نمبر بھی لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ ہنزی کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ وہ کس بوگی کی کون سی سیٹ پر موجود تھا۔ چنانچہ جائے حادثہ پر میں خود گیا اور میں نے اس بوگی کو چیک کیا۔ یہ بوگی جل کر راکھ ہو گئی تھی لیکن اس میں موجود افراد میں سے کچھ زخمی حالت میں تھے کچھ جل گئے تھے۔ پھر جلی ہوئی لاشوں میں سے ہنزی کی لاش بھی دستیاب ہو گئی۔ اس کی ایک انگلی میں سٹیل کا مخصوص رنگ موجود تھا۔ اس کا خصوصی

بیگ بھی جل گیا تھا اور اس میں موجود رپورٹ بھی مکمل طور پر جل کر راکھ ہو چکی تھی"...... والٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ پھر نئے سرے سے کام کرنا ہو گا"...... باس نے کہا۔

" یس باس۔ بہرحال زیادہ فکر کی بات نہیں ہے کیونکہ جس سیکشن آفیسر سے رپورٹ حاصل کی تھی اس کے بارے میں تفصیلات کا مجھے علم ہے اس لئے میں دوبارہ اس سے رپورٹ حاصل کر لوں گا۔ البتہ اسے رقم دوبارہ دینا پڑے گی"...... والٹر نے کہا۔

" رقم کی فکر مت کرو۔ اصل کام درست طور پر ہونا چاہئے"۔ باس نے کہا۔

" ایسے ہی ہو گا باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" حادثات سے تو مفر نہیں ہو سکتا"...... باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے فائل بند کر کے ایک طرف میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ ڈائریکٹ فون کی گھنٹی تھی۔

" یس۔ اڈگر بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

" رالف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی

آواز سنائی دی۔

" اوہ۔ یس سر"...... اس بار ادھیڑ عمر آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" رپورٹ آ گئی ہے زیرو ایکس کے بارے میں"...... رالف نے کہا تو اڈگر نے وہی تفصیل دوہرا دی جو والٹر نے اسے بتائی تھی۔

" ٹھیک ہے۔ ایسا ہو جاتا ہے لیکن جب تمہارے آدمیوں کو اس آدمی کے بارے میں معلوم ہے تو پھر فوراً اس سے رپورٹ دوبارہ حاصل کرو۔ یہاں اس رپورٹ کے لئے ایک ایک روز گنا جا رہا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ اس رپورٹ کے بغیر ٹرانس کارس پر کارروائی ہی نہیں ہو سکتی اور ٹرانس کارس کی کارروائی کے بغیر اس کانفرنس کو کسی صورت بھی چیک نہیں کیا جا سکے گا"...... رالف نے کہا۔

" یس سر۔ مجھے احساس ہے۔ میں جلد ہی یہ رپورٹ حاصل کر کے پیش کر دوں گا"...... اڈگر نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو اڈگر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ والٹر کو کال کر کے اسے کہہ دے کہ وہ جلدی کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس طرح اس کا وقار خراب ہو سکتا تھا۔ ویسے اسے معلوم تھا کہ والٹر خود ہی چند گھنٹوں میں رپورٹ فیکس کر دے گا۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ شاید اس ٹرین حادثے کے بارے میں تحقیقات کرنے گئے تھے۔ کیا رزلٹ رہا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تفصیلی تحقیقات کے بعد یہ حادثہ ہی ثابت ہوا ہے۔ اصل میں نیل گرام میں جو کنٹرولنگ کمپیوٹر تھا اس میں تکنیکی غلطی ہو گئی جسے بروقت ٹریس نہ کیا جا سکا اور نہ ٹھیک کیا جا سکا اور سب سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ کمپیوٹر میں موجود آٹو جو غلطی کو خودبخود درست کرتا ہے وہ بھی آؤٹ ہو چکا تھا لیکن اسے درست ہی نہیں کیا گیا۔ اس طرح یہ خوفناک حادثہ ہو گیا۔ اس کمپیوٹر پر کام کرنے

والے آدمی کا نام عبدالاحد تھا۔ اسے جب اس حادثے کا علم ہوا تو اسے احساس ہو گیا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے ہارٹ اٹیک ہو گیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ بہرحال میں نے اچھی طرح تسلی کر لی ہے یہ حقیقتاً حادثہ ہی تھا۔ اس میں دہشت گردی کا کوئی عنصر شامل نہ تھا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کالرج بول رہا ہوں چیف۔ رساڈو سے"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا کیونکہ رساڈو ایک یورپی ملک تھا اور کالرج وہاں کا فارن ایجنٹ تھا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"چیف۔ پاکیشیا میں کوئی ٹرین حادثہ ہوا ہے پچھلے دنوں"۔ کالرج نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"چیف۔ اس ٹرین میں ایک آدمی ہنری سفر کر رہا تھا جس کے پاس کوئی خصوصی رپورٹ تھی۔ جس بوگی میں یہ آدمی سفر کر رہا تھا اس بوگی کو آگ لگ گئی اور یہ ہنری بھی جل کر ہلاک ہو گیا اور اس کا بیگ بھی جل کر راکھ ہو گیا جس میں وہ رپورٹ تھی اور اب یہ

رپورٹ دوبارہ حاصل کی گئی ہے اور آج یہ رپورٹ رساڈو پہنچ گئی ہے۔ اس رپورٹ کا تعلق وزارت خزانہ سے ہے کیونکہ یہ رپورٹ پاکیشیا کے وزارت خزانہ کے کسی سیکشن آفیسر سلیم رضا سے حاصل کی گئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے بڑی الجھی ہوئی بات کی ہے۔ واضح بات کرو"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"سوری چیف۔ اس ٹرین حادثے کے بارے میں بتانے کی وجہ سے میں واقعی الجھ گیا تھا۔ اصل میں یہ ساری بات اس صورت میں ہی کنفرم ہو سکتی تھی کہ پاکیشیا میں ایسا حادثہ ہوا ہو"...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہید مت باندھو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ رساڈو میں ایک سرکاری ایجنسی ہے جس کا نام سیڈر ہے۔ اس سیڈر کا دائرہ کار دوسرے ممالک سے ہر قسم کی خفیہ رپورٹس حاصل کرنا ہے۔ اس کا چیف اڈگر ہے۔ اس کا مین ایجنٹ والٹر ہے اور یہ والٹر میرا گہرا دوست ہے۔ وہ پچھلے دنوں غائب رہا تھا۔ آج اس سے ملاقات ہوئی تو میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ اپنی ایجنسی کے کام سے پاکیشیا گیا ہوا تھا جس پر میں چونک پڑا۔ میرے کریدنے پر اس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا کی وزارت خزانہ سے ایک خصوصی رپورٹ حاصل کرنی تھی۔ چنانچہ اس کے آدمی ہنری نے وہ رپورٹ حاصل کی اور پھر وہ ٹرین پر بیٹھ کر یہ رپورٹ والٹر کے

حوالے کرنے کسی دوسرے شہر جا رہا تھا کہ ٹرین کا حادثہ ہو گیا اور یہ ہنری مع رپورٹ کے جل کر راکھ ہو گیا۔ اس پر والٹر کو دوبارہ یہ رپورٹ حاصل کرنا پڑی اور وہ اسے دوبارہ حاصل کر کے یہاں واپس پہنچا ہے۔ جب میں نے حیرت کا اظہار کیا کہ اتنی جلدی اسے دوبارہ رپورٹ کیسے مل گئی تو اس نے بتایا کہ وزارت خزانہ کے کسی سیکشن آفیسر سلیم رضا کو ڈبل معاوضہ دینا پڑا اور اس نے دوبارہ رپورٹ تیار کر دی۔ میں نے کوشش تو کی تھی کہ کسی طرح اس رپورٹ کی تفصیل معلوم ہو سکے لیکن والٹر نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا"...... کالرج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ رپورٹ اس نے اپنی ایجنسی کے چیف کو پہنچائی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو وہاں سے معلوم کرو کہ یہ رپورٹ آگے کہاں گئی اور اس کی ماہیت کیا ہے اور رساڈو اس سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اب چونکہ یہ کنفرم ہو گیا ہے کہ واقعی حادثہ ہوا ہے اور والٹر جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے تو اب میں اس پر کام کرتا ہوں"...... کالرج نے کہا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس بارے میں تفصیل معلوم کرو"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" وزارت خزانہ سے کیا رپورٹ انہوں نے حاصل کی ہو گی"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"....... دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں بات کراتا ہوں صاحب سے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سلطان بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" ہزار بار بتایا ہے جناب کہ سلطان بولا نہیں کرتے فرمایا کرتے ہیں، حکم دیا کرتے ہیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ حکم کی تعمیل ہو سکے یا نہیں"....... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" پھر حکم دینے کا فائدہ"....... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" سلطان فائدہ نقصان سے بے نیاز ہوا کرتے ہیں جناب"۔ عمران نے کہا۔

" اور فون پر فضول بکواس سننے سے بھی بے نیاز ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ بھی بتا دو"....... سر سلطان نے کہا تو عمران ایک بار پھر

ہنس پڑا۔

" آج آپ خصوصی موڈ میں ہیں اور سنا ہے کہ جب سلطان خصوصی موڈ میں ہوں تو خلعت میں جاگیریں بانٹا کرتے ہیں"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

" اور جلاد کو بھی حکم اسی خصوصی موڈ میں دیا جاتا ہے"۔ سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ آنٹی کو حکم دیا جاتا ہے"....... عمران نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ میں ہار گیا۔ تم جیت گئے"....... سر سلطان نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ابھی تو میں نے آنٹی کو بتایا ہی نہیں کہ آپ انہیں جلاد کہہ رہے ہیں۔ آپ ابھی سے ہار گئے ہیں۔ ویسے سچ کہتے ہیں کہ سلطان اپنی سیکورٹی کے سلسلے میں بے حد پریشان رہتے ہیں"....... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

" بہرحال اب کافی گپ شپ ہو گئی ہے اور میں نے انتہائی ضروری کام بھی نمٹانا ہے"....... سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سر سلطان۔ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ وزارت خزانہ کے کسی سیکشن آفیسر سے کوئی خفیہ رپورٹ تیار کرا کر رساڈو پہنچائی گئی ہے۔ آپ وزارت خزانہ کے سیکرٹری سے معلوم کریں کہ پاکیشیا اور رساڈو کے درمیان مالی طور پر کیا سلسلے ہیں۔ وزارت خزانہ سے کیوں

رپورٹ حاصل کی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس قسم کی رپورٹ"...... سرسلطان نے پوچھا۔

"ظاہر ہے کوئی مالی رپورٹ ہی ہو گی۔ وزارت خزانہ سے اور کیا رپورٹ بھجوائی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس طرح وہ کیا بتا سکیں گے۔ بہرحال میں بات کرتا ہوں۔ تم کہاں موجود ہو"...... سرسلطان نے کہا۔

"میں دانش منزل میں ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں بات کر کے تمہیں کال کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس سیکشن آفیسر سلیم رضا سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی قسم کی رپورٹ تیار کی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے کوئی ابتدائی بات سامنے آجائے۔ پھر اس سے بھی بات ہو سکتی ہے ورنہ وہ کسی بھی مالیاتی معاملے کے بارے میں بتا کر اپنی جان چھڑا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ یہاں عمران ہو گا"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران نہیں جناب۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) تو موجود ہے"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"میں نے ایک آدمی سے بات کرنی ہے۔ دس سے نہیں"۔ سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"چلیئے آپ صرف عمران سے ہی بات کیجئے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری خزانہ ارشد علی صاحب سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ رساڈو کے ساتھ ان کا کسی قسم کا کوئی لنک نہیں ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ ایسے مالی تعلقات ہیں کہ اس میں وزارت کو مداخلت کرنا پڑے"...... سرسلطان نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب خود ہی کچھ کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا کرو گے۔ کیا مطلب"...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سیکشن آفیسر کو تلاش کرنا ہو گا جس نے رپورٹ تیار کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر کوئی اہم بات ہو تو مجھے ضرور بتانا"...... سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بتا دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ اللہ حافظ"...... سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"اس سیکشن آفیسر سے ہی معلومات مل سکتی ہیں۔ عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے سرہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وزارت خزانہ کے سیکرٹریٹ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"وزارت خزانہ سیکرٹریٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیکشن آفیسر سلیم رضا سے بات کرائیں۔ میں ان کا دوست بول رہا ہوں احمد علی"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو جناب ایک ماہ کی رخصت پر ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب سے رخصت پر ہیں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کل سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ میں وہاں مل لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹی این ٹی کالونی میں ان کی رہائش ہے۔ کوٹھی نمبر کا تو علم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر"...... عمران نے کہا تو دوسری

طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا تو بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے خود جانا ہوگا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"کالرج کی طرف سے کال آئے تو مجھے فوراً بتانا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک بار پھر اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار ٹی این ٹی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ٹی این ٹی کالونی سرکاری رہائش گاہوں پر مشتمل تھی لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی چیک پوسٹ نہ تھی۔ ہر شخص آزادانہ وہاں آ جا سکتا تھا۔ عمران کی کار اس کالونی میں داخل ہوئی تو اس نے ایک کوٹھی کے سامنے کھڑے ایک نوجوان کے قریب جا کر کار روک دی۔

"وزارت خزانہ کے سیکشن آفیسر سلیم رضا صاحب کی کوٹھی کون سی ہے"...... عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"سیون بی بلاک"...... نوجوان نے جواب دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے کوٹھی تلاش کر لی۔ باہر سلیم رضا کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر وہ کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یہ سپیشل فورس کا خصوصی کارڈ تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور

ایک ملازم نما آدمی باہر آ گیا۔

"صاحب کو یہ کارڈ دو"...... عمران نے اس آدمی کی طرف کارڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی اچھا" ...... ملازم نے جواب دیا اور کارڈ لے کر اندر کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔

"آئیے جناب"...... ملازم نے کہا تو عمران اندر داخل ہوا۔ اس کی رہنمائی برآمدے کے کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف کی گئی۔ جہاں ایک متوسط ٹائپ کا ڈرائینگ روم تھا۔ عمران وہاں بیٹھ گیا۔ تھوڑی بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر گھریلو لباس تھا لیکن اس کے چہرے کے مخصوص خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ عیاش فطرت آدمی ہے۔

"میرا نام سلیم رضا ہے"...... اس نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران اس کے آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"میرا نام احمد علی ہے اور میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن سپیشل فورس کا مجھ سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے"۔ سلیم رضا نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"چند معلومات حاصل کرنی ہیں"...... عمران نے کہا تو سلیم رضا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ وزارت خزانہ میں سیکشن آفیسر ہیں اور آج کل چھٹی پر ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... سلیم رضا نے مختصر سا جواب دیا۔

"رساڈو کے ایک آدمی کو آپ نے ایک رپورٹ تیار کر کے دی ہے۔ وہ رپورٹ ٹرین حادثے میں ضائع ہو گئی اور انہوں نے آپ سے دوبارہ رابطہ کیا اور آپ نے دوسری بار پھر رپورٹ تیار کر کے دی ہے"...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو سلیم رضا کا چہرہ ایک لمحے کے لئے زرد پڑ گیا لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ رساڈو۔ رپورٹ۔ میرا رساڈو سے کیا تعلق۔ میں نے تو صرف اس کا نام سنا ہوا ہے"...... سلیم رضا نے کہا۔

"سلیم رضا صاحب۔ آپ صرف یہ بتا دیں کہ یہ رپورٹ کیا تھی اور درست بتا دیں ورنہ دوسری صورت میں آپ کی وزارت کے سیکرٹری راشد علی بھی آپ کو نہ بچا سکیں گے اور سپیشل فورس کے ہیڈ کوارٹر میں پتھر بھی سچ بول دیتے ہیں"...... عمران کا لہجہ انتہائی خشک ہو گیا تھا۔

"سوری۔ پہلے آپ اپنی شناخت کرائیں۔ میں ایک ذمہ دار آفیسر ہوں کوئی چور نہیں ہوں کہ آپ اس طرح مجھے دھمکیاں دینا شروع کر دیں"...... سلیم رضا نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ شادی شدہ ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں مگر۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... سلیم
رضا نے چونک کر کہا۔
"آپ کی فیملی بھی آپ کے ساتھ رہتی ہے اور کیا اس وقت بھی
موجود ہے"...... عمران نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔
"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... سلیم رضا
نے کہا۔
"کچھ نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ سے آپ
کے سیکرٹری کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں ہی بات ہو گی"...... عمران
نے اٹھتے ہوئے کہا اور سلیم رضا بھی اٹھ کھڑا ہوا لیکن دوسرے لمحے
عمران کا بازو گھوما اور سلیم رضا کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کے ہک کی
ضرب کھا کر اچھل کر نیچے قالین پر گرا تو عمران کی لات حرکت میں
آئی اور دوسرے لمحے تڑپ کر اٹھتا ہوا سلیم رضا ساکت ہو گیا۔
عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے گیس پسٹل نکالا اور ڈرائینگ
روم کے دروازے سے باہر آ کر اس نے سانس روک کر گیس پسٹل
کا رخ اندرونی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور پھر اس وقت تک وہاں
کھڑا رہا جب تک کہ اس خیال کے مطابق گیس کے اثرات ختم نہیں
ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے سانس لیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا
پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور باہر نکل کر وہ
اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنی کار سٹارٹ کی اور اسے اندر لا
کر کھڑی کر دیا۔ کار سے نیچے اتر کر وہ پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس

نے پھاٹک بند کیا اور واپس اس ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ ڈرائینگ
روم میں قالین پر سلیم رضا بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اسے اٹھا
کر کاندھے پر لادا اور پورچ میں لا کر اس نے اپنی کار کا عقبی دروازہ
کھولا اور سلیم رضا کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈال کر اسے ایڈجسٹ
کیا اور پھر دروازہ بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار کو موڑ کر
وہ پھاٹک کے قریب لے آیا۔ اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر پھاٹک
کھولا اور کار کو باہر لا کر سائیڈ پر کھڑا کیا اور واپس اندر جا کر اس نے
پھاٹک بند کیا اور چھوٹا پھاٹک کھول کر باہر نکل آیا۔ چھوٹا پھاٹک
بند کرنے کے بعد وہ کار میں بیٹھ گیا۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے اطمینان
سے کر رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ گیس کی وجہ سے گھر میں
موجود باقی افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہوں گے۔ تھوڑی دیر بعد اس
کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس
پہنچ کر اس نے کار اندر روکی اور جوزف کو کہہ کر اس نے سلیم رضا کو
بلیک روم میں بھجوا دیا اور خود دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں
فون موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی
دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر رانا ہاؤس سے۔ فارن ایجنٹ کالرج
نے تو کوئی رپورٹ نہیں دی"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ لیکن آپ تو سلیم رضا کے پاس گئے تھے پھر رانا ہاؤس کیسے پہنچ گئے"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ معاملات گہرے ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں دیکھو۔ اسی لئے تو اسے یہاں لے آیا ہوں تاکہ مکمل وضاحت ہو سکے"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ سلیم رضا وہاں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے جسم کے گرد راڈز موجود تھے۔

"اسے اینٹی گیس سنگھاؤ"..... عمران نے کہا تو جوزف نے اماری سے اینٹی گیس کی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے اس کا دہانہ سلیم رضا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا لی۔ بوتل کا ڈھکن بند کیا اور اسے واپس الماری میں رکھ دیا۔

"اب اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ"..... عمران نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پہلے وہ ضربیں کھانے سے بے ہوش ہو گیا تھا لیکن پھر ظاہر ہے گیس کے اثرات بھی اس پر پڑے ہوں گے اس لئے اس کے لئے ڈبل کام کرنا پڑا تھا۔ جوزف نے عمران کی ہدایت پر عمل کیا اور جب سلیم رضا کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ

کر کھڑا ہو گیا۔

"الماری سے کوڑا نکال لو"..... عمران نے کہا تو جوزف مڑا اور الماری کی طرف بڑھا اسی لمحے سلیم رضا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ۔ مگر۔"..... سلیم رضا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوزف"..... عمران نے جوزف سے کہا۔ جوزف کوڑا اٹھائے واپس اس کی کرسی کے قریب کھڑا ہو چکا تھا۔

"یس باس"..... جوزف نے کہا۔

"کوڑا لے کر اس کے قریب کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں اشارہ کروں تو اس کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دینا"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"..... جوزف نے کہا اور کوڑے کو بھیانک انداز میں چٹخاتے ہوئے وہ آگے بڑھ کر مناسب فاصلے پر آ کر کھڑا ہو گیا تو سلیم رضا کے چہرے پر مزید خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"اب بتاؤ سلیم رضا کہ تم نے کیا رپورٹ تیار کر کے دی تھی۔ سنو۔ مجھے چونکہ تفصیلات معلوم ہیں اس لئے اگر تم نے معمولی سا جھوٹ بھی بولا تو میں اس دیو کو اشارہ کر دوں گا اور تم سمجھ سکتے ہو

کہ پھر تمہارا کیا حشر ہو گا اور یہاں تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ پلیز۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ مجھے چھوڑ دو"...... سلیم رضا نے اچانک انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں۔ میں سچ بتاؤں گا۔ مجھ سے ایک غیر ملکی ملا جس کا نام ہنری تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ٹرانس کارس کے سلسلے میں جو بین الاقوامی کانفرنس رساڈو میں منعقد ہو رہی ہے اس میں پاکیشیا کی طرف سے کیا فیصلہ آئے گا اور اس نے مجھے ان معلومات کے لئے بھاری رقم کی آفر کر دی۔ مجھے رقم کی شدید ضرورت تھی اور جو کچھ وہ پوچھ رہا تھا وہ ملک کے خلاف بھی نہ تھا اس لئے میں نے اسے بتا دیا کہ پاکیشیا ٹرانس کارس میں عالمی سطح پر ہونے والی پیش رفت کے تحت اساکو معاہدے میں شامل ہو رہا ہے۔ اس پر اس نے مجھے مزید بھاری رقم کی آفر کی اور مجھے کہا کہ جو مقالہ اس کانفرنس میں پاکیشیا کی طرف سے پڑھا جا رہا ہے اس کے بنیادی پوائنٹس کی رپورٹ تیار کر کے اسے دوں۔ چنانچہ میں نے رپورٹ تیار کر دی۔ اس کے بعد ایک اور غیر ملکی جس کا نام والٹر تھا مجھ سے آ کر ملا۔ اس نے بتایا کہ ہنری ٹرین کے حادثے میں ہلاک ہو گیا ہے اور جو رپورٹ میں نے تیار کر کے اسے دی تھی وہ بھی جل کر

راکھ ہو گئی ہے اس لئے میں دوبارہ رپورٹ تیار کر دوں۔ اس کا مجھے دوبارہ معاوضہ دیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے دوبارہ رپورٹ تیار کر دی"...... سیکشن آفیسر سلیم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"یہ ٹرانس کارس کیا ہوتی ہے"...... عمران نے پوچھا کیونکہ اسے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔

"موجودہ عالمی طاقتوں میں اس وقت دو کرنسیاں بیک وقت کام کر رہی ہیں۔ ایک ایکریمین ڈالر ہے اور دوسری یورپ کی کرنسی جسے یورو کہا جا رہا ہے۔ چونکہ دونوں کرنسیوں کے درمیان مقابلے بازی کی وجہ سے پوری دنیا کے مالی معاملات میں ابتری پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے اور حکومتوں کے درمیان معاہدوں میں بھی ان کرنسیوں کی وجہ سے رکاوٹ پیش آتی ہے اس لئے اقوام متحدہ کے تحت ایک بین الاقوامی کانفرنس بلوائی گئی ہے تاکہ حتمی طور پر فیصلہ ہو سکے کہ کس کرنسی کو عالمی کرنسی قرار دیا جائے گا۔ اقوام متحدہ کے تحت اس کانفرنس میں تمام ممالک شریک ہو رہے ہیں اور کانفرنس کے آخر میں جس کرنسی کے حق میں زیادہ ووٹ ہوئے اسے متفقہ طور پر عالمی کرنسی قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ ہر ملک اپنے اپنے مالی مفادات کے تحت یہ طے کر رہا ہے کہ اس ملک کو کس کرنسی کو عالمی بنانے کی ضرورت ہے۔ اس عمل کو ٹرانس کارس کا نام دیا گیا ہے"...... سلیم رضا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا نے کیا طے کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"پاکیشیا نے ایکریمین کرنسی ڈالر کے حق میں جانے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ پاکیشیا کے جن ممالک کے ساتھ کاروباری اور مالی تعلقات ہیں وہ سب ڈالر کرنسی کے حق میں ہیں اس لئے پاکیشیا ان سے باہر نہیں جا سکتا"...... سلیم رضا نے جواب دیا۔

"جو رپورٹ تم نے بنا کر دی تھی اس کی کوئی کاپی تمہارے پاس ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایک کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اسی سے تو میں نے دوبارہ رپورٹ تیار کی تھی"...... سلیم رضا نے جواب دیا۔

"کتنی رقم لی تھی تم نے۔ سچ بتاؤ۔ ورنہ"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

"ایک لاکھ ڈالر"...... سلیم رضا نے جواب دیا۔

"ایک بار یا دونوں بار ملا کر"...... عمران نے کہا۔

"دونوں بار ملا کر دو لاکھ ڈالر"...... سلیم رضا نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس قدر بھاری رقم انہوں نے کیوں دی۔ اس سے انہیں کیا فائدہ ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ یورو کی نمائندگی کرتے ہیں اور تمام ممالک کا خفیہ سروے کر رہے ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ کون کون سا ملک کس کرنسی کے حق میں جا رہا ہے اور کن کن

پوائنٹس کی وجہ سے۔ تاکہ وہ اس کانفرنس سے پہلے ان ممالک کے ماہرین سے معاملات کو فائنل کر سکیں کہ ان کا فائدہ یورو کرنسی میں شامل ہونے میں ہے"...... سلیم رضا نے جواب دیا۔

"تم نے کتنی رقم طلب کی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے دس لاکھ ڈالر طلب کئے تھے لیکن وہ پچاس ہزار ڈالر پر ضد کر گئے جس کے بعد مجبوراً مجھے ایک لاکھ ڈالر میں سودا کرنا پڑا"...... سلیم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس قدر بھاری رقم تم نے کیوں طلب کی تھی جبکہ میرے خیال میں یہ رپورٹ تو کسی بھی کلرک کو چند روپے دے کر حاصل کی جا سکتی تھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ ٹاپ سیکرٹ رپورٹ تھی اور سیکرٹری وزارت خزانہ کی تحویل میں تھی۔ اس سلسلے میں معاشی ماہرین اور حکومت کے اعلیٰ حکام کے درمیان تین ماہ تک خفیہ میٹنگز ہوتی رہی ہیں جس کے بعد یہ رپورٹ تیار ہوئی تھی"...... سلیم رضا نے جواب دیا۔

"تم نے یہ رپورٹ کیسے حاصل کر لی"...... عمران نے پوچھا۔

"سیکرٹری صاحب کے ڈرائیور احمد خان کو میں نے دس ہزار روپے دیئے تو ڈرائیور سیکرٹری صاحب کے آفس کے خفیہ سیف سے یہ فائل لے آیا۔ میں نے کیمرے کی مدد سے اس کی کاپی کی اور پھر فائل واپس بھجوا دی"...... سلیم رضا نے کہا۔

"ڈرائیور کیسے لے آیا"...... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت

تھی۔

ڈرائیور سیکرٹری صاحب کے ساتھ رہتا ہے سیکرٹری صاحب نے اپنا ذاتی آفس علیحدہ بنایا ہوا ہے۔ سیکرٹری صاحب کی بیوی طویل عرصہ پہلے فوت ہو چکی تھی۔ انہوں نے دوسری شادی نہیں کی اور ان کے بچے ایکریمیا میں پڑھتے ہیں اس لئے ان کا راز دار ان کا یہ خاندانی ڈرائیور ہے۔ وہ انہیں ہر وہ چیز سپلائی کرتا ہے جو سیکرٹری صاحب خفیہ طور پر چاہتے ہیں اس لئے ڈرائیور سے ان کا کوئی راز نہیں چھپا ہوا اور وزارت کے تمام لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ جو کام سیکرٹری صاحب سے کرانا ہو وہ ان کے ڈرائیور کے ذریعے زیادہ آسانی سے ہو سکتا ہے"...... سلیم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کانفرنس میں پاکیشیا کی طرف سے کون شرکت کرے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اسٹیٹ بینک کے مالی مشیر اور بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ ماہر معاشیات ڈاکٹر پرویز شرکت کریں گے"...... سلیم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ کی کاپی جو تمہارے پاس ہے وہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے ذاتی بیڈ روم کے سیف میں"...... سلیم رضا نے کہا۔

"جوزف۔ جوانا کو ساتھ لے کر اس کی کوٹھی پر جاؤ۔ وہاں سب

افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں تم جا کر وہاں سے یہ فائل لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے افریقی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی کوٹھی کے بارے میں پوری تفصیل بھی بتا دی۔ اس نے افریقی زبان اس لئے استعمال کی تھی کہ وہ سلیم رضا کو نہ بتانا چاہتا تھا کہ اس کے گھر والوں کو گیس سے بے ہوش کر دیا گیا ہے۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور مڑ کر اس نے کوڑا واپس الماری میں رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"جب تک رپورٹ نہیں آ جاتی اس وقت تک تم یہیں رہو گے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلیم رضا کچھ کہتا عمران تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک روم سے باہر آ گیا۔ وہ فون والے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسٹیٹ بینک سیکرٹریٹ کا فون نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اسٹیٹ بینک سیکرٹریٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ سر سلطان بول رہا ہوں۔ سر سلطان

ماہر معاشیات جناب ڈاکٹر پرویز صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے سر سلطان کے پی اے کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں بات کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر پرویز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ"...... عمران نے اس بار سر سلطان کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ البتہ بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"سیکرٹ سروس۔ اوہ نہیں جناب۔ میرا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر پرویز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے اور ایکسٹو کے اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ وہ صدر مملکت کو بھی حکم دے سکتا ہے اور صدر مملکت بھی اس کے حکم کی تعمیل پر مجبور ہیں اور چاہے تو مجھے اور آپ کے سیکرٹری وزارت خزانہ کو اپنے حکم سے برطرف کر سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ جناب۔ اس قدر اہم شخصیت ہے ان کی۔ مگر۔ مگر

جناب"...... ڈاکٹر پرویز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف ایکسٹو کبھی کسی کے سامنے نہیں آئے۔ ان کا نمائندہ خصوصی ہے علی عمران۔ وہ چیف کے حکم پر آپ سے ٹرانس کارس کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے آپ ان سے مکمل تعاون کریں گے ورنہ دوسری صورت میں آپ تو کیا گورنر اسٹیٹ بینک بھی اپنی سیٹ پر قائم نہیں رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں حاضر ہوں سر۔ لیکن سر یہ تو مالیاتی کانفرنس ہے۔ اس کا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر پرویز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بارے میں چیف ایکسٹو کو ہی علم ہو گا اور کوئی نہ کوئی تعلق ہو گا تو وہ آپ کے پاس اپنا نمائندہ خصوصی بھیج رہے ہیں۔ آپ کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اسٹیٹ بینک کالونی کی کوٹھی نمبر چودہ جناب"...... ڈاکٹر پرویز نے جواب دیا۔

"آپ ایک گھنٹہ بعد اپنی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں۔ چیف ایکسٹو کا نمائندہ خصوصی علی عمران وہیں آپ سے ملاقات کرے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے جان بوجھ کر خود بات کی تھی کیونکہ وہ ابھی اس مرحلے پر سر سلطان کو درمیان میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا کیونکہ اسے

معلوم تھا کہ سر سلطان براہ راست ڈاکٹر پرویز سے بات کرنے کی بجائے سیکرٹری وزارت خزانہ کو فون کریں گے اور اسے کہیں گے کہ وہ ڈاکٹر پرویز کو بریف کریں لیکن جو کچھ سلیم رضا نے سیکرٹری وزارت خزانہ کے بارے میں بتایا تھا اس لحاظ سے وہ ابھی اس بارے میں انہیں درمیان میں نہیں لانا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا واپس آ گئے۔ جوزف نے ایک فائل عمران کے سامنے رکھ دی جو اس نے اپنی جیکٹ کے اندر چھپائی ہوئی تھی۔

"اس آدمی کو بے ہوش کر دو۔ اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا"۔ عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا جبکہ عمران فائل کھول کر پڑھنے لگا۔ فائل میں بیس صفحات تھے اور چونکہ یہ مالیاتی رپورٹ تھی اس لئے اس کی مخصوص اصطلاحات سے عمران بخوبی واقف نہیں تھا کیونکہ اس فیلڈ سے اس کا پہلے اس انداز میں واسطہ نہیں پڑا تھا لیکن جو کچھ سلیم رضا نے بتایا تھا ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھ کر وہ فائل کا مطالعہ کرنے لگا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے تک وہ مسلسل فائل پڑھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے فائل کو تہہ کر کے بند کیا اور اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اسٹیٹ بینک کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار میں بیٹھ کر اس نے فائل کو سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود ایک باکس میں رکھ دیا تھا۔ کوٹھی بے حد شاندار اور بڑی تھی۔ عمران کے اطلاع دینے سے اسے فوراً

ڈرائینگ روم تک پہنچا دیا گیا اور چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی جو سر سے گنجا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ خشک تھا اور آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ ماہر معاشیات ڈاکٹر پرویز ہے اور عمران اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام ڈاکٹر پرویز ہے"...... ڈاکٹر پرویز نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا جبکہ عمران کے چہرے پر اس وقت معصومیت اس طرح چھائی ہوئی تھی جیسے اس کی ساری زندگی کسی تہہ خانے میں گزری ہو اور وہ پہلی بار کسی آباد جگہ پر آیا ہے۔

"مم۔ مم۔ مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی۔ ایس سی (آکسن) کہتے ہیں اور میں چیف ایکسٹو کا نمائندہ خصوصی ہوں۔ ویسے میں نے تو انہیں بہت کہا کہ یہ خصوصی کا لفظ ہٹا دیں کیونکہ خصوصی تو خاصے ذہین لوگ ہوتے ہیں جیسے آپ جیسے بین الاقوامی ماہرین معاشیات۔ مگر چیف میری بات مانتا ہی نہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو ڈاکٹر پرویز کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"آپ۔ آپ واقعی ڈی ایس سی ہیں۔ ڈاکٹر آف سائنس"۔ ڈاکٹر پرویز نے مرجانے کی حد تک حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آکسفورڈ والوں نے تو مجھے یہی ڈگری دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر پرویز نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تذبذب کے آثار ابھر آئے

تھے۔ عمران اس کی وجہ سمجھتا تھا کیونکہ اس نے سر سلطان بن کر جس طرح ڈاکٹر پرویز کو ایکسٹو کے اختیارات سے ڈرایا تھا اس کے بعد اس کے نمائندہ خصوصی کے اس انداز میں بات کرنے پر ڈاکٹر پرویز کی ذہنی کیفیت ایسی ہی ہو سکتی تھی۔

"ڈاکٹر پرویز۔ ٹرانس کارس بین الاقوامی کانفرنس میں پاکیشیا نے کس کرنسی کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر پرویز بے اختیار چونک پڑا۔ ایک بار پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب عمران کے چہرے پر اسے بے پناہ سنجیدگی نظر آ رہی تھی۔

"مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ فیصلہ حکومت نے کرنا ہے"۔ ڈاکٹر پرویز نے جواب دیا۔

"آپ نے ذاتی طور پر کس کے حق میں رائے دی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"میں ذاتی طور پر ایکریمین ڈالر کے حق میں ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر پرویز نے جواب دیا۔

"آپ اس سلسلے میں ہونے والی میٹنگز میں شامل رہے ہیں کیا کسی نے یورو کے ساتھ منسلک ہونے کی بات بھی کی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ نہ صرف کئی ماہرین معاشیات بلکہ کئی اعلیٰ حکام کی رائے تھی کہ ڈالر کی بجائے پاکیشیا کو یورو سے منسلک ہونا چاہئے"۔ ڈاکٹر

پرویز نے جواب دیا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اس کے حق میں کیا دلائل دیئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"یہ خالصتاً مالیاتی مسائل ہیں جناب۔ آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گے"...... ڈاکٹر پرویز نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور ایکریمین ڈالر کے حق میں جو دلائل دیئے گئے تھے وہ میری سمجھ میں آ جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی نہیں آ سکتے"...... ڈاکٹر پرویز نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر چند اہم اور مین دلائل میں دے دوں تو کیا آپ انہیں سننا پسند کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ۔ کیا آپ کو مالیاتی معاملات کے بارے میں علم ہے"۔ ڈاکٹر پرویز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ جیسے بین الاقوامی سطح کے ماہر کے سامنے تو میں کسی طرح بھی کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اڑھائی اور پونے تین کا پہاڑہ مجھے آتا ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر پرویز بے اختیار اچھل پڑا۔

"اڑھائی اور پونے تین کا پہاڑہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... ڈاکٹر پرویز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہاڑے کو آپ کی زبان میں ٹیبل کہا جاتا ہے اور اڑھائی کو ٹو

اینڈ ہاف جبکہ پونے تین کو تھری اوور فور کہا جاتا ہے اور سکول میں
ہمیں یہ زبانی یاد کرائے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ میں بغیر کیلکولیٹر
کے پیچیدہ سے پیچیدہ حساب کر لیتا ہوں۔ چلیں آپ بتا دیں کہ جب
فور کو فور اینڈ ہاف سے کراس کیا جائے تو کیا بنتا ہے"۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر پرویز کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"مم۔ مم۔ میں زبانی کیسے بتا سکتا ہوں۔ کیلکولیٹر سے ہی حساب
کیا جا سکتا ہے"...... چند لمحے سوچنے کے بعد ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"حالانکہ یہ پہاڑہ پڑھنے کی وجہ سے مجھے زبانی یاد ہے کہ اس کا
جواب وس یعنی ٹین ہے"...... عمران نے جواب دیا تو اس بار ڈاکٹر
پرویز بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے خشک چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ
آئی تھی۔

"آپ نے واقعی مجھے لاجواب کر دیا ہے۔ بہرحال آپ یہ بتائیں
کہ سیکرٹ سروس کا مجھ سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے"...... ڈاکٹر پرویز
نے اب قدرے نارمل لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ نے اس بین الاقوامی اور مالیاتی طور پر تاریخ
کی اس اہم ترین کانفرنس میں پاکیشیا کی طرف سے رپورٹ پڑھنی
ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ رپورٹ کس کی تحویل میں ہے اور
اس میں کیا درج ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے پہلے ہی آپ کو بتایا ہے کہ اس کا فیصلہ
حکومت نے کرنا ہے اور جو رپورٹ حکومت دے گی وہ رپورٹ میں

وہاں پڑھ دوں گا"...... ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر اس کانفرنس میں یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ
یورو بین الاقوامی ٹاپ کرنسی ہو گی تو اس سے پاکیشیا کو کیا نقصان
ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"علی عمران صاحب۔ مالیاتی پیچیدگیاں تو بے شمار ہیں۔ پہلی
بات یہ ہے کہ یورو کرنسی کے پیچھے کوئی ایسی صنعتی پاور نہیں ہے
جو اس کی ساکھ کو گرنے سے سنبھال سکے۔ دنیا کے تمام بڑے صنعتی
ممالک وہ ہیں جو یورو کرنسی کے پیچھے نہیں ہیں بلکہ ڈالر کے پیچھے ہیں
مثلاً ایکریمیا، گریٹ لینڈ، کرانس، ویسٹرن کارمن اور باچان جبکہ
یورو کے پیچھے صرف یورپ کے ممالک ہیں اور یہ ممالک بہرحال
صنعتی طور پر اس نہج پر نہیں پہنچ سکے جس پر دوسرے بڑے صنعتی
ممالک ہیں اس لئے یورو کے تحت کسی بھی وقت خوفناک بین
الاقوامی معاشی بحران پیدا ہو سکتا ہے جسے سنبھالا نہ جا سکے گا اور اس
سے بڑے بڑے صنعتی ممالک کو تو شاید اتنا فرق نہ پڑ سکے البتہ ہم
جیسے ممالک کی معاشیات مکمل طور پر ڈوب جائے گی اور یوں سمجھیں
کہ ہم کم از کم معاشی طور پر پچاس سال پیچھے چلے جائیں گے۔ ہمارے
تمام معاہدے، ہماری ورآمدات اور برآمدات سب کچھ ختم ہو جائے
گا"...... ڈاکٹر پرویز نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا بین الاقوامی طور پر اس کا کوئی سدباب نہیں کیا جا
سکتا"...... عمران نے کہا۔

"کاغذی طور پر ضرور کیا جائے گا لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہو سکے گا"...... ڈاکٹر پرویز نے جواب دیا۔

"اب فرض کریں اس کانفرنس میں ممالک کی اکثریت یورو کے حق میں فیصلہ دے دیتی ہے تو پھر کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"پھر وہی ہو گا جو میں نے بتایا ہے۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر یقین ہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔ رزلٹ ڈالر کے حق میں ہی نکلے گا"۔ ڈاکٹر پرویز نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ آپ کا بہت وقت لیا۔ اب مجھے اجازت دیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ جناب۔ ایک منٹ۔ اب تک میں نے آپ کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اصل میں میرے ذہن پر اس قدر حیرت سوار تھی کہ سیکرٹ سروس والے مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں کہ میں ملازموں کو کچھ لانے کا کہہ ہی نہیں سکا"...... ڈاکٹر پرویز نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ کی دیوار میں نصب سوئچ پینل پر ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

"مشروب لے آؤ"...... ڈاکٹر پرویز نے کہا تو ملازم خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"پلیز۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو کیا آپ بتائیں گے کہ آخر سیکرٹ سروس اس مالیاتی کانفرنس میں کیوں دلچسپی لے رہی ہے"۔

ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"چیف کو ایک حتمی اطلاع ملی ہے کہ اس کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے ہر ملک نے جو رپورٹیں تیار کی ہیں کوئی بین الاقوامی تنظیم خفیہ طور پر ان رپورٹوں کی نقلیں حاصل کر رہی ہے اور ہمارے ملک میں بھی یہ کام ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر پرویز بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہمارے ملک میں۔ وہ کیسے اور انہیں اس کا کیا فائدہ ہو گا"۔ ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"تمام چھوٹے اور پسماندہ ممالک کے لوگ دولت کے پجاری ہوتے ہیں اس لئے بورڈ کے لئے کام کرنے والوں کا خیال ہے کہ جس کے بارے میں انہیں حتمی طور پر معلوم ہو گا کہ وہ ڈالر سے منسلک ہو رہا ہے اس کے اعلیٰ حکام کو بھاری رشوت دے کر اس رپورٹ کو یورو کے حق میں کرا دیا جائے گا۔ اس طرح وہاں دونوں کی اکثریت یورو کے حق میں ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے عمران صاحب"...... ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ یہ کانفرنس محض ڈرامہ ہے۔ فیصلہ پہلے ہی ڈالر کے حق میں ہو چکا ہے اور تمام رپورٹس ایکریمیا پہنچ چکی ہیں اور وہاں سے ہر ملک کے نمائندے کو دی جائے گی"...... ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تمام ممالک اس پر رضامند ہو سکتے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اصل میں تو یورو والے بھی نہیں چاہتے کہ ابھی یورو کو بین الاقوامی کرنسی بنایا جائے کیونکہ یورپ کے ان ممالک کو جو یورو سے منسلک ہیں خود بھی معلوم ہے کہ یورو بین الاقوامی معاشی دباؤ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے لیکن جب سے یورو ڈالر کے مقابلے پر آیا ہے اس وقت سے اب تک یورو مسلسل معاشی جھٹکے کھا رہا ہے اور یہی صورت حال قائم رہی تو یورو کسی بھی وقت مکمل طور پر فیل ہو سکتا ہے جبکہ ڈالر کے پس پشت ممالک یہ نہیں چاہتے کہ یورو اس طرح ختم ہو جائے اس لئے یہ سب ڈرامہ کیا جا رہا ہے تاکہ اس طرح یورو کی بین الاقوامی اہمیت بن جائے اور وہ ڈالر کے مقابلے پر رہ جائے اس طرح ڈالر زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ اب ہو گا یہ کہ جب فیصلہ ہو گا تو یورو کے حق میں یورپی ممالک کے علاوہ اور بھی کافی تعداد میں ممالک فیصلہ دے دیں گے لیکن آخری ووٹنگ میں رزلٹ ڈالر کے حق میں کھلے گا اور اس طرح بین الاقوامی کرنسی تو ڈالر ہی رہ جائے گی لیکن یورو کو طاقت بہرحال مل جائے گی"۔ ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"کیا پاکیشیائی رپورٹ بھی ایکریمیا پہنچ چکی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں یقیناً۔ لیکن پلیز یہ بات آپ نے اوپن نہیں کرنی کیونکہ

یہ ملکی راز ہے اور میں نے آپ کو چیف آف سیکرٹ سروس کا خصوصی نمائندہ سمجھ کر یہ بات بتا دی ہے"...... ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

اس دوران ملازم نے مشروبات لا کر رکھ دیئے تھے۔ وہ دونوں ہی ساتھ ساتھ مشروب بھی پی رہے تھے۔

"ڈاکٹر پرویز اگر آپ کی بات درست ہے تو پھر یہ تنظیم رپورٹیں یا ان کی نقلیں کیوں حاصل کر رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"رپورٹیں تو ظاہر ہے ایکریمیا پہنچ چکی ہوں گی اور اگر ان کی نقلیں ہوں گی بھی سہی تو کسی بڑے حاکم کی تحویل میں ہوں گی اور اگر فرض کیا کہ وہ اسے حاصل بھی کر لیں تب بھی اس کا انہیں کوئی فائدہ ہو ہی نہیں سکتا"...... ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"جبکہ رپورٹیں حاصل کرنے والوں نے بتایا ہے کہ وہ ان رپورٹوں سے یہ معلوم کریں گے کہ کون کون سے ممالک ڈالر کے حق میں جا رہے ہیں اور وہ ان پر دباؤ ڈال کر رپورٹس اپنے حق میں کروائیں گے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ محض ڈرامہ ہے اور یورپ کو بھی اس ڈرامے کا علم ہے اور ایکریمین ڈالر کے پس پشت ممالک کو بھی تو پھر انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... ڈاکٹر پرویز نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اس مشروب کا بھی اور وقت دینے کا بھی۔ اگر ضرورت پڑی تو آپ سے دوبارہ ملاقات ہو گی"...... عمران

نے الجھتے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر پرویز اسے باہر پورچ تک چھوڑنے آیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار واپس دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی اڈگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ فنانس سیکرٹری جناب آرتھر ڈریک سے بات کریں"۔ دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں اڈگر بول رہا ہوں چیف آف سیڈر"...... اڈگر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر اڈگر۔ کیا آپ کے آدمیوں نے پاکیشیا سے رپورٹ حاصل کی تھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر"...... اڈگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ رپورٹ جعلی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اڈگر بے اختیار اچھل پڑا۔

جعلی ہے۔ کیا مطلب جناب۔ میں سمجھا نہیں "...... اڈگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس رپورٹ کے مطابق پاکیشیا ڈالر کے حق میں ووٹ دے گا لیکن جو رپورٹ ایکریمیا کی تحویل میں ہے اس کے مطابق پاکیشیا یورو کے حق میں ووٹ دے گا اور وہ رپورٹ پاکیشیائی حکام کی طرف سے سرکاری طور پر بھجوائی گئی ہے جبکہ یہ رپورٹ آپ کے آدمیوں نے حاصل کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن سر اگر ایکریمیا کی تحویل میں جو رپورٹ موجود ہے اور اس کے اندراجات کا علم ہے تو پھر اس رپورٹ کے منگوانے کا تو کوئی فائدہ نہیں تھا اور اگر یہ جعلی ہے تب بھی اس سے کیا فرق پڑتا ہے"...... اڈگر نے کہا۔

"آپ کو علم نہیں ہے کہ اصل معاملات کیا ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ میرے آفس میں آجائیں ابھی اسی وقت"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اڈگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر فون کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اڈگر بول رہا ہوں"...... اڈگر نے کہا۔

"یس۔ رالف بول رہا ہوں۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"جس رپورٹ کے لئے آپ نے مجھ پر بے پناہ دباؤ ڈال رکھا تھا اب اس رپورٹ کو جعلی کہا جا رہا ہے"...... اڈگر نے کہا۔

"جعلی۔ وہ کیسے"...... دوسری طرف سے رالف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اڈگر نے فنانس سیکرٹری کی کال اور گفتگو کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات گہرے ہیں۔ ٹھیک ہے تم جا کر مل لو۔ پھر مجھے بتانا کہ اصل مسئلہ کیا ہے"...... رالف نے کہا۔

"اوکے۔ میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو بتا دوں کیونکہ سیکرٹری صاحب کا موڈ خاصا خراب لگ رہا تھا"...... اڈگر نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ سب ٹھیک رہے گا"...... رالف نے کہا تو اڈگر نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فنانس سیکرٹری کے آفس میں موجود تھا۔

"مسٹر اڈگر آپ ایک ذمہ دار ایجنسی کے چیف ہیں اس لئے آپ کو اصل بات بتائی جا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بات لیک آؤٹ نہیں ہو گی"...... سیکرٹری صاحب نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں"...... اڈگر نے جواب دیا۔

"مسٹر اڈگر۔ آپ کو اس رپورٹ کے حاصل کرنے کی وجہ کیا بتائی گئی تھی"...... سیکرٹری نے کہا۔

"یہی جناب کہ پاکیشیا کے بارے میں پیشگی معلوم ہو سکے کہ
اس کا ووٹ کس کے حق میں ہے تاکہ پاکیشیا پر دباؤ ڈال کر اس
ووٹ اپنے حق میں تبدیل کرایا جاسکے"...... اڈگر نے کہا۔
"لیکن آپ نے سوچا تو ہو گا کہ پوری دنیا کے معاشی سیٹ اپ
میں پاکیشیا کی کیا اہمیت ہے۔ اگر اس کا ووٹ خلاف بھی چلا جائے تو
تو اس سے ہمیں کیا فرق پڑے گا"...... سیکرٹری نے کہا۔
"یس سر۔ لیکن میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ ملکی معاملات کے
بارے میں کوئی جرح نہیں کی جاسکتی"...... اڈگر نے جواب دیا۔
"اصل بات یہ ہے مسٹر اڈگر کہ پاکیشیا تمام مسلم ممالک کے
ساتھ مل کر یورو اور ڈالر کے مقابلے پر ایک نئی کرنسی لانے کی
کوشش کر رہا ہے جسے انہوں نے فی الحال ایم سی کا نام دیا ہے۔ یعنی
مسلم کرنسی۔ جب تمام مسلم ممالک اس پر رضامند ہو جائیں گے
اور تمام معاملات طے ہو جائیں گے تو پھر اس کا نام متفقہ طور پر تجویز
کر لیا جائے گا۔ آپ کو معلوم نہ ہو تو میں بتا دوں کہ اگر ایم سی واقعی
قائم ہو گئی تو پھر نہ یورو کی بین الاقوامی سطح پر کوئی حیثیت رہے گی
اور نہ ڈالر کی کیونکہ مسلم ممالک کی دولت کی وجہ سے یورو بھی چل
رہا ہے اور ڈالر بھی اور اس منصوبے میں اصل روح رواں پاکیشیا کا
ایک ماہر معاشیات ہے جس کا نام ڈاکٹر باسط ہے۔ ڈاکٹر باسط اس
سلسلے میں مسلسل کام کر رہا ہے اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام اس کی
پشت پر ہیں اس لئے یہ کانفرنس منعقد کرائی جا رہی ہے تاکہ اس

منصوبے کو روکا جاسکے"...... سیکرٹری نے کہا۔
"کیسے جناب۔ میں سمجھا نہیں"...... اڈگر نے کہا۔
"پاکیشیا کی طرف سے جب بین الاقوامی کانفرنس میں یورو کی
کھل کر حمایت کی جائے گی تو لامحالہ مسلم ممالک جو دراصل معاشی
طور پر ایکریمیا کے تحت ہیں، لامحالہ پاکیشیا کے خلاف ہو جائیں گے
اور اس طرح یہ منصوبہ خود بخود سبوتاژ ہو جائے گا"...... سیکرٹری
نے کہا۔
"لیکن سر۔ پاکیشیا کو ڈبل رپورٹ بنانے کی کیا ضرورت
تھی"...... اڈگر نے کہا۔
"یہی تو اصل بات ہے۔ ہمیں خدشہ تھا کہ کہیں پاکیشیا اس بین
الاقوامی کانفرنس میں ڈالر کی فیور نہ کر دے۔ اس لئے یہ رپورٹ
حاصل کی گئی اور اب یہ بات سامنے آگئی ہے کہ وہاں پاکیشیا میں جو
رپورٹ بنائی گئی ہے وہ ڈالر کے حق میں ہے"...... سیکرٹری نے
کہا۔
"لیکن رپورٹ پڑھی کون سی جائے گی"...... اڈگر نے کہا۔
"بظاہر تو یہی طے ہوا ہے کہ کانفرنس والے روز ایکریمیا کی تحویل
میں دی گئی رپورٹس انہیں دی جائیں گی اور وہی پڑھی جائیں گی لیکن
اب اس رپورٹ کے بعد یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں وہ ڈالر کی
حق میں رپورٹ نہ پڑھ دیں۔ اس طرح سارا معاملہ خراب ہو جائے
گا"...... سیکرٹری نے کہا۔

"یہ تو بڑا آسان سا کام ہے جناب۔ اس آدمی کو جو اس کانفرنس میں رپورٹ پڑھنے آئے گا اسے ہم اغوا کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی ڈال دیں گے اور وہ آدمی کانفرنس میں ہماری مرضی کا پیپر پڑھ دے گا۔ بعد میں اصل آدمی کو رہا کر دیا جائے گا اور کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا"...... اڈگر نے کہا۔

"کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں"...... سیکرٹری نے چونک کر کہا اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"یس سر۔ بڑی آسانی سے سر۔ ہمارا تو کام ہی یہی ہے سر۔ اگر آپ چاہیں تو اس ڈاکٹر باسط کا بھی خاتمہ کرایا جا سکتا ہے تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے"...... اڈگر نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ مجھے تو یہ خیال ہی نہ آیا تھا"...... سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

"سر آپ کی فیلڈ ایسی ہے کہ آپ کو ایجنسیوں سے واسطہ ہی نہیں پڑتا کیونکہ ایجنسیاں مالی معاملات میں کام نہیں کرتیں۔ اگر آپ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کر لیتے تو وہ آپ کو یہ حل بتا دیتے ہمارے انچارج چیف سیکرٹری صاحب ہیں"...... اڈگر نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں چیف سیکرٹری صاحب سے بات کروں گا اور وہ آپ کو کہہ دیں گے۔ ویسے آپ اپنے طور پر تیاری کر لیں"...... سیکرٹری نے کہا۔

"یہ کانفرنس کب ہو رہی ہے"...... اڈگر نے کہا۔

"ایک ہفتے بعد"...... سیکرٹری نے کہا۔

"کیا ہمارے ملک میں ہو رہی ہے"...... اڈگر نے پوچھا۔

"ہاں"...... سیکرٹری نے جواب دیا۔

"پھر تو بڑی آسانی رہے گی سر۔ ہمیں صرف اس آدمی کی نشاندہی کرا دی جائے باقی کام ہم کر لیں گے"...... اڈگر نے کہا۔

"ایسا ہو جائے گا۔ اب آپ جا سکتے ہیں اب کوئی پریشانی کی بات نہیں رہی"...... سیکرٹری نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا تو اڈگر اٹھا، اس نے سلام کیا اور پھر آفس سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی کیونکہ ایک لحاظ سے اس نے سیکرٹری کو اپنی بات مان لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو "...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" رانا ہاؤس "...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں جوزف۔ بلیک روم میں جو بے ہوش آدمی ہے اسے اٹھا کر کسی سنسان پارک میں ڈال دو۔ خود ہی ہوش میں آ کر گھر چلا جائے گا "...... عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب۔ فارن ایجنٹ کالرج کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ رپورٹ رساڈو کی ایجنسی سیڈر کے چیف اڈگر کے پاس

پہنچی اور اس نے یہ رپورٹ رساڈو کے سیکرٹری فنانس آرتھر ڈریک کے حوالے کر دی ہے۔ اب یہ رپورٹ اس سیکرٹری کی تحویل میں ہے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" مالیاتی رپورٹ سیکرٹری فنانس کے پاس ہی جانی چاہئے تھی "۔ عمران نے کہا۔

" آپ الجھے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ عجیب سی الجھن ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس سلسلے میں کس سے بات کی جائے "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے "...... بلیک زیرو نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کھچڑی پک رہی ہے اور کس طرح اس کھچڑی میں سے دال اور چاول کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے "...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر چونک پڑا۔

" آخر ہوا کیا ہے۔ آپ کو اس قدر الجھے ہوئے پہلے تو کبھی نہیں دیکھا "...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے سلیم رضا سے ہونے والی گفتگو کے ساتھ ساتھ رپورٹ کی کاپی کے مندرجات اور آخر میں ڈاکٹر پرویز سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

" اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی الجھی ہوئی بات ہے۔ اگر رپورٹ پہلے ہی ایکریمیا بھجوا دی گئی ہے تو پھر ان لوگوں کا اتنی بھاری رقم دے کر

رپورٹ حاصل کرنا اور ان کا یہ مقصد کہ اس طرح یہ لوگ حکومت پر دباؤ ڈال کر ان کا فیصلہ تبدیل کرائیں گے بات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات تو سمجھ نہیں آ رہی اور سیکرٹری وزارت خزانہ کی حالت یہ ہے کہ سیکرٹری لیول کا آفیسر ہونے کے باوجود اس کا ڈرائیور اس کے سیف سے خفیہ رپورٹ نکال کر لے جاتا ہے اور اسے معلوم تک نہیں ہوتا اور اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ اتنی بھاری رقم دے کر یہاں سے رپورٹ لے گئے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ اصل رپورٹیں تو پہلے ہی ایکریمیا کی تحویل میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر پرویز کو اصل بات کا علم نہ ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ وہ انتہائی ذمہ دار پوسٹ پر ہے اور اس نے جس انداز میں بات کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا درست ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"سرسلطان۔ آپ کی اب آفس میں کیا مصروفیات ہیں"۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ وہی روز کی مصروفیات ہیں۔ آپ حکم فرمائیں"۔ سرسلطان نے چونک کر پوچھا کیونکہ ایکسٹو کی طرف سے یہ بات پوچھی جانی سرسلطان کے لئے نئی بات تھی۔

"آپ اپنی تمام مصروفیات فوری طور پر منسوخ کر دیں۔ میرا نمائندہ خصوصی آپ کے آفس میں آ رہا ہے آپ نے اس کے ساتھ سیکرٹری وزارت خزانہ راشد علی کے پاس جانا ہے اور میرے نمائندہ خصوصی کے پہنچنے سے پہلے انہیں بریف کر دیں تاکہ وہ بھی اپنی مصروفیات منسوخ کر دیں۔ یہ ملاقات انتہائی رازدارانہ ماحول میں ہو گی"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے تو سرسلطان کو پریشان کر دیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر میں خود بات کرتا تو سرسلطان نے کبھی میری بات پر عمل نہیں کرنا تھا اس لئے مجبوری تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ سیکرٹری سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اس سے اصل بات اگلوانا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اسے لامحالہ اس بارے میں علم ہو گا اور چونکہ وہ سیکرٹری لیول کا آفیسر ہے اس لئے سینئر سیکرٹری سرسلطان کی موجودگی بھی ضروری ہے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیزی سے سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن اور تفکر کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ واقعی جب سے اس معاملے میں پڑا تھا ذہنی طور پر بری طرح الجھ گیا تھا اس لئے اس کی مخصوص شگفتگی اور حس مزاح پر بھی سنجیدگی کا پردہ سا پڑ گیا تھا۔

"السلام علیکم"....... تھوڑی دیر بعد عمران نے سرسلطان کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو سرسلطان اٹھ کھڑے ہوئے۔

"وعلیکم السلام جناب۔ آیئے تشریف لایئے"....... سرسلطان نے انتہائی خشک لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرسلطان اس لئے سخت ناراض ہیں کہ اس نے بطور ایکسٹو انہیں کیوں ایسی ہدایات دی ہیں۔ ظاہر ہے اب سرسلطان کو تو معلوم تھا کہ اصل ایکسٹو کون ہے۔

"شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ کیا آپ نے سیکرٹری وزارت خزانہ کو بریف کر دیا ہے کہ مابدولت اس سے گفتگو کرنے تشریف لا رہے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ چیف کے احکامات کی مکمل تکمیل کر دی گئی ہے اور

بے چارہ سیکرٹری وزارت خزانہ اس وقت اپنے آفس میں اکیلا بیٹھا انتظار کر رہا ہے"....... سرسلطان نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ خود ان کے پاس تشریف لے جائیں گے یا انہیں یہاں کال کریں گے"....... عمران نے بھی اسی موڈ میں کہا۔

"جیسے آپ حکم دیں"....... سرسلطان نے جواب دیا۔ وہ بھی شاید پیچھے ہٹنے پر تیار نہیں تھے۔

"انہیں یہیں کال کر لیں کیونکہ میرا تو خیر کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن آپ بہرحال سینئر سیکرٹری ہیں"....... عمران نے کہا تو سرسلطان نے بغیر کوئی لفظ کہے رسیور اٹھایا۔ فون کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جبکہ عمران اس دوران خاموش بیٹھا رہا۔

"سلطان بول رہا ہوں راشد علی۔ چیف آف سیکرٹ سروس کے نمائندہ خصوصی میرے آفس میں پہنچ چکے ہیں آپ میرے آفس میں ہی آ جائیں"....... سرسلطان نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کے ریٹائرنگ روم میں بات چیت ہو گی"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ حکم دیں۔ ہم جیسے غلام تو اب آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہی رہ گئے ہیں"....... سرسلطان آخر کار

پھٹ پڑے۔

"سوری سرسلطان۔ جہاں ملکی مفادات کا معاملہ ہو وہاں چیف کسی کا لحاظ نہیں کیا کرتے"....... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر اب غصے کی بجائے حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ کیا اب سیکرٹری وزارت خزانہ اور سیکرٹری وزارت خارجہ ملکی مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں"۔ سرسلطان نے کہا۔

"سیکرٹری وزارت خزانہ کو آنے دیں ان کے سامنے بات ہو گی"....... عمران نے کہا اور سرسلطان نے ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور بھاری جسم کے سیکرٹری وزارت خزانہ راشد علی آفس میں داخل ہوئے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شدید ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے۔ سرسلطان ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن عمران اسی طرح بے نیازی کے عالم میں بیٹھا رہا۔

"آیئے۔ آیئے۔ راشد علی صاحب۔ آپ کو تکلیف ہوئی۔ اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ آیئے۔ ادھر ریٹائرنگ روم میں بیٹھتے ہیں اور آپ بھی تشریف لائیے جناب نمائندہ خصوصی صاحب"۔ سرسلطان نے راشد علی سے بات کرنے کے بعد عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی طنزیہ اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے چلیئے"....... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ تو علی عمران ہے۔ مم۔ مم۔ مگر"....... راشد علی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران کو اچھی طرح جانتے تھے اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ سرسلطان کے ساتھ اس کے کیسے تعلقات ہیں۔

"نہیں۔ یہ سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی ہیں"....... سرسلطان نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے چلتا ہوا ریٹائرنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"....... سرسلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری سرسلطان۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں"....... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا تو سرسلطان ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے۔ البتہ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا لیکن وہ بہرحال جہاندیدہ آدمی تھے اس لئے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئے تھے۔

"جناب راشد علی صاحب۔ پہلے تو یہ فرمائیے کہ ٹرانس کارس پر بین الاقوامی کانفرنس رساڈو میں کب منعقد ہو رہی ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"اگلے ہفتے"....... راشد علی نے جواب دیا۔

"تاریخ بتائیں"....... عمران نے کہا۔

"جی اگلے ماہ کی پانچ تاریخ کو"....... راشد علی جواب دیا۔

"اس کانفرنس میں پاکیشیا کا ووٹ کس طرف ہو گا۔ یورو کی طرف یا ڈالر کی طرف"....... عمران نے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ یہ اسٹیٹ ٹاپ سیکرٹ ہے اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی"....... راشد علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس اسٹیٹ ٹاپ سیکرٹ کے تحت رپورٹ بھی تو تیار کی گئی ہو گی جو وہاں پڑھی جائے گی۔ وہ رپورٹ کس کی تحویل میں ہے"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہوئی ہے۔ کئی ماہ تک ماہرین معاشیات اور اعلیٰ حکام کے درمیان خصوصی میٹنگز ہوتی رہی ہیں اس کے بعد صدر مملکت اور ان کی کابینہ کے مشورے سے یہ رپورٹ تیار کی گئی ہے اور یہ رپورٹ میری تحویل میں ہے"....... راشد علی نے جواب دیا۔

"کیا آپ کی تحویل میں اصل رپورٹ ہے یا اس کی کاپی ہے"....... عمران نے کہا۔

"کاپی کا کیا مطلب۔ اصل رپورٹ ہے"....... راشد علی نے چونک کر کہا۔ سر سلطان بھی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے تھے۔

"اب آپ سوچ کر جواب دیں گے کیونکہ غلط بیانی کی صورت میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ آپ کس عہدے پر فائز ہیں"۔ عمران کا

لہجہ یکلخت خشک ہو گیا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے غلط بیانی کی"....... راشد علی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا اصل رپورٹ ایکریمی حکام کو بھیجی جا چکی ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اصل رپورٹ کیسے وہاں پہلے بھیجی جا سکتی ہے۔ وہ تو میری تحویل میں ہے اور اسے صرف کانفرنس میں ہی اوپن کیا جائے گا"....... راشد علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹاپ سیکرٹ رپورٹ آپ کی ذاتی تحویل میں ہے یا سرکاری تحویل میں"....... عمران نے کہا۔

"میری ذاتی تحویل بھی سرکاری تحویل ہی سمجھی جاتی ہے کیونکہ میں نے ہر صورت میں اسے کانفرنس تک محفوظ رکھنا ہے لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں اور سیکرٹ سروس کا اس سے کیا تعلق ہے"....... راشد علی سے آخر کار رہا نہ جا سکا تو وہ بول پڑا۔

"دیکھیں آپ جسے ٹاپ سیکرٹ کہہ رہے ہیں کیا یہ اسی رپورٹ کی کاپی ہے"....... عمران نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے تہہ شدہ فائل نکال کر راشد علی کے سامنے میز پر پھینک دی تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔ راشد علی نے جھپٹ کر فائل اٹھا لی اور اسے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا اور جیسے جیسے وہ رپورٹ دیکھتے جا رہے تھے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو واقعی وہی رپورٹ ہے۔ مم۔ مم۔ مگر"....... راشد علی کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

"یہ رپورٹ غیر ملکی ایجنٹوں نے دو بار آپ سے حاصل کی ہے اور اس وقت یہ رپورٹ رساڈو کے سیکرٹری فنانس کے پاس موجود ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ اسٹیٹ ٹاپ سیکرٹ ہے اور اس بارے میں کسی کو حتیٰ کہ چیف آف سیکرٹ سروس کے نمائندے کو بھی نہیں بتایا جا سکتا"....... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"....... راشد علی کی حالت واقعی کافی دگرگوں ہو گئی تھی۔

"آپ کے ڈرائیور کا کیا نام ہے"....... عمران نے کہا تو راشد علی بے اختیار اچھل پڑے۔

"ڈرائیور۔ مم۔ مم۔ مگر۔ کیا مطلب۔ ڈرائیور تو ایسا نہیں کر سکتا"....... راشد علی نے کہا۔

"رساڈو کی ایک سیکرٹ ایجنسی کے ایجنٹ یہاں پہنچے۔ انہیں اس رپورٹ کی کاپی چاہئے تھی۔ انہوں نے آپ کی وزارت کے ایک سیکشن آفیسر سے رابطہ کیا۔ آپ کی وزارت کے تمام ملازمین کو علم ہے کہ جو کام آپ سے کرانا ہوتا ہے اور آپ نہ کرتے ہوں تو یہ کام ڈرائیور کو بھاری رشوت دے کر کرایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس سیکشن آفیسر نے اس غیر ملکی ایجنٹ سے ایک لاکھ ڈالر لے کر آپ کے

ڈرائیور سے رابطہ کیا اور اسے دس ہزار روپے دیئے۔ وہ آپ کے آفس کے سیف سے یہ رپورٹ نکال لایا جس کی کاپی کی گئی اور رپورٹ واپس سیف میں رکھ دی گئی اور رپورٹ کی کاپی غیر ملکی ایجنٹ کے حوالے کر دی گئی۔ وہ ایجنٹ ٹرین میں سوار ہو کر جا رہا تھا کہ ٹرین کا خوفناک حادثہ ہو گیا اور نہ صرف وہ ایجنٹ اس حادثے میں ہلاک ہو گیا بلکہ وہ رپورٹ بھی جل کر راکھ ہو گئی کیونکہ اس بوگی کو آگ لگ گئی تھی۔ اس پر اس ملک کے دوسرے ایجنٹ نے اس سیکشن آفیسر سے رابطہ کیا اس نے دوبارہ ایک لاکھ ڈالر لئے اور ڈرائیور کو رقم دی۔ اس طرح اس رپورٹ کی دوسری کاپی اس غیر ملکی ایجنٹ کو پہنچ گئی۔ پھر یہ کاپی رساڈو پہنچی اور وہاں کے سیکرٹری فنانس کو بھجوا دی گئی۔ اس دوران سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں معلوم ہو گیا۔ چنانچہ اس سیکشن آفیسر کو گھیرا گیا۔ اس نے ساری بات بتا دی اور ساتھ ہی اس کے گھر سے یہ کاپی مل گئی جو آپ کے سامنے موجود ہے"....... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سیکرٹری راشد علی کا چہرہ زرد پڑ گیا جبکہ سر سلطان ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان کی نظروں میں اب سیکرٹری خزانہ کے لئے بے حد غصہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ آئی ایم سوری"....... سیکرٹری راشد علی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ بات تو اس طرح ہوئی۔ اب آئیں دوسری طرف۔ چند ایسی الجھنیں چیف آف سیکرٹ سروس کے سامنے آئی ہیں جن کو سلجھانے کے لئے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی گئی ہے اور سر سلطان کو بھی اسی لئے یہاں بٹھایا گیا ہے کیونکہ چیف صاحب یہ چاہتے تھے کہ جو کچھ بھی ہو سر سلطان کے سامنے ہو اس لئے انہیں بھی اس انداز میں تکلیف دی گئی اور چونکہ معاملات دو سیکرٹریز صاحبان کے ساتھ تھے اور سیکرٹریز صاحبان کا عہدہ ملک کے اہم ترین عہدوں میں شمار ہوتا ہے اس لئے انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے کوئی مذاق کیا تو مجھے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس لئے مجبوراً مجھے سنجیدہ ہونا پڑا۔ ویسے بھی یہ معاملات انتہائی اہم ہیں اس لئے ہمیں ایسے معاملات میں سنجیدہ ہونا چاہئے"....... عمران نے کہا لیکن راشد علی اور سر سلطان دونوں خاموش رہے۔

"اب دوسرے معاملے کی طرف آتے ہیں راشد علی صاحب۔ اب آپ یہ بتائیں کہ اصل رپورٹ کیا ایکریمیا پہنچ چکی ہے یا نہیں اور یہ سوچ کر بتائیں کہ جسے آپ ٹاپ سیکرٹ بتا کر نمائندہ خصوصی کو بھی بتانے سے انکار کر چکے ہیں وہ اس کی جیب میں تھی اس لئے اب اصل بات کا جواب دیتے ہوئے سوچ لیں کہ ایسا نہ ہو کہ ایکریمیا والی رپورٹ بھی آپ کے سامنے پیش کر دی جائے"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ دو رپورٹس تیار کی گئی تھیں۔ ایک ایکریمین حکام کو

بھجوا دی گئی اور دوسری میری تحویل میں تھی"....... راشد علی نے اس بار سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا یہ رپورٹس ایک ہی ہیں"....... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے ایک ہی ہوں گی"....... راشد علی نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ کو نہیں معلوم"....... عمران نے چونک کر کہا۔

"اصل میں تمام معاملات پر تفصیلی بحث کے بعد یہ ساری تفصیل صدر مملکت کو بھیج دی گئی تھی اور صدر مملکت نے اپنی کابینہ کے ساتھ اسے ڈسکس کیا۔ پھر دو رپورٹس تیار کی گئیں۔ ایک میری تحویل میں دے دی گئی کہ جب پاکیشیائی وفد کانفرنس میں شرکت کے لئے جائے تو یہ رپورٹ اسے دے دی جائے گی اور دوسری رپورٹ ایکریمیا بھجوا دی گئی"....... راشد علی نے جواب دیا۔

"اب آپ یہ بتائیں کہ اگر یہ رپورٹ ایکریمیا پہنچ چکی ہے تو پھر ان غیر ملکی ایجنٹوں کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ یہاں اعلیٰ حکام پر دباؤ ڈال کر ہونے والا فیصلہ تبدیل کرا دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ شاید ان ایجنٹوں کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ دوسری رپورٹ ایکریمیا پہنچ چکی ہے"....... راشد علی نے جواب دیا۔

"اس کانفرنس میں پاکیشیا کی نمائندگی کون کرے گا"۔ عمران

نے کہا۔

"گورنر اسٹیٹ بینک کی سربراہی میں وفد جائے گا۔ اب یہ فیصلہ گورنر صاحب خود کریں گے کہ تقریر کون کرے گا۔ ویسے زیادہ تر خیال یہی ہے کہ وہ یہ تقریر ڈاکٹر پرویز سے کرائیں گے"...... راشد علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان۔ آپ پلیز صدر مملکت سے ملاقات کا فوری وقت لیں"...... عمران نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا تو سر سلطان نے خاموشی سے سامنے پڑا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کر دیئے آخر میں انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کرائیں۔ اٹ از امپورٹنٹ میٹر"...... سر سلطان نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد صدر مملکت کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں سر۔ چیف آف سیکرٹ سروس کے نمائندہ خصوصی علی عمران ایک اہم ملکی معاملے کے سلسلے میں آپ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں۔ وہ اس وقت میرے آفس میں موجود ہیں۔ آپ اگر اجازت دیں تو ہم ابھی پہنچ جائیں"...... سر سلطان نے انتہائی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران سے بات کرائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر سلطان نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ جناب۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) عرض کر رہا ہوں"...... عمران کی زبان یکلخت رواں ہو گئی تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران صاحب۔ آپ کس سلسلے میں مجھ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے سلام کا جواب دینے کے بعد انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"جناب۔ بین الاقوامی کانفرنس ٹرانس کارس پر آئندہ ہفتے منعقد ہو رہی ہے اس سلسلے میں بات کرنی ہے کیونکہ میں نے سیکرٹری وزارت خزانہ جناب راشد علی اور سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے اس سلسلے میں جو بات چیت کی ہے اس سے ایک ایسی الجھن سامنے آئی ہے جو آپ کی مدد کے بغیر نہیں سلجھ سکتی اور معاملات انتہائی گمبھیر ہوتے جا رہے ہیں اس لئے میں نے سر سلطان صاحب سے درخواست کی کہ آپ سے وقت لے لیں"...... عمران نے اس بات انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس سلسلے میں کیا الجھن ہے"...... صدر مملکت نے چونک کر کہا۔

"جناب یہ بات فون پر نہیں کی جا سکتی"...... عمران نے جواب

دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ سر سلطان کے ساتھ تشریف لے آئیں میں منتظر ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"بہتر تھا راشد علی کو بھی ساتھ لے لیا جاتا"...... سر سلطان نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے وہاں تفصیل سے بات کرنا ہو گی اور راشد علی صاحب کے ذریعے یہ بات آگے جا سکتی ہے جیسے رپورٹ غیر ملک پہنچ چکی ہے"...... عمران نے صاف اور دو ٹوک الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوری کر لی ہے۔ مجھے واقعی تصور تک نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"...... راشد علی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ معاملات سر سلطان اور صدر مملکت کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں اس لئے میں اس پر کوئی کمنٹ نہیں کر سکتا۔ چلیں سر سلطان"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ سر سلطان بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھے تو ان کے ساتھ ہی راشد علی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"راشد علی صاحب۔ آپ پلیز اپنے آفس میں ہی رہیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ صدر مملکت کو آپ سے کوئی مشورہ کرنا پڑ جائے"۔ سر سلطان نے راشد علی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آفس میں ہی رہوں گا"...... راشد علی نے کہا اور پھر وہ اکٹھے ہی ریٹائرنگ روم سے باہر آئے اور پھر راشد علی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران اور سر سلطان عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سر سلطان کی سرکاری کار موجود تھی۔

"راشد علی اس کردار کا ہو سکتا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اس قدر اہم سیٹ پر ایسے آدمی کی موجودگی ملک کے مفادات کے سراسر خلاف ہے"...... سر سلطان نے پورچ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہا تھا۔

"آئی ایم سوری عمران۔ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ معاملات اس قدر سنجیدہ ہیں۔ مجھے اس لئے غصہ آیا تھا کہ میں سمجھا کہ تم نے یہ سب کچھ شرارتاً کیا ہے اور ایکسٹو کے عہدے کو اس شرارت کے لئے استعمال کیا ہے"...... سر سلطان نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں سر سلطان۔ اصل میں معاملات اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ میری کھوپڑی پر بھی برف جم گئی ہے اور میں نے جان بوجھ کر چیف سے آپ کو فون کرایا تاکہ معاملات کو سنجیدگی سے لیا جائے"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی کار پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ چکی تھی اور پھر انہیں صدر مملکت کے خصوصی میٹنگ روم میں پہنچا دیا گیا۔ چند لمحوں بعد صدر مملکت اندر داخل ہوئے تو سر سلطان اور عمران دونوں احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشریف رکھیں"....... صدر نے کہا اور وہ دونوں خاموشی سے بیٹھ گئے۔

"اب بتائیں کیا مسئلہ ہے"....... صدر نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر اس رپورٹ کے بارے میں بتا دیا۔

"راشد علی صاحب کو اس قدر لاپرواہی نہیں برتنا چاہئے تھی سرسلطان۔ آپ انہیں وارننگ دے دیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو"۔ صدر صاحب نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"....... سرسلطان نے جواب دیا۔

"جناب آپ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ جو رپورٹ ایکریمیا کو بھجوائی گئی ہے کیا وہ رپورٹ وہی ہے جو راشد علی صاحب کو دی گئی ہے یا دونوں رپورٹس مختلف ہیں"....... عمران نے کہا تو صدر صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

"سوری عمران صاحب۔ یہ ملکی سیکرٹ ہے اور ویسے بھی یہ معاملات آپ کی سیکرٹ سروس کی رینج میں نہیں آتے اس لئے آپ پلیز اس میں مداخلت نہ کریں"....... صدر مملکت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب غیر ملکی ایجنسیاں اس پر کام کر رہی ہیں اور آپ فرما رہے ہیں کہ یہ سیکرٹ سروس کی رینج میں نہیں آتے۔ دراصل چیف صاحب کو خدشہ ہے کہ اس کانفرنس میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے اس لئے وہ اس پر کام کر رہے ہیں تاکہ ملک کے مفادات کا

تحفظ کیا جا سکے"....... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں اور اپنے چیف کو بھی اطمینان دلا دیں۔ حکومت جو کچھ کر رہی ہے ملک کے مفادات کے پیش نظر کر رہی ہے"....... صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اگر کچھ ہو گا تو اس کی ذمہ داری سیکرٹ سروس پر نہ ہو گی۔ اب مجھے اجازت دیں"....... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ کچھ نہیں ہو گا۔ پاکیشیا کے مفادات کی ہر لحاظ سے حفاظت کی جائے گی"....... صدر نے کہا۔

"جناب مجھے اجازت دیں"....... سرسلطان نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو صدر صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران اور سرسلطان باہر آ گئے۔

"مجھے اپنے آفس میں ڈراپ کر دیں میری کار وہاں ہے"۔ عمران نے کہا تو سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ صدر مملکت کوئی خاص بات چھپا رہے ہیں"....... سرسلطان نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں اور یہاں چونکہ کھل کر بات نہیں ہو سکتی اس لئے بعد میں بات ہو گی"....... عمران نے ڈرائیور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے اڈگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"....... اڈگر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"رالف بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے رالف کی آواز سنائی دی۔ رالف سیڈر کا ماسٹر چیف تھا۔ عملی طور پر چیف تو اڈگر تھا لیکن رالف جو سنٹرل سیکرٹریٹ میں اسسٹنٹ چیف سیکرٹری تھا، سیڈر کو کنٹرول کرتا تھا اس لئے اسے ماسٹر چیف کہا جاتا تھا۔ اڈگر اور رالف کے درمیان ویسے بھی گہرے دوستانہ تعلقات تھے اس لئے عام حالات میں وہ دوستوں کی طرح بات کرتے تھے لیکن جب کوئی میٹنگ ہوتی یا کوئی دوسرا ان کے درمیان ہوتا تو پھر وہ آفیسر اور ماتحت بن جایا کرتے ہیں۔

"اوہ تم۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"....... اڈگر نے کہا۔

"وہ کانفرنس کے سلسلے میں سیکرٹری فنانس سے تمہاری کوئی پلاننگ طے ہوئی تھی"....... رالف نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"....... اڈگر نے کہا۔

"چیف سیکرٹری نے اس پلاننگ کی اجازت نہیں دی"۔ رالف نے کہا تو اڈگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیوں۔ وجہ"....... اڈگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ وہ اس معاملے میں براہ راست شامل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ پاکیشیا کے آدمی نے بہرحال واپس جا کر وہاں اعلیٰ حکام کو ساری بات بتا دینی ہے۔ اس طرح حکومت پاکیشیا اور حکومت رساڈو کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو جائیں گے اور وہ ایسا نہیں چاہتے۔ ان کا کہنا ہے کہ کانفرنس چونکہ ایکریمیا کے کہنے پر منعقد کی جا رہی ہے اس لئے ایکریمیا کے حکام خود ہی اس کا بندوبست کر لیں گے ہمیں اس معاملے میں نہیں پڑنا چاہئے"....... رالف نے کہا۔

"لیکن پھر وہاں سے رپورٹیں طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کام بھی ایکریمین ایجنٹ کر لیتے"....... اڈگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ صرف چیک کرنا چاہتے تھے کہ حکومت پاکیشیا ڈبل گیم تو نہیں کھیل رہی اور ان رپورٹوں سے بات سامنے آ گئی ہے کہ حکومت پاکیشیا کی نیت درست نہیں ہے۔ انہوں نے یہ رپورٹ ایکریمین حکام کے حوالے بھی کر دی ہے اور انہیں کہہ دیا ہے کہ اب صورت حال خود سنبھالیں"....... رالف نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں نے جو انتظامات کئے تھے وہ ختم کر دوں"...... اڈگر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ اچھا ہوا ہے ورنہ معاملات خاصی حد تک بگڑ بھی سکتے تھے"...... رالف نے کہا تو اڈگر چونک پڑا۔

"معاملات بگڑ سکتے تھے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... اڈگر نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے حکومت پاکیشیا کی طرف سے باقاعدہ سرکاری طور پر احتجاج کیا گیا ہے کہ ان کی ایجنسی سیڈر کے ایجنٹوں نے یہاں کارروائی کی ہے اور یہاں سے وہ ایک اہم خفیہ رپورٹ لے گئے ہیں جس پر چیف سیکرٹری صاحب نے انکار کیا تو انہیں بتایا گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اس سلسلے میں باقاعدہ انکوائری کی ہے اور پہلے جو ایجنٹ یہ رپورٹ لے کر جا رہا تھا اس کا نام ہنری تھا اور وہ ٹرین حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جو دوسرا ایجنٹ وہاں گیا اس کا نام والٹر تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مزید کوئی اقدام ہماری طرف سے کیا گیا تو اس کے نتائج بہرحال اچھے نہیں نکلیں گے جس کے بعد چیف سیکرٹری نے یہ ساری کارروائی کی ہے"...... رالف نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کو ناموں کا بھی علم ہو اور ایجنسی کا بھی"...... اڈگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی یہ اطلاع ملنے پر بے حد حیرت ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے

اپنے طور پر گریٹ لینڈ میں ایک آدمی سے اس سلسلے میں بات کی تو اس آدمی نے مجھے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک سروس سمجھی جاتی ہے اور یہ معلوم کر لینا ان کے لئے انتہائی معمولی بات ہے اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سیڈر یا رساڈو کے خلاف کارروائی شروع کر دی تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا"۔ رالف نے جواب دیا۔

"حیرت ہے کہ ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں ایسا کہا جا رہا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اعلیٰ حکام کے فیصلوں کی تعمیل تو کرنی ہی پڑتی ہے"۔ اڈگر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو اڈگر نے بجائے رسیور رکھنے کے کریڈل دبایا اور پھر فون کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریڈ لائٹ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"راجر سے بات کراؤ۔ میں رساڈو سے اڈگر بول رہا ہوں"۔ اڈگر نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ راجر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اڈگر بول رہا ہوں راجر" ...... اڈگر نے کہا۔

"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے کال کیا ہے" ...... راجر نے کہا۔

"راجر تم ایکریمیا کی سرکاری ایجنسیوں میں رہے ہو۔ یہ بتاؤ کہ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی کچھ بتا سکتے ہو"۔ اڈگر نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کہیں تمہارا ٹکراؤ اس سے تو نہیں ہو گیا" ...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"نہیں۔ ٹکراؤ تو نہیں ہوا اور نہ اس کا کوئی امکان ہے۔ اصل میں مجھے کسی نے اس سلسلے میں ایسی باتیں بتائی ہیں جن پر مجھے یقین نہیں آرہا" ...... اڈگر نے کہا۔

"جو کچھ تمہیں بتایا گیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہیں اور یہ میری نصیحت ہے کہ ان سے کسی صورت بھی نہ ٹکرانا۔ یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔ ورنہ نہ تمہاری ایجنسی رہے گی اور نہ تم۔ وہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں" ...... راجر نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ" ...... اڈگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو واقعی حیرت انگیز بات ہے۔ بہرحال اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ کاش میرا ان سے ٹکراؤ ہو جاتا تو میں انہیں بتاتا کہ وہ کتنے خطرناک ہیں" ...... اڈگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس میں موجود کاغذات پر لکھنا شروع کر دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا جبکہ بلیک زیرو کچن میں کافی بنانے گیا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کافی کے دو کپ اٹھائے واپس آیا اور اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ کہیں تو میں صدر صاحب کو بطور ایکسٹو یہ ہدایت کروں کہ وہ اصل بات بتا دیں" ...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ ملک کے صدر ہیں ان سے اس انداز میں معلوم کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ پھر وہ ملک کے مفادات کے ہم سے بھی زیادہ بڑے محافظ ہیں۔ میں البتہ یہ سوچ رہا ہوں کہ اپنے طور پر اس معاملے کے بارے میں معلومات حاصل کروں" ...... عمران نے جواب دیا۔

"ایکریمیا میں ہمارے کئی فارن ایجنٹ موجود ہیں۔ان سے کہا جا سکتا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔یہ ان کا کام نہیں ہے۔پہلی بات تو یہ طے کرنا ہے کہ رپورٹ ایکریمیا میں کس کے پاس بھجوائی گئی ہو گی پھر بات آگے بڑھ سکتی ہے۔ایک منٹ۔میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر پرویز سے بات کی جائے۔وہ اس بارے میں بتا سکتا ہے"....... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"اسٹیٹ بینک سیکرٹریٹ"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر پرویز سے بات کرائیں۔میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ڈاکٹر پرویز بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ڈاکٹر پرویز کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔فرمایئے"....... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ جو رپورٹ ایکریمیا بھجوائی گئی ہے وہ وہاں کس کی تحویل میں ہو گی"....... عمران نے

کہا۔

"وہ حکومت کی طرف سے بھجوائی گئی ہے۔ظاہر ہے وہاں وزارت خزانہ کے اعلیٰ حکام کے پاس ہی ہو گی"....... ڈاکٹر پرویز نے کہا۔

"کیا آپ کسی کو پن پوائنٹ نہیں کر سکتے"....... عمران نے کہا۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ رپورٹ صدر ایکریمیا کے مالیاتی مشیر سر آرتھر کی تحویل میں ہو گی کیونکہ کانفرنس کے انچارج بھی وہی ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ٹھیک ہے۔شکریہ"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"وہ عمرو عیار کی زنبیل دینا"....... عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کا مطلب پتوں والی ڈائری سے ہے۔اس نے میز کی نچلی دراز کھولی اور سرخ جلد والی ضخیم سی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔عمران نے اسے کھولا اور کافی پینے کے ساتھ ساتھ وہ اس کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری کو بند کر کے میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"وائٹ کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایڈورڈ سے بات کراؤ۔میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا

ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو۔ ایڈورڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں ایڈورڈ"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ بڑے عرصے بعد آپ نے یاد کیا ہے"...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارے معیار کا کام ہی نہیں آیا تھا۔ کیا کروں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ چلو اب تو یقیناً کام مل گیا ہو گا جو آپ نے کال کیا ہے"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ ایک کام ہے تو۔ اگر تم کر سکو تو"...... عمران نے کہا۔

"آپ بتائیں کیا کام ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کیا تمہارا فون محفوظ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ایک منٹ"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو عمران صاحب۔ اب فون محفوظ ہے۔ کھل کر بات کریں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایڈورڈ نے کہا۔

"پاکیشیا حکومت کی طرف سے ایک مالیاتی رپورٹ ٹرانس کارس

کانفرنس کے سلسلے میں حکومت ایکریمیا کو بھجوائی گئی ہے۔ یہ کانفرنس آئندہ ہفتے رساڈو میں منعقد ہو رہی ہے لیکن اس کے روح رواں ایکریمین حکام ہیں اور یہ رپورٹ ہو سکتا ہے کہ صدر ایکریمیا کے مالیاتی مشیر سر آرتھر کی تحویل میں ہو"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر میں نے کیا کرنا ہے"...... ایڈورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس رپورٹ کی ایک کاپی حاصل کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ جب حکومت پاکیشیا نے اسے بھجوایا ہے تو لامحالہ آپ وہاں سے اس بارے میں معلوم کر سکتے ہیں"...... ایڈورڈ نے کہا۔

"یہاں اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے اور میں اپنے طور پر یہ کام کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کب تک آپ کو یہ کاپی چاہئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"آپ ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کریں۔ میں اس دوران معلوم کر لوں کہ کیا یہ رپورٹ واقعی آرتھر کی تحویل میں ہے یا نہیں یا کسی اور کی تحویل میں ہے لیکن عمران صاحب معاوضہ ڈبل ہو گا۔ چار لاکھ ڈالر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک صورت میں مل سکتا کہ اگر ایک گھنٹے تک تم یہ کاپی

حاصل کر سکو"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا آپ ایک گھنٹے بعد کال کریں"
دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور
پھر ایک گھنٹے تک عمران اور بلیک زیرو اس معاملے پر ہی گفتگو
کرتے رہے۔ ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر جانے کے بعد عمران نے
دوبارہ ایڈورڈ کو کال کیا۔
"عمران صاحب۔ معاوضہ بھجوا دیں۔ کاپی میرے سامنے پڑی
ہوئی ہے"...... ایڈورڈ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
"پہنچ جائے گا۔ معاوضہ۔ تم جانتے ہو کہ میں جو وعدہ کرتا ہوں
وہ پورا کرتا ہوں"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ پھر میں یہ رپورٹ کو ریئر سروس سے کس ایڈریس
پر بھجواؤں"...... ایڈورڈ نے کہا۔
"اسے بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف آخری صفحے پر آخری
پیراگراف پڑھ کر سنا دو"...... عمران نے کہا۔
"اوکے"...... ایڈورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیرا
گراف پڑھنا شروع کر دیا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں کے چہروں پر
حیرت بڑھتی چلی گئی۔
"آپ نے سن لیا عمران صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہاں۔ اب ایڈریس لکھ لو۔ اس ایڈریس پر یہ رپورٹ بھجوا
دو"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رانا ہاؤس کا ایڈریس بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بھجوا دوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اپنا بینک اور اکاؤنٹ نمبر مجھے لکھوا دو"...... عمران نے کہا تو
دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔
"ٹھیک ہے معاوضہ پہنچ جائے گا"...... عمران نے کہا اور رسیور
رکھ کر اس نے بلیک زیرو کو اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں
بتا دیا۔
"فارن ایجنٹ سے کہہ دو کہ وہ چار لاکھ ڈالر اکاؤنٹ سے نکلوا کر
اس کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو
نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سپیشل فون کا رسیور اٹھا کر اس نے
ہدایت دینی شروع کر دی جبکہ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
"عمران صاحب۔ آپ کہہ رہے تھے کہ سیکرٹری خزانہ کی رپورٹ
میں فیصلہ ڈالر کے حق میں ہے لیکن ایڈورڈ نے جو کچھ پڑھا ہے اس
کے مطابق تو فیصلہ یورو کے حق میں ہے۔ اس کا کیا مطلب
ہوا"...... بلیک زیرو نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مجھے بھی خدشہ تھا کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہے جو صدر صاحب بھی
کھل کر بات نہیں کر رہے تھے۔ یہ دونوں رپورٹس ایک دوسرے
سے مختلف ہیں اور دونوں حکومت کی تیار کردہ ہیں"...... عمران نے
کہا۔
"ہمیں فائدہ کس رپورٹ میں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"ڈالر کی فیور میں کئے جانے والے فیصلے کی رپورٹ میں۔ جو

اسسٹنٹ سیکرٹری کی تحویل میں ہے اور جسے رساڈو کے ایجنٹ لے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہ عجیب بات نہیں ہے کہ جو رپورٹ حکومت ایکریمیا کو بجوائی گئی ہے وہ ایکریمیا کے خلاف ہے کیونکہ ڈالر تو ایکریمین کرنسی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی بات نے تو میرا ذہن گھما دیا ہے۔ حکومت کی سطح پر یہ چکر بازی کیوں کی جا رہی ہے۔ آخر اس کا پس منظر کیا ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ بلیک زیرو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ظاہر ہے یہ بات اس کی سمجھ میں بھی نہ آ رہی تھی۔ اچانک عمران نے آنکھیں کھولیں اور ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آران کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ اور زبان آرانی تھی۔

"دارالحکومت میں ایک بین الاقوامی شہرت کے ماہر معاشیات آکاش ترمذی صاحب رہتے ہیں ان کا فون نمبر چاہئے۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ان کے دو نمبر ہیں۔ آفس کا بھی اور رہائش گاہ کا بھی۔ آپ کو کون سا نمبر چاہئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"دونوں ہی بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی وضاحت کر دی گئی کہ کون سا نمبر آفس کا ہے اور کون سا ان کی رہائش گاہ کا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آکاش سروسز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں علی عمران۔ کیا آکاش ترمذی صاحب موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آکاش بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بلغم زدہ سی آواز سنائی دی۔ لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والا خاصی عمر کا آدمی ہے۔

"جناب آکاش صاحب۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے۔ آج سے تقریباً دو سال قبل گریٹ لینڈ میں

آپ سے ایک نجی محفل میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ نجی محفل گریٹ لینڈ کے لارڈ کے محل میں ہوئی تھی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آگیا۔ آپ نے جو ڈگریاں بتائی ہیں ان پر مجھے یاد آگیا ہے۔ آپ بے حد خوش مزاج نوجوان ہیں۔ فرمائیے آپ نے کیسے فون کیا ہے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے اسی طرح بلغم زدہ لہجے میں کہا گیا لیکن اس بار لہجے میں پہلے جیسا سپاٹ پن نہیں تھا۔

"آئندہ ہفتے ٹرانس کارس کے سلسلے میں رساڈو میں ایک بین الاقوامی مالیاتی کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس میں یقیناً آران کی طرف سے آپ شرکت کر رہے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میری چونکہ سرکاری حیثیت نہیں رہی اس لئے اسٹیٹ بنک کے مہتمم اعلیٰ رضا ہمدانی شرکت کریں گے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... آکاش نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں آران آکر آپ سے بالمشافہ گفتگو کر لوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے کیا آپ پاکیشیا سے آران خصوصی طور پر سفر کر کے آئیں گے۔ فون پر بات کریجئے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تفصیل طلب بات ہے اور مسئلہ ایسا ہے کہ فون پر بات نہیں کی جا سکتی"...... عمران نے کہا۔

"آپ کب تشریف لائیں گے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"زیادہ سے زیادہ تین گھنٹوں بعد میں آپ کی خدمت میں موجود ہوں گا"...... عمران نے کہا۔

"تین گھنٹوں بعد۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... آکاش نے کہا۔

"چارٹرڈ طیارے سے آران کے دارالحکومت پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے تو پھر آپ میرے آفس آجائیں۔ میں بھی چار پانچ گھنٹوں تک یہیں موجود ہوں۔ میں ڈرائیور کو ایئرپورٹ بھجوا دوں گا۔ آپ کے نام علی عمران کا بلے کارڈ اس نے اٹھا رکھا ہو گا"...... آکاش نے کہا۔

"بہت شکریہ جناب۔ ویسے میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ ان سے ملنے آران جائیں گے اور اس وقت جبکہ وہ خود اس کانفرنس میں شرکت بھی نہیں کر رہے اور پھر وہ کیا بتا سکیں گے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم پہلے ایئرپورٹ فون کر کے طیارہ چارٹرڈ کراؤ۔ میں راستے میں فلیٹ سے ہوتا جاؤں گا۔ تفصیلی باتیں واپسی پر ہوں گی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ آپریشن روم سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ادھیڑ عمر آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وکٹر بول رہا ہوں باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خود حاضر ہو جاؤں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کوئی خاص بات ہے"...... باس نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس۔ پاکیشیا کے سلسلے میں بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اچھا۔ آ جاؤ"...... باس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو کہہ دیا کہ وکٹر آ رہا ہے اسے اس کے آفس میں بھجوا دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ البتہ اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد

دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو باس نے میز کے کنارے پر موجود مختلف رنگوں کے بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا تو دروازہ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ دروازے پر ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا آدمی موجود تھا۔ اس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے سر پر نیلے رنگ کا ہیٹ تھا۔ وہ قدم بڑھاتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے باس کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو وکٹر"...... باس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو وکٹر مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے"...... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"باس۔ رساڈو کی سرکاری ایجنسی سیڈر کے چیف نے پاکیشیا سے اس رپورٹ کی کاپی حاصل کی ہے جو کانفرنس میں پڑھی جائے گی"...... وکٹر نے کہا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ جبکہ اصل رپورٹ ایکریمیا پہنچ چکی ہے"...... باس نے چونک کر کہا۔

"ان کو اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا گیم کھیل رہا ہے۔ وہ ایکریمیا اور یورپ کی تنظیم دونوں کو چکر دے رہا ہے کیونکہ اس کانفرنس میں یہ طے کر لیا گیا تھا کہ پاکیشیا کا ووٹ یورو کی طرف ہو گا لیکن جب یہ رپورٹ وہاں سے رساڈو پہنچی تو پتہ چلا کہ اس رپورٹ کے مطابق

پاکیشیا نے فیصلہ ڈالر کے حق میں کر رکھا ہے۔ رساڈو کے چیف سیکرٹری نے رپورٹ ملنے پر ایکریمیا کے اعلیٰ حکام سے بات کی تو وہ بھی بے حد پریشان ہوئے کیونکہ اگر پاکیشیا ڈالر کے حق میں ووٹ دے دے گا تو مسلم بلاک جو تمام تر ڈالر کے حق میں ہے بدستور پاکیشیا کے ساتھ منسلک رہے گا جبکہ پاکیشیا کو مسلم بلاک سے توڑنے کے لئے یہ طے کیا گیا تھا کہ وہ یورو کے حق میں ووٹ دے گا اور پاکیشیا نے رپورٹ یورو کے حق میں تیار کی بلکہ اصل رپورٹ بھی ایکریمیا کی تحویل میں دے گی تاکہ ایکریمین حکام کو کسی طرح کا کوئی شک باقی نہ رہے"...... وکٹر نے کہا۔

"عجیب گورکھ دھندہ ہے۔ بہرحال پھر کیا ہوا ہے"...... باس نے کہا۔

" اس رپورٹ کی آمد پر یہی سوچا جا رہا ہے کہ پاکیشیا واقعی کانفرنس میں گیم کھیلنا چاہتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اچانک ایکریمیا کی تحویل میں دی گئی رپورٹ کی بجائے وہ رپورٹ پڑھ دے جو ڈالر کے حق میں ہے۔ اس طرح مسلم بلاک کو تقویت مل جائے گی۔ چنانچہ سیڈر کے سربراہ اڈگر نے یہ تجویز پیش کی کہ پاکیشیا کا جو وفد رساڈو پہنچے گا اس وفد میں سے اس آدمی کو اغوا کر لیا جائے گا جو کانفرنس میں رپورٹ پڑھے گا اور اس کی جگہ سیڈر کا آدمی لے لے گا اور وہ آدمی یورو کی فیور والی رپورٹ پڑھ دے گا۔ اس طرح پاکیشیائی حکام کچھ بھی نہ کر سکیں گے اور مسلم بلاک بھی اس کے خلاف ہو جائے گا۔ بعد میں

اصل آدمی کو رہا کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد پاکیشیا جو احتجاج چاہے کرتا رہے اصل کام ہو چکا ہو گا"...... وکٹر نے کہا۔

"ان حالات میں یہ بہترین تجویز ہے"...... باس نے کہا۔

" لیکن رساڈو کے چیف سیکرٹری نے نہ صرف سیڈر کو اس کارروائی سے منع کر دیا ہے بلکہ اس نے ایکریمی حکام کو بھی کہہ دیا ہے کہ یہ مسئلہ وہ خود نمٹائیں۔ رساڈو اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کرے گا"...... وکٹر نے کہا۔

" اوہ کیوں۔ اس کی وجہ"...... باس نے چونک کر کہا۔

" میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سے رپورٹ کے حصول کے بارے میں اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل گئی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سب سے خطرناک ایجنٹ علی عمران حرکت میں آگیا ہے اور اس نے وہ آدمی پکڑ لیا جس سے سیڈر کے ایجنٹوں نے رپورٹ حاصل کی تھی۔ حکومت پاکیشیا نے اس پر سرکاری طور پر رساڈو کے چیف سیکرٹری سے احتجاج کیا اور چیف سیکرٹری کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس گیم میں داخل ہو گئی ہے تو اس نے فوراً ہی ہاتھ کھینچ لیا"...... وکٹر نے جواب دیا۔

" اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس نے وہ لوگ پکڑے ہوں گے جنہوں نے سیڈر کے ایجنٹوں کو رپورٹ خفیہ طور پر دی ہو گی اس سے زیادہ وہ کیا کر سکتی ہے۔ دونوں رپورٹس پاکیشیا

کی بنائی ہوئی ہیں اور پاکیشیا کا ہی آدمی اسے پڑھے گا"...... باس نے کہا۔

"باس۔ میں نے وہاں خاصی رقم خرچ کر کے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ رپورٹ سیکرٹری وزارت خزانہ کی تحویل میں تھی۔ اس کے بعد سیکرٹری وزارت خزانہ کو خصوصی حکم دیا گیا کہ سیکرٹ سروس کے چیف کے حکم پر وہ تمام مصروفیات منسوخ کر دے اور چیف کے نمائندہ خصوصی علی عمران سے ملاقات کرے۔ اس کے بعد سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان نے اسے اپنے آفس میں کال کیا۔ وہاں علی عمران بھی موجود تھا۔ کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد سرسلطان اور علی عمران دونوں پاکیشیا کے صدر کے آفس میں گئے اور جہاں تک میں نے معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق صدر صاحب نے رپورٹ کے بارے میں تفصیل نہیں بتائی بلکہ اسے ٹاپ سیکرٹ قرار دیا ہے"...... وکٹر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وکٹر۔ اگر یہ بات ہے تو پھر لازماً گڑبڑ ہے لیکن اصل بات تو مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ آخر یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ پاکیشیا کو کیوں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ یورو کے حق میں فیصلہ دے اور مجبور بھی ایکریمیا خود کر رہا ہے"...... باس نے کہا تو وکٹر بے اختیار مسکرا دیا۔

"باس۔ یہی سوال میرے ذہن میں ابھرا تھا اور میں نے اس کا جواب رساڈو کے فنانس سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری کے ذریعے

حاصل کیا ہے۔ اس کے مطابق اصل بات اور ہے جسے چھپایا جا رہا ہے"...... وکٹر نے کہا۔

"کیا بات ہے"...... باس نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ پاکیشیا دیگر مسلم ممالک کے ساتھ مل کر ڈالر اور یورو کے مقابلے میں مسلم کرنسی لے آنا چاہتا ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ مسلم ممالک کے پاس تیل کی دولت ہے۔ ان کی رقومات کی وجہ سے پوری دنیا کے بینک چل رہے ہیں اور صنعتیں کام کر رہی ہیں۔ آج ایکریمیا، گریٹ لینڈ، ٹرانس، کارمن اور باچان جتنے بھی صنعتی ممالک ہیں یہ سب اس سرمائے کی وجہ سے چل رہے ہیں جو مسلم ممالک نے ان کے بینکوں میں رکھا ہوا ہے۔ آج اگر مسلم کرنسی سامنے آ جائے اور تمام دولت بینکوں سے نکل کر پاکیشیا یا دیگر مسلم ممالک کے بینکوں میں چلی جائے تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ پھر کیا ہو گا"...... وکٹر نے کہا تو باس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ میں نے تو کبھی اس پہلو پر سوچا بھی نہیں تھا لیکن اس مسلم کرنسی کا اس کانفرنس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... باس نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے باس کہ تمام ممالک ایکریمین گروپ کے لوگ ہیں اور ان کے معاشی تعلقات ایکریمیا اور اس کے حامی ممالک سے ہیں اس لئے وہ سب ڈالر کی فیور میں ہیں۔ اگر پاکیشیا اس کانفرنس میں ایکریمیا کی بجائے یورو کی حمایت کر دے تو لامحالہ باقی

مسلم ممالک اور پاکیشیا کے درمیان دراڑ پڑ جائے گی اور اکیلا پاکیشیا یا دو تین ممالک مل کر مسلم کرنسی کو کامیاب نہیں کر سکتے جب تک کہ پورا مسلم بلاک اس کے پیچھے متحد نہ ہو جائے۔ اس لئے یہ پلاننگ کی گئی ہے جس میں یورپ بھی شامل ہے اور ایکریمیا بھی کہ پاکیشیا سے اس کانفرنس میں یورو کی حمایت کرائی جائے۔ چنانچہ ایکریمیا نے پاکیشیا حکومت کو مزید مراعات دینے اور مزید دفاعی معاہدے کرنے کا کہہ کر ان سے یہ بات منوالی کہ وہ ایک رپورٹ تیار کر کے اسے بھجوا دے جس میں یورو کی فیور کی گئی ہو تاکہ ایکریمیا اور یورپی ممالک مطمئن ہو سکیں اور پاکیشیا کے صدر نے یہ تجویز تسلیم کر لی اور اس پر عمل بھی ہوا۔ ایکریمیا میں وہ رپورٹ بھجوا دی گئی جس میں یورو کی فیور تھی لیکن رساڈو کی ایجنسی سیڈر نے جو رپورٹ وہاں سے حاصل کی اس میں ڈالر کی فیور تھی"...... وکٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے تو پھر اب تم کیا چاہتے ہو۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے"۔ باس نے کہا۔

" باس آپ اعلیٰ حکام سے اس سلسلے میں بات کریں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان میں کود پڑنے پر لامحالہ معاملات گڑبڑ ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسا انتظام کر دے کہ یہاں کانفرنس میں ڈالر کی فیور کی رپورٹ پڑھی جائے اور مسلم کرنسی ٹھوس حقیقت بن جائے۔ ہمیں ہر صورت میں اسے

روکنا ہو گا اور اس کا درست طریقہ یہی ہے کہ ہم اصل آدمی کو خاموشی سے اغوا کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی ڈال دیں"...... وکٹر نے کہا۔

" وہ تو ہو جائے گا لیکن اس کے باوجود ہمیں اس مسلم کرنسی کو روکنے کے لئے بھی تو کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے"...... باس نے کہا۔

" باس۔ میں نے اس سلسلے میں بھی معلومات حاصل کی ہیں۔ مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق ایک فرضی ماہر معاشیات کا نام سامنے لایا جا رہا ہے ڈاکٹر باسط۔ حالانکہ ڈاکٹر باسط نام کا کوئی ماہر معاشیات پوری دنیا میں نہیں ہے۔ دراصل ماہرین معاشیات کا ایک خفیہ گروپ بنایا گیا ہے جس میں مسلم ممالک کے ماہرین معاشیات شامل ہیں۔ اس گروپ کا کوڈ نام ایم سی گروپ رکھا گیا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر بھی کسی مسلم ملک میں خفیہ طور پر بنایا گیا ہے۔ اس کا چیئرمین پاکیشیائی ماہر معاشیات ہے جس کا نام ڈاکٹر احسان ہے۔ ڈاکٹر احسان اس گروپ سمیت خفیہ رہتا ہے اور وہ اس کرنسی کے سلسلے میں بڑے بھرپور انداز میں کام کر رہے ہیں جبکہ مسلم ممالک کے ماہر معاشیات کو یہ گروپ رضامند کر رہا ہے تاکہ وہ اپنے اپنے ملک کو اس پر آمادہ کریں اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس گروپ کو نہ روکا گیا تو یہ گروپ زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر ایم سی کو حقیقت بنا کر سامنے لے آنے میں کامیاب ہو جائے گا"...... وکٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب بات واضح ہو گئی ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔

میں اعلیٰ حکام سے بات کر کے اس پر فیصلے کراؤں گا۔ اس کانفرنس میں پاکیشیا کو یوروکے حق میں فیصلہ دینا ہو گا اور اس گروپ کو بھی تلاش کر کے ختم کرنا ہو گا"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے بہرحال خطرہ ہے"...... وکٹر نے کہا۔

" تم فکر مت کرو وکٹر۔ ہماری ایجنسی ہارلو بھی کم نہیں ہے"۔ باس نے کہا۔

" باس۔ ہارلو کا فیلڈ مخصوص ہے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد خطرناک تنظیم ہے اس لئے میرا مشورہ ہے کہ اس کے لئے آپ ریڈ ایجنسی کو اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ وہ آسانی سے اس گروپ کو بھی تلاش کر لیں گے اور ان کا خاتمہ بھی کر دیں گے اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس آڑے آئی تو اس سے بھی وہ آسانی سے نمٹ لیں گے"...... وکٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا"...... باس نے کہا تو وکٹر اٹھا، اس نے سلام کیا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باس نے میز کے کنارے پر موجود مخصوص بٹن پریس کیا تو دروازہ میکانکی انداز میں خودبخود کھل گیا اور وکٹر کے باہر جاتے ہی خودبخود بند ہو گیا تو باس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ وہ اب واقعی اس سارے معاملے میں اعلیٰ حکام سے قطعی فیصلہ کرانا چاہتا تھا۔

عمران چارٹرڈ طیارے سے اترا اور کاغذات کی معمولی سی چیکنگ کے بعد وہ جیسے ہی بیرونی لاؤنج میں پہنچا اس نے ایک طرف کھڑے ہوئے ایک آدمی کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔ اس آدمی نے پلے کارڈ اٹھایا ہوا تھا جس پر علی عمران کا نام موٹا موٹا لکھا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

" یہ تو صرف نام لکھا ہوا ہے ڈگریاں نہیں لکھیں۔ مجھے دکھاؤ میں اس پر ڈگریاں لکھ دوں"...... عمران نے اس کے ہاتھ سے پلے کارڈ جھپٹتے ہوئے کہا۔

" آپ۔ آپ کون ہیں۔ کیا مطلب۔ کیسی ڈگریاں"...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جبکہ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے جیب سے مارکر نکالا اور اپنے نام کے آگے تیزی سے ڈگریاں لکھیں اور پھر پلے کارڈ اس آدمی کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اب بے شک اسے پکڑ کر کھڑے رہو۔ کم از کم لوگوں کو تو معلوم ہو گا کہ تم کسی پڑھے لکھے آدمی کے انتظار میں ہو"...... عمران نے کہا اور اس طرح بے نیازی سے آگے بڑھ گیا جیسے اس کا سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ وہ آدمی چند لمحے حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ پلے کارڈ سیدھا کر دیا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ اوہ۔ ارے میں تو بھول ہی گیا تھا"...... اچانک عمران نے مڑتے ہوئے چیخ کر کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا واپس اس آدمی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے پلے کارڈ کو پھر سے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"آپ کیا کر رہے ہیں۔ پلیز آپ جائیں"...... اس آدمی نے خشک اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس پر علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہی لکھا ہوا ہے ناں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ علی عمران لکھا ہوا ہے۔ باقی آپ نے نجانے کیا لکھ دیا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو پھر مجھ سے ملو۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ مجھے علی عمران صاحب کو لے جانا ہے"...... اس آدمی نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کے جواب پر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم۔ تم مجھ سے بھی دو جوتے آگے ہو۔ بہرحال کیا ڈاکٹر آکاش ترمذی صاحب نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ آنے والا ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بھی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں۔ اوہ جناب آئیے۔ میں ڈرائیور ہوں آپ کے لئے یہاں کھڑا ہوں۔ آئیے"...... ڈرائیور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر ایک طرف موجود کار کی طرف بڑھ گیا تو عمران مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔

"ڈاکٹر آکاش صاحب نے تو کہا تھا کہ وہ آفس میں رہیں گے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی وہ رہائش گاہ پر آ گئے ہیں"...... ڈرائیور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران متوسط ٹائپ کے ڈرائنگ روم میں موجود تھا۔ ایک ملازم نے اسے مشروب لا کر دیا اور پھر عمران نے ابھی مشروب ختم ہی کیا تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ البتہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس عمر میں بھی صحت مند ہے اور عمران اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ یہ آکاش ترمذی تھا۔ پورے مسلم بلاک میں سب سے معروف ماہر معاشیات اور حکومت آدان کا غیر سرکاری مالیاتی مشیر۔ عمران کی چونکہ اس سے پہلے ایک

محفل میں ملاقات ہو چکی تھی جس کا حوالہ عمران نے اسے فون کرتے ہوئے دیا اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔جناب میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے خود ہی آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ میں آکاش ترمذی ہوں اور اب مجھے یاد آگیا ہے کہ تم سے ملاقات ہو چکی ہے۔ویسے شاید بچپن کے بعد اب پہلی بار مکمل سلام سنا ہے"...... آکاش نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" آپ جیسے ماہر معاشیات سے مل کر مجھے حقیقتاً بے حد مسرت ہو رہی ہے حالانکہ میرا فیلڈ معاشیات نہیں ہے لیکن مجھے آپ سے مل کر حقیقتاً خوشی ہوئی ہے"...... عمران نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

" یہ تمہاری سعادت مندی ہے۔بہرحال کیا تم مجھے وہ بات بتاؤ گے جس کی وجہ سے تمہیں اس انداز میں آنا پڑا ہے۔میں آفس سے بھی اس لئے اپنی رہائش گاہ پر آگیا تھا کہ نجانے کیا بات ہے"۔آکاش نے کہا۔

" کیا آپ کو معلوم ہے کہ ٹرانس کارس کانفرنس میں آران ڈالر کی فیور کرے گا یا یورو کی"...... عمران نے کہا تو آکاش بے اختیار اچھل پڑا۔اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو"...... آکاش نے قدرے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمارے ملک میں بڑے عجیب سے واقعات سامنے آرہے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ دوسرے ہمسایہ ملک سے اس بارے میں معلوم کیا جائے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں رپورٹس کے بارے میں بتا دیا تو آکاش بے اختیار مسکرا دیا۔

" تمہیں اپنی حکومت سے معلوم کرنا چاہئے تھا اس بارے میں"...... آکاش نے کہا۔

" صدر صاحب نے اسے ٹاپ سیکرٹ کہہ کر بات ختم کر دی تھی"۔ عمران نے کہا۔

" اگر تمہیں اصل بات بتا بھی دی جائے تو تم کیا کر لو گے"۔ آکاش نے کہا۔

" اگر یہ بات پاکیشیا کے مفاد کے خلاف ہے تو اسے ہر صورت میں روکا جائے گا کیونکہ پاکیشیا کے مفادات ہر شخص کی ذات سے بالا تر ہیں"...... عمران نے انتہائی ٹھوس اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" گڈ۔ اسے حب الوطنی کہتے ہیں۔ تم نوجوان ہو۔ تمہارے بارے میں مجھے اس محفل میں بھی بتا دیا گیا تھا کہ تم اپنے ملک میں اہم حیثیت رکھتے ہو اور تمہارا تعلق کسی سیکرٹ سروس سے ہے اور اب تم نے جس طرح بات کی ہے اس سے بھی میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں اصل بات بتا دیتا ہوں۔ اصل مسئلہ یہ کہ پاکیشیا اور دیگر مسلم ممالک مل کر خفیہ طور پر ایک نئی کرنسی

جسے فی الحال مسلم کرنسی کا نام دیا گیا ہے، ڈالر اور یورو کے مقابلے پر لانا چاہتے ہیں تاکہ مسلم بلاک کی حیثیت کو ٹھوس اور پائیدار بنیادوں پر قائم کر کے مسلم ممالک کو دنیا کا لیڈر بنایا جا سکے۔ گو اسے بے حد خفیہ رکھا گیا ہے لیکن بہرحال ایکریمیا اور یورپ کو اس بارے میں معلومات مل گئیں۔ ایکریمیا اور یورپ یہ کانفرنس بلانے کے لئے اس لئے مصر تھے کہ یورو باوجود کوشش کے وہ پوزیشن حاصل نہیں کر سکا جو اسے حاصل کرنا چاہئے تھی جبکہ ایکریمیا خود بھی چاہتا ہے کہ یورو مقابلہ پر رہ جائے تاکہ مسلم کرنسی اس کی جگہ نہ آ سکے۔ چنانچہ یہ کانفرنس اسی لئے منعقد کی جا رہی ہے کہ اس میں جب ووٹنگ ہو تو گو ڈالر جیت جائے لیکن یورو کی فیور میں بھی یورپ کے ساتھ ساتھ بے شمار چھوٹے بڑے ملکوں سے بھی ووٹ دلوایا جا سکے۔ اس طرح گو ڈالر ہی بین الاقوامی کرنسی رہے گی لیکن یورو کی پوزیشن بھی بین الاقوامی سطح پر خاصی مستحکم رہے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور پلاننگ کی گئی کہ پاکیشیا کی طرف سے یورو کو ووٹ دلایا جائے کیونکہ تمام مسلم ممالک ڈالر کی فیور میں ہیں اس طرح پاکیشیا کی طرف سے یورو کی فیور کئے جانے کا مطلب یہ نکلے گا کہ پاکیشیا اور مسلم ممالک کے درمیان دراڑ پڑ جائے گی اور مسلم کرنسی کا منصوبہ ختم ہو جائے گا۔ گو پاکیشیا کے صدر صاحب نے ایکریمیا کے دباؤ کی وجہ سے ایسی رپورٹ تیار کرا کر بھجوا دی لیکن خفیہ طور پر دوسری رپورٹ ڈالر کی فیور میں بھی تیار کرا لی تھی۔ اب

ہو گا یہ کہ کانفرنس کے دوران جو آدمی رپورٹ پڑھے گا وہ ایکریمیا کی طرف سے دی گئی وہ یورو والی رپورٹ تو رکھ دے گا اور اس کی جگہ ڈالر کی فیور والی رپورٹ پڑھ دے گا۔ اس طرح یہ سازش اپنے انجام کو پہنچ جائے گی"...... آکاش نے کہا۔

" لیکن یہ دوسری رپورٹ تو رساڈو کے ایجنٹ لے اڑے ہیں انہیں تو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ایسی رپورٹ تیار کی گئی ہے جو ڈالر کی فیور میں ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو اس سے کیا ہو گا۔ معلوم ہوتا رہے۔ جب پڑھنے والا اچانک ڈالر کی فیور کی رپورٹ پڑھ دے گا تو کوئی کیا کرے گا"...... آکاش نے جواب دیا۔

" اور اگر انہوں نے پاکیشیا کے آدمی کی جگہ اپنا آدمی کھڑا کر دیا تو"...... عمران نے کہا تو آکاش بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... آکاش نے کہا۔

" جناب۔ اب جبکہ ایکریمیا اور یورپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ دو مختلف رپورٹس تیار کی گئی ہیں تو اب وہ کیسے رسک لے سکتے ہیں۔ وہ رات کو پاکیشیا کے آدمی کو خاموشی سے اغوا کر کے اس کے میک اپ میں اپنا آدمی پہنچا دیں گے اور صبح ان کا آدمی کانفرنس میں ان کی مرضی کی رپورٹ پڑھے گا تو پاکیشیا کسی کا کیا بگاڑ لے گا"...... عمران نے کہا تو آکاش نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اس بارے میں تو کسی نے سوچا تک نہیں۔ واقعی

ایسا ہو سکتا ہے۔ مجھے اب پاکیشیا کے صدر سے بات کرنا ہو گی کیونکہ انہوں نے یہ سب کچھ میرے ہی مشورے پر کیا ہے"...... آکاش نے کہا۔

"آپ رہنے دیں۔ اب اگر صدر صاحب سے بات ہوئی تو یہ بات لیک آؤٹ بھی ہو سکتی ہے۔ اس کا بندوبست پاکیشیا سیکرٹ سروس خاموشی سے کرے گی جبکہ وہاں کے لوگ مطمئن رہیں گے کہ ہمیں اس بارے میں معلوم نہیں ہوا"...... عمران نے کہا تو آکاش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جناب۔ اب آپ مجھے کھل کر بتائیں کہ یہ مسلم کرنسی کا کیا سلسلہ ہے اور کون اس سلسلے میں کام کر رہا ہے اور یہ کام کس سطح تک پہنچ چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر عمران۔ یہ ایسا راز ہے جسے ہم اپنے آپ سے بھی چھپا رہے ہیں۔ ویسے یہ کام تیزی سے ہو رہا ہے اور یقیناً سال دو سال کے اندر ہم اس کرنسی کو بین الاقوامی سطح پر لے آنے میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ اسے اوپن کرنے سے پہلے بے شمار ایسے انتظامات کئے جانے ہیں جن کے لیک آؤٹ ہونے سے پوری دنیا کی معاشیات میں زبردست ہلچل پیدا ہو سکتی ہے"...... آکاش نے کہا۔

"جبکہ ابھی آپ نے خود کہا ہے کہ یہ بات لیک آؤٹ ہو چکی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن کسی کو اصل بات کا اور تفصیل کا علم نہیں ہے۔

صرف یہ معلوم ہو جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مسلم کرنسی سامنے لائی جا رہی ہے۔ ایسی تجاویز تو پہلے بھی کئی بار سامنے لائی جا چکی ہیں"...... آکاش نے کہا۔

"چلیں آپ اتنا بتا دیں کہ اس کا روح رواں کون ہے۔ باقی تفصیل نہ بتائیں"...... عمران نے کہا۔

"اس کا روح رواں ڈاکٹر باسط ہے جن کا تعلق مسلم ملک مصر سے ہے لیکن وہ انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں اس لئے تم انہیں کسی صورت بھی تلاش نہ کر سکو گے"...... آکاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ اکیلے تو اتنا عظیم کام نہیں کر سکتے۔ لامحالہ ان کی مدد ایک پورا گروپ کر رہا ہو گا"...... عمران نے کہا تو آکاش بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے مسلم ماہرین معاشیات کا پورا گروپ ان کے لئے کام کر رہا ہے لیکن یہ گروپ بھی خفیہ ہے"...... آکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہئے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ اس ملاقات سے بہت سی الجھنیں دور ہو گئی ہیں اور میں آپ کا مشکور ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ رات یہاں میرے پاس رکو۔ کھانا وغیرہ کھاؤ"...... آکاش نے کہا۔

"نہیں جناب۔ چارٹرڈ طیارہ میرے انتظار میں ایئرپورٹ پر موجود ہے اور واپس جا کر میں نے بہت سے ضروری کام بھی کرنے ہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو آکاش ترمذی بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ اسے پورچ تک چھوڑنے آیا جہاں وہی ڈرائیور موجود تھا۔

سرسلطان اپنے آفس میں موجود تھے۔ ان کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور وہ اس پر کچھ لکھنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو سرسلطان نے فقرہ مکمل کیا اور پھر قلم کو میز پر موجود قلمدان میں رکھ کر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرسلطان نے کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"اچھا۔ کراؤ بات"...... سرسلطان نے کہا۔

"ہیلو سرسلطان۔ میں کرنل آفتاب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد صدر کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"فرمائیے"...... سرسلطان نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ایک گھنٹے بعد صدر صاحب نے ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے۔ جس میں آپ نے بھی شرکت کرنی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس سلسلے میں میٹنگ کال کی گئی ہے"...... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ کوئی مالیاتی مسئلہ ہے۔ تفصیل کا علم نہیں ہے"۔ کرنل آفتاب نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اطلاع کا شکریہ۔ میں پہنچ جاؤں گا"...... سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ کر دوبارہ قلمدان سے قلم نکالا اور فائل پر جھک گئے اور پھر ایک گھنٹے تک اس فائل پر کام کرنے کے بعد انہوں نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھ کر انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اپنے سیکرٹری کو بتایا کہ وہ ایک میٹنگ میں شرکت کرنے پریذیڈنٹ ہاؤس جا رہے ہیں اور پھر رسیور رکھ کر وہ اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے وہ پورچ میں پہنچ سکتے تھے جہاں ان کی سرکاری کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں داخل ہو رہے تھے اور ان کے اندر داخل ہوتے ہی اندر موجود افراد احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ سرسلطان سینئر سیکرٹری تھے اور ان کی شخصیت چونکہ غیر متنازعہ تھی اس لئے سب ان کا دل سے احترام کرتے تھے۔

"تشریف رکھیں"...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور صدر صاحب اندر داخل ہوئے۔ اس بار سرسلطان سمیت تمام شرکاء بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ میٹنگ میں سرسلطان کے علاوہ چار افراد شامل تھے جن میں سے ایک گورنر اسٹیٹ بینک تھا جبکہ ایک وفاقی سیکرٹری فنانس، ایک صدر صاحب کا مالیاتی مشیر اور ایک اور آدمی تھا جسے سرسلطان نہیں پہچانتے تھے۔

"سرسلطان۔ آپ کو اس خصوصی میٹنگ میں شمولیت کے لئے اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں اور چونکہ اس خصوصی مسئلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مداخلت کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سے نئے انکشافات بھی ہوئے ہیں اس لئے آپ یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نمائندگی کریں گے"...... صدر نے سرسلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... سرسلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس میٹنگ میں دو مسائل پر غور ہونا ہے اور فیصلے کئے جانے ہیں۔ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ ٹرانس کارس کانفرنس میں اس بار پاکیشیا عجیب سی سچوئیشن میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی اور سرسلطان سے میں نے

ملاقات کی اور اس نمائندہ خصوصی نے انکشاف کیا کہ جہاں موجود
رپورٹ جو سیکرٹری وزارت خزانہ کی تحویل میں تھی اس کی کاپی
رساڈو کی کسی ایجنسی نے حاصل کر لی ہے جبکہ ایک رپورٹ
ایکریمین حکام کی تحویل میں بھی ہے۔ نمائندہ خصوصی مجھ سے معلوم
کرنا چاہتا تھا کہ کیا دوسری رپورٹ بھی اس رپورٹ سے ملتی جلتی ہے
یا نہیں۔ لیکن چونکہ یہ ایک اسٹیٹ سیکرٹ تھا اس لئے میں نے
انہیں کچھ بتانے سے گریز کیا لیکن اب اس میٹنگ میں ہم اس کی
وضاحت کرنا چاہتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ گستاخی کی معافی چاہتا ہوں"...... سرسلطان نے اٹھ کر
کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"فرمائیے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... صدر مملکت نے کہا۔
میٹنگ کے باقی شرکاء بھی سرسلطان کی طرف دیکھنے لگے۔

"سر۔ چونکہ معاملہ سیکرٹ سروس کے نوٹس میں آ چکا ہے اس
لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ چیف ایکسٹو یا ان کے نمائندہ خصوصی کو
اس میٹنگ میں کال کر لیا جائے تاکہ اس اہم معاملے میں ان کی
ماہرانہ رائے بھی سامنے آ سکے کیونکہ میں تو صرف انتظامی انچارج
ہوں اس کے علاوہ مجھے اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں ہو گا"۔
سرسلطان نے کہا۔

"چیف ایکسٹو کو تو فوری کال نہیں کیا جا سکتا جبکہ ان کے
نمائندہ خصوصی اس اہم ترین اور سنجیدہ میٹنگ میں شمولیت کے لئے

اپنی مخصوص عادات کی وجہ سے ان فٹ ہیں۔ البتہ اگر آپ چاہیں تو
بعد میں فون پر ان سے بات کر سکتے ہیں"...... صدر صاحب نے کہا۔

"یس سر"...... سرسلطان نے کہا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ
گئے۔

"ٹرانس کارس کانفرنس رساڈو میں منعقد ہو رہی ہے۔ آپ سب
صاحبان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہاں اقوام متحدہ کے تحت تمام
ممالک نے یورو یا ڈالر کے حق میں فیصلہ دینا ہے کہ آئندہ پانچ سال
کے لئے بین الاقوامی کرنسی کسے قرار دیا جائے۔ ہمارے ملک کے
مخصوص حالات کی وجہ سے تمام ماہرین معاشیات کی متفقہ رائے ہے
کہ ہمارا ووٹ ڈالر کے حق میں جانا چاہئے۔ چنانچہ یہ طے کر لیا گیا کہ
پاکیشیا کا ووٹ سرکاری طور پر ڈالر کے حق میں جائے گا لیکن پھر ایک
عجیب بات سامنے آئی کہ ایکریمیا جو خود ڈالر کرنسی کے پیچھے ہے، کے
اعلیٰ حکام نے مجھ پر دباؤ ڈالا کہ ہمارا ووٹ ڈالر کی بجائے یورو کے حق
میں ہونا چاہئے۔ اس کے لئے انہوں نے وجہ یہ بتائی کہ چونکہ
کافرستان نے اپنا ووٹ پاکیشیا کے مخالف ڈالنا ہے اور کافرستان سے
ملحقہ چھوٹے چھوٹے چھ ملک ایسے ہیں جنہوں نے کافرستان کی پیروی
کرنی ہے اس لئے اگر پاکیشیا یورو کے حق میں ووٹ دے دے گا تو
کافرستان لامحالہ ڈالر کے حق میں ووٹ دے گا اور اس کے ملحقہ
ممالک بھی اس طرح ایک ووٹ کی قربانی دے کر ایکریمیا کو سات
ووٹ مل جائیں گے اور اگر پاکیشیا نے ڈالر کے حق میں ووٹ دیا تو

ڈالر کے حق میں سات ووٹ نہیں پڑیں گے بلکہ یہ سات ووٹ یورو
کے حق میں چلے جائیں گے اس لئے انہوں نے ہم پر دباؤ ڈالا کہ ہم
یورو کے حق میں ووٹ دینے کی رپورٹ تیار کرا کر انہیں پہلے بھجوا
دیں تاکہ وہ خفیہ طور پر اس کی کاپی کافرستان بھجوا دیں اور انہیں بتا
دیا جائے کہ پاکیشیا یورو کے حق میں ووٹ ڈال رہا ہے۔ اس کے
ساتھ ساتھ ایکریمیا نے ہمیں بے شمار مراعات دینے کا بھی وعدہ کیا
اور کچھ خصوصی دفاعی معاہدے کرنے کا بھی عندیہ دیا۔ چنانچہ
سرکاری طور پر یہ بات تسلیم کر لی گئی اور ایک رپورٹ یورو کے حق
میں تیار کرا کر ایکریمیا بھجوا دی گئی۔ چونکہ اسے ہم اگر پہلے اوپن کر
دیتے تو لامحالہ کافرستان کو اصل بات کا علم ہو جاتا۔ اس لئے اسے
اسٹیٹ سیکرٹ قرار دے گیا گیا جبکہ ایک مسئلہ اور بھی ہمارے
سامنے تھا کہ پاکیشیا تمام مسلم ممالک کو متحد کر کے ایک نئی مسلم
کرنسی ان دونوں کرنسیوں کے مقابلے پر لانا چاہتا ہے تاکہ مسلم
ممالک معاشی طور پر پوری دنیا پر چھا جائیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر
تمام مسلم ممالک متحد ہو جائیں اور باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت
مسلم کرنسی کو سامنے لایا جائے تو یقیناً یہ بین الاقوامی کرنسی کی
حیثیت اختیار کر جائے گی اور اس سے سب سے زیادہ معاشی فائدہ
پاکیشیا اور دیگر چھوٹے مسلم ممالک ہی کو پہنچے گا۔ اس سلسلے میں
بھی خفیہ طور پر کام ہو رہا ہے۔ ماہرین معاشیات کا ایک گروپ اس
سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ وہ ایسی منصوبہ بندی کر رہے ہیں کہ تمام

مسلم ممالک اس کرنسی کو آسانی سے اپنا بھی لیں اور انہیں نقصان
کی بجائے فائدہ ہو۔ چونکہ اس گروپ کو خطرات لاحق ہیں اس لئے
اسے خفیہ رکھا گیا ہے اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں
ہیں۔ البتہ صرف اتنا معلوم ہے کہ اس گروپ کے چیئرمین کا نام
ڈاکٹر باسط ہے اور ڈاکٹر باسط اس سلسلے میں فون پر مختلف مسلم
ممالک کے ماہرین معاشیات اور اعلیٰ حکام سے بات کرتے رہتے ہیں
اور تمام مسلم ممالک کو بہرحال یہ علم ہے کہ مسلم کرنسی کے پیچھے
کام پاکیشیا کر رہا ہے کیونکہ یہ آئیڈیا پاکیشیا کے ایک ماہر معاشیات
ڈاکٹر پرویز کا ہے جو یہاں اس میٹنگ میں موجود ہیں۔ اب مسئلہ یہ
ہے کہ اگر ٹرانس کارس میں پاکیشیا یورو کی فیور کرے گا تو تمام
مسلم ممالک جن کے معاشی مفادات اس وقت ڈالر سے وابستہ ہیں
پاکیشیا سے کھٹک جائیں گے جبکہ ایکریمیا اس سلسلے میں دباؤ ڈال رہا
ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ وقتی طور پر ایکریمیا کی بات مان
لی جائے لیکن جب ڈاکٹر پرویز کانفرنس میں اعلان کریں تو وہ یورو کی
بجائے ڈالر کی فیور کر دیں اور اس سلسلے میں رپورٹ تیار کر لی گئی
تھی۔ بعد میں ایکریمیا سے کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر پرویز نے ہماری
بات نہیں مانی اور بظاہر انہیں کوئی سزا ہی دی جا سکتی ہے۔ بہرحال
اس کے بعد ایکریمیا کچھ نہ کر سکے گا اور شاید کرے گا بھی نہیں کیونکہ
اس کا مقصد پورا ہو چکا ہو گا اور کافرستان اور اس کے حلقہ ممالک
ڈالر کی فیور کر چکے ہوں گے"...... صدر صاحب نے مسلسل بولتے

ہوئے کہا۔ سر سلطان حیرت سے یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ ان کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات تھے۔

"کوئی سوال"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ کیا ایکریمیا اس کے باوجود بھی ہمیں رعایات دے گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ظاہر ہے نہیں دے گا لیکن آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ بھی ہم سمجھتے ہیں۔ ایکریمیا کی موجودہ پوزیشن ایسی ہے کہ ہم اسے صاف انکار بھی نہیں کر سکتے اور ہم دیگر مسلم ممالک کے خلاف بھی نہیں جا سکتے۔ اس لئے یہ طریقہ سوچا گیا ہے کہ ایسا ہی کیا جائے گا"۔ صدر نے کہا۔

"لیکن جناب۔ ڈالر کی فیور کی رپورٹ والی اطلاع بھی ایکریمیا تک پہنچ چکی ہو گی۔ پھر ان کا رد عمل کیا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"انہوں نے اس سلسلے میں بات کی ہے لیکن میں نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا ہے کہ ہمارے ماہرین معاشیات ڈالر کی فیور کر رہے تھے اس لئے انہیں مطمئن کرنے کے لئے یہ رپورٹ تیار کرائی گئی تھی لیکن پڑھی وہی رپورٹ جائے گی جو ایکریمیا کی تحویل میں ہے"...... صدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... سر سلطان نے کہا۔

"موجودہ میٹنگ کا مقصد یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی اعتراض

ہو تو ابھی بات ہو جائے"...... صدر نے کہا۔

"جناب کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ سب کچھ جو آپ نے کیا ہے وہ ملک کے مفاد میں ہے اس لئے یہ درست ہے"...... گورنر اسٹیٹ بینک نے اٹھ کر کہا اور پھر باری باری سب نے حتیٰ کہ ڈاکٹر پرویز نے بھی تائید کر دی۔

"سر سلطان آپ بھی مطمئن ہیں۔ اس فیصلے کو فائنل کر دیا جائے"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چیف ایکسٹو یا اس کے نمائندہ خصوصی سے بات کر لوں۔ شاید وہ کوئی بات کرنا چاہیں"۔ سر سلطان نے کہا۔

"چیف ایکسٹو سے بات کر لیں"...... صدر نے اجازت دیتے ہوئے کہا تو سر سلطان نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے گرد اپنا ہاتھ اس انداز میں رکھا کہ کسی کو ایکسٹو کا نمبر معلوم نہ ہو سکے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں انہوں نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"...... اسی لمحے دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی اور سب بے اختیار چونک پڑے۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب"...... سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے مختصر طور پر ساری بات دوہرا دی۔

"مجھے معلوم ہے کہ صدر مملکت اور دیگر شرکاء میٹنگ انتہائی

محب الوطن ہیں اس لئے جو کچھ کیا گیا ہے اور جو کچھ کیا جائے گا وہ درست ہے لیکن صدر صاحب نے میرے نمائندہ خصوصی کو ایکریمیا میں موجودہ رپورٹ کے بارے میں بتانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ یہ اسٹیٹ سیکرٹ ہے لیکن میرے نمائندہ خصوصی نے اپنے ذرائع سے اس رپورٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صدر صاحب کو ایکریمین حکام نے جو وجہ بتائی ہے وہ سراسر غلط ہے۔ وہ اس کانفرنس میں پاکیشیا کی طرف سے یورو کی فیور کا اعلان اس لئے کرانا چاہتے ہیں تاکہ مسلم ممالک اور پاکیشیا کے تعلقات میں دراڑ پڑ جائے اور مسلم کرنسی کے منصوبہ میں رکاوٹ پیدا ہو سکے اور انہیں یہ معلوم ہے کہ پاکیشیا نے کیا فیصلہ کیا ہے کیونکہ ڈالر کی فیور کی رپورٹ رساڈو سے ایکریمین حکام تک پہنچ چکی ہے اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈاکٹر پرویز کو کانفرنس سے ایک روز پہلے اغوا کر لیا جائے گا اور ان کی جگہ ان کا آدمی لے لے گا اور پھر ان کا آدمی کانفرنس میں یورو کی فیور والی رپورٹ پاکیشیا کی طرف سے پڑھ دے گا۔ اس کے بعد ڈاکٹر پرویز کو رہا کر دیا جائے گا"...... ایکسٹو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو سرسلطان کے ساتھ ساتھ صدر مملکت اور میٹنگ کے دوسرے شرکاء بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو واقعی مسلم کرنسی کا منصوبہ سبوتاژ ہو جائے گا"...... سرسلطان نے کہا۔

"ہاں۔ میرے ایجنٹوں نے اس سلسلے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ کارروائی ایکریمیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنسی ریڈ ایجنسی کے ذمے لگائی گئی ہے بلکہ انہیں یہ ٹاسک بھی دیا گیا ہے کہ وہ اس گروپ کو تلاش کر کے ان کا بھی خاتمہ کر دے اور یہ بھی انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر باسط ایک فرضی نام ہے۔ اصل آدمی ڈاکٹر احسان ہے اور ڈاکٹر احسان پاکیشیا کے رہنے والے ہیں"...... ایکسٹو مسلسل انکشافات پر انکشافات کئے چلا جا رہا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ جناب آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ ہمارے تو ذہنوں میں بھی یہ باتیں نہ تھیں۔ ویری سیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ سب کچھ ختم ہو جائے گا"...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر ہو کر کام کریں۔ ایکسٹو سب کچھ سنبھال لے گا لیکن ایک بات یاد رکھیں اور اسے میری طرف سے لاسٹ وارننگ سمجھیں کہ آئندہ آپ ایکسٹو یا اس کے نمائندہ خصوصی کے سامنے یہ بات مت کریں کہ کوئی اسٹیٹ سیکرٹ ایکسٹو کو نہیں بتایا جا سکتا"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرسلطان نے بے اختیار رسیور رکھ دیا۔

"آئی ایم رئیلی سوری سرسلطان۔ مجھے واقعی یہ سوچ کر ندامت ہو رہی ہے کہ میں نے ایکسٹو کے نمائندے خصوصی کے سامنے بات کو سیکرٹ کہہ کر اچھا نہیں کیا"...... صدر نے سرسلطان کی طرف

دیکھتے ہوئے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" جناب ایکسٹو یا اس کی سروس دونوں پاکیشیا کے لئے دن رات اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھے کام کرتے رہتے ہیں اس لئے جناب میری بھی درخواست ہے کہ آپ معاملوں کو ان سے چھپانے کی بجائے اسے واضح کر دیا کریں تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو بھی رہی ہو تو وہ اسے درست کر لیں "...... سرسلطان نے کہا۔

" اب ایسا ہی ہو گا۔ بہرحال ڈاکٹر پرویز۔ آپ بے فکر ہو کر اس فیصلے پر عمل کریں اب ایکسٹو چونکہ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں اس لئے اب آپ ہر لحاظ سے محفوظ رہیں گے "...... صدر نے ڈاکٹر پرویز سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر "...... ڈاکٹر پرویز نے جواب دیا تو صدر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کا مطلب تھا کہ میٹنگ برخاست اور ان کے اٹھتے ہی سب شرکاء میٹنگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" عمران صاحب۔ آپ نے تو صدر صاحب کو اچھی خاصی جھاڑ پلا دی ہے "...... بلیک زیرو نے اس وقت مسکراتے ہوئے کہا جب عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھے۔ عمران آران سے واپسی پر مصر چلا گیا تھا اور پھر وہ آج ہی واپس آیا تھا اور وہ دونوں اس سلسلے میں باتیں کر رہے تھے کہ سرسلطان کا فون آ گیا جو عمران نے ہی بطور ایکسٹو سنا۔ سرسلطان صدر کی میٹنگ کے دوران فون پر بات کر رہے تھے اور عمران نے خود ہی بطور ایکسٹو ساری بات کی تھی۔

" ایسا کرنا ضروری تھا تاکہ صدر صاحب صرف یہ نہ سمجھیں کہ صرف وہ اور ان کی کابینہ ہی عقلمند ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پوری دانش منزل پر ایکسٹو کا قبضہ ہے جو اس قدر کنجوس ہے کہ دانش تو ایک طرف چھوٹی سے چھوٹی رقم کا چیک دینے پر بھی مشکل

سے آمادہ ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب۔ آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ ڈاکٹر احسان کے بارے میں آپ نے کہاں سے معلومات حاصل کی ہیں جبکہ آکاش ترمذی نے بھی ڈاکٹر باسط کا نام ہی لیا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہر ماہر معاشیات سمجھتا ہے کہ ساری دنیا کی عقل کا انحصار صرف معاش پر ہے اور چونکہ وہ ماہر معاشیات ہے اس لئے وہ ماہر عقلیات بھی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"عقلیات کا لفظ آپ نے خوب وضع کیا ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دانش منزل کا متبادل نام عقل تو نہیں ہو سکتا اس لئے عقلیات ہی بہترین لفظ ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ ڈاکٹر احسان کے بارے میں بتا رہے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں آکاش ترمذی کے کہنے پر مصر گیا لیکن وہاں ڈاکٹر باسط کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا تو میں نے مصر کے ایک ریٹائرڈ ماہر معاشیات سر آغا کا کھوج لگایا اور پھر میں ان سے ملا تو مجھے معلوم ہو گیا

کہ میں درست آدمی سے ملا ہوں۔ سر آغا گو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں لیکن معاشیات میں وہ بین الاقوامی اتھارٹی رکھتے ہیں اور ان کے مضامین معاشیات کے انتہائی وقیع رسالوں میں مسلسل شائع ہوتے رہتے تھے۔ گو میں انہیں پڑھتا نہیں تھا لیکن سر آغا کا نام بہرحال میرے لئے اجنبی نہ تھا اور پھر باتوں باتوں میں مجھے معلوم ہوا کہ سر آغا مصر میں میرے ایک بہترین دوست حسن رفاعی کے والد ہیں۔ حسن رفاعی کا فیلڈ آثار قدیمہ کے نوادرات ہے اور میری اس سلسلے میں اس سے بے شمار ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ چنانچہ میں حسن رفاعی سے ملا اور پھر حسن رفاعی کی مدد سے آخرکار میں نے سر آغا کو اصل بات کہنے پر مجبور کر ہی دیا۔ سر آغا اس گروپ میں خود شامل ہیں جو مسلم کرنسی پر کام کر رہا ہے اور سر آغا نے بتایا کہ اس مسلم کرنسی کا روح رواں اور اس گروپ کا چیئرمین ڈاکٹر احسان ہے جن کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ ڈاکٹر باسط صرف ایک فرضی نام رکھا گیا ہے تاکہ اگر یہ بات آؤٹ بھی ہو جائے تو دشمن ڈاکٹر باسط کو ہی تلاش کرتے رہ جائیں۔ ڈاکٹر احسان پاکیشیا کے باشندے ضرور ہیں لیکن وہ اس وقت امان میں رہ رہے ہیں اور وہاں انہوں نے مسلم کرنسی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے اور ہفتے میں ایک بار ان کی میٹنگ وہیں ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ میں امان گیا اور وہاں ڈاکٹر احسان سے ملا۔ ان سے تفصیل سے بات ہوئی۔ وہ چونکہ سرداور کے قریبی عزیزوں میں سے ہیں اس لئے کئی بار سرداور کے ساتھ ان سے میری ملاقاتیں بھی ہو چکی تھیں۔ میں نے

ان کی بات سرداور سے کرائی اور سرداور نے جب میرے بارے میں انہیں تمام ذمہ داری دے دی تو انہوں نے کھل کر مجھ سے بات کی اور میں نے انہیں کام کرتے رہنے کا کہا اور پھر میں واپس آ گیا۔ البتہ میں نے وہیں امان سے ہی ایک خصوصی ایجنٹ کو فون کر کے اس سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ایک ایجنسی ہارلو اس مشن میں ملوث ہے اور ہارلو نے حکومت ایکریمیا سے کہہ کر ریڈ ایجنسی کی خدمات بھی حاصل کر لی ہیں۔ ہارلو کے چیف کو بھی یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر باسط فرضی نام ہے اور اصل آدمی ڈاکٹر احسان ہے۔ چنانچہ ریڈ ایجنسی اب اس کانفرنس میں ڈاکٹر پرویز کو اغوا کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی ڈالے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ریڈ ایجنسی مسلم کرنسی کے اس گروپ کے خلاف کام کرے گی اور اس گروپ کا خاتمہ کرے گی۔ اس کے لئے ان کا مین ٹارگٹ ڈاکٹر احسان ہو گا"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کانفرنس کی حد تک تو معاملہ درست رہے گا کیونکہ میں ڈاکٹر پرویز سے مل چکا ہوں۔ وہ میرے ہی قدوقامت کا ہے اس کا میک اپ میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔ میں پہلے ڈاکٹر پرویز کو ایکریمین ایجنٹوں کے ہاتھوں اغوا ہونے دوں گا اس طرح اصل ڈاکٹر پرویز کی جگہ ایکریمیا کا آدمی لے لے گا اور ایکریمیا مطمئن ہو جائے گا لیکن پھر

میں ان کے آدمی کی جگہ لے لوں گا اور اس کے بعد ظاہر ہے ایکریمیا کی یہ پلاننگ فیل ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی یہ بہترین تجویز ہے۔ ویری گڈ"...... بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اصل مسئلہ اس گروپ کی حفاظت کا ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اس گروپ کو یہاں پاکیشیا میں لے آؤں۔ یہاں رہ کر وہ کام کریں۔ ابھی انہوں نے صرف پیپر ورک کرنا ہے۔ اس میں انہیں کئی ہفتے لگ سکتے ہیں اور فور سٹارز یہاں ان کی حفاظت کرے گی جبکہ باقی سروس ان کے پیچھے آنے والے ریڈ ایجنسی کے ایجنٹوں سے نمٹے گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کب تک ایسا ہوتا رہے گا۔ یہ تو طویل منصوبہ ہے اور پھر اس گروپ نے بہرحال مسلم ممالک کو قائل بھی کرنا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سب اس کے قائل ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر احسان اور سر آغا نے اس سلسلے میں کام مکمل کر لیا ہے پھر ہی وہ لوگ پیپر ورک کی طرف آئے ہیں۔ اصل مسئلہ پیپر ورک کا ہے کہ اس کرنسی کو کس طرح مضبوط کیا جائے گا اور دنیا بھر کے بینکوں میں جمع مسلم ممالک کا سرمایہ کس طرح وہاں سے نکالا جائے گا اور کہاں جمع کرایا جائے گا اور کس طرح اسے آپریٹ کیا جائے گا۔ یہ سارا ٹیکنیکل کام ہے اور یہی اصل کام ہے۔ جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو مسلم کرنسی کو بین

الاقوامی سطح پر اوپن کر دیا جائے گا۔اس کے بعد یہ کرنسی انٹرنیشنل مارکیٹ میں اپنی جگہ خود بناتی رہے گی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"لیکن آپ انہیں کہاں رکھیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں رانا ہاؤس میں رکھا جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر فور سٹارز کو حرکت میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔جوزف اور جوانا دونوں ہی ان کی حفاظت کے لئے کافی ہیں۔وہاں آپ نے جو حفاظتی نظام قائم کر رکھا ہے وہی کافی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔بہرحال ابھی وہ شفٹ ہو جائیں پھر دیکھیں گے"۔عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کی ایک سڑک پر سیاہ رنگ اور جدید ماڈل کی ایک شاندار کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔نوجوان ورزشی جسم کا مالک تھا اور اس نے براؤن سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ اپنے چہرے اور انداز سے وہ ہالی وڈ کا اداکار نظر آ رہا تھا جبکہ لڑکی نے گہرے نیلے رنگ کا سکرٹ پہنا ہوا تھا۔سر کے سنہری بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے جبکہ کانوں میں پلاٹینم کے رنگ تھے۔

"چیف نے بڑے عرصے بعد کال کیا ہے ہاورڈ"...... اچانک لڑکی نے سائیڈ پر موجود نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے جب تک ہمارے مطلب کا کوئی مشن نہیں آئے گا وہ ہمیں کیوں کال کرے گا"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن ہم بے کار رہ رہ کر اب تنگ آ چکے ہیں۔ آخر کہاں تک چھٹیاں منائی جائیں"...... لڑکی نے کہا۔

"سپر ایجنٹ کے ساتھ یہی مسئلہ ہوتا ہے گوسٹ کہ انہیں کبھی کبھار کام ملتا ہے"...... نوجوان نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کار سائیڈ پر جاتی ہوئی ایک بائی روڈ پر موڑ دی اور نوجوان بے اختیار سنبھل کر بیٹھ گیا۔ سائیڈ روڈ پر آگے بڑھتے ہوئے کار ایک پائپ بنانے والی فیکٹری کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ اسی لمحے ایک مسلح نوجوان کار کی طرف آ گیا۔ یہ نوجوان پھاٹک کی سائیڈ میں موجود تھا۔

"یس"...... اس نوجوان نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم پہلی بار اس طرف آئے ہیں ہمیں ریڈ اسکوائر جانا ہے"۔ ہاورڈ نے اس مسلح نوجوان سے کہا۔

"ریڈ اسکوائر تو جناب اس روڈ پر نہیں ہے۔ وہ تو تھرڈ ایونیو پر ہے اس کے لئے آپ کو دس کلومیٹر واپس جا کر پھر سائیڈ روڈ پر مڑنا ہو گا"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... ہاورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی گوسٹ نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی اور کچھ آگے جا کر اس نے کار موڑی اور واپس سڑک پر لے آئی۔ انہیں پیغام مل چکا تھا کہ چیف اس وقت تھرڈ ایونیو ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے اور تھوڑی دیر بعد وہ

ھرڈ ایونیو پر واقعی ایک کلب میں پہنچ گئے جس کے اوپر گرین کلب کا ہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ کار پارکنگ میں روک دی گئی اور ہاورڈ ور گوسٹ دونوں نیچے اترے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کلب کے ین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب کا ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ رف چند افراد ہی نظر آ رہے تھے۔ وہ دونوں کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"آر تھری۔ آر فور"...... ہاورڈ نے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے نوجوان ے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایکس تھری"...... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ہاورڈ اور گوسٹ دونوں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سائیڈ موجود راہداری سے گزر کر وہ آخر میں ایک کمرے کے دروازے پر نچے۔ ہاورڈ نے دروازہ کھولا اور پھر وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو یہ ھوٹا سا کمرہ خالی تھا۔ ہاورڈ نے دروازے کی سائیڈ دیوار پر موجود وچ پینل پر سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا تو دوسرے لمحے کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ وہ دونوں خاموش کھڑے تھے۔ تھوڑی ر بعد کمرے کی حرکت رک گئی تو ہاورڈ نے دروازہ کھولا اور دوسری رف ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا اور اوپر رخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ہاورڈ تیزی سے آگے بڑھا۔ دروازے سائیڈ دیوار کے ساتھ ایک فون پیس ہک کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ ورڈ نے فون پیس ہک سے نکالا اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے کئی ن پریس کر دیئے۔

"یس"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"آر تھری۔آر فور"...... ہاورڈ نے کہا۔
"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاورڈ نے فون واپس ہک سے لٹکا دیا۔اسی لمحے دروازے کے اوپر جلتا ہوا سرخ بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی بھاری دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا اور بڑی سی میز کے پیچھے ریڈ ایجنسی کا چیف ڈکسن بیٹھا ہوا تھا۔ان دونوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔
"بیٹھو ہاورڈ اور گوسٹی"...... چیف نے کہا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف بیٹھ گئے۔دروازہ ان کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا تھا۔
"کیسی گزر رہی ہے"...... چیف نے مسکراتے ہوئے لیکن قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔
"سخت بور"...... اس بار گوسٹی بول پڑی تو چیف بے اختیار ہنس پڑا۔
"میں نے تمہاری بوریت دور کرنے کا انتظام کر دیا ہے"۔چیف ڈکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہمیں آپ کی کال سے ہی اندازہ ہو گیا تھا"...... ہاورڈ نے کہا۔
"پاکیشیا کے علی عمران اور سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہو"...... ڈکسن نے کہا تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں بے اختیار چونک

پڑے۔
"اوہ۔تو اس بار ہمارا مشن عمران کے خلاف ہے۔ویری گڈ۔اب لطف آئے گا کام کرنے کا"...... ہاورڈ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ گوسٹی کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن وہ خاموش رہی تھی۔
"ہاں۔پہلے مختصر سی تفصیل سن لو۔پھر آگے بات ہو گی"۔چیف ڈکسن نے کہا اور پھر اس نے ٹرانس کارس کانفرنس اور پاکیشیا کی رپورٹ اور اس سلسلے میں ہونے والی تمام پلاننگ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔
"کانفرنس ابھی ہونی ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔
"نہیں۔کانفرنس ہو چکی ہے۔وہ یہاں نہیں رساڈو میں تھی"۔چیف نے کہا۔
"تو پھر تو پلاننگ کے تحت کام ہو چکا ہو گا"...... ہاورڈ نے کہا۔
"نہیں۔بلکہ ہماری پلاننگ ہم پر ہی الٹ دی گئی ہے۔ویسے یہ مشن ہمارے پاس نہیں تھا بلکہ ایکریمیا کی ایک اور ایجنسی ہارلو کے پاس تھا۔اگر ہمارے پاس ہوتا تو شاید اس طرح نہ ہوتا"۔چیف نے کہا۔
"کیا ہوا باس"...... ہاورڈ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔گوسٹی بھی بے اختیار چونک پڑی تھی۔
"چونکہ ہارلو نے اس پاکیشیائی ماہر معاشیات کو اغوا کر کے اپنا

آدمی اس کے میک اپ میں پہنچا دیا تھا اس لیے سب مطمئن تھے کہ
پاکیشیا یورو کے حق میں ووٹ دے گا لیکن جب رپورٹ پڑھی گئی تو
معلوم ہوا کہ رپورٹ ڈالر کے حق میں پڑھی گئی ہے اور ایکریمیا کی
ساری پلاننگ فیل ہو گئی۔ بعد میں اصل بات کا علم ہوا تو پتہ چلا
کہ ہارلو کے آدمی کو بھی اغوا کر لیا گیا تھا اور اس کی جگہ کسی اور آدمی
نے لے لی تھی۔ گو ہارلو کو باوجود کوشش کے اس آدمی کا پتہ نہ چل
سکا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ علی عمران ہی ہو گا"...... چیف
ڈکسن نے کہا۔

"یس باس۔ ایسے کام وہی کر سکتا ہے لیکن پھر اب مشن کیا ہے۔
مشن تو ختم ہو گیا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے وہ پلاننگ ختم ہو گئی لیکن یہ تو صرف پاکیشیا اور
باقی دنیا کے مسلم ممالک کے تعلقات میں دراڑ ڈالنے کی ایک
کوشش تھی۔ اصل مشن تو اب درپیش ہے"...... چیف نے کہا۔

"کیا باس"...... اس بار گوسٹی نے کہا۔

"پاکیشیا کا ایک ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان دیگر مسلم ممالک
کے ماہرین معاشیات کے ساتھ مل کر مسلم کرنسی کو بین الاقوامی
کرنسی کے طور پر سامنے لانے پر کام کر رہا ہے۔ یہ ایک گروپ ہے
جو اس سلسلے میں کام کر رہا ہے اور انہوں نے تمام مسلم ممالک کو
اس بات پر رضامند کر لیا ہے کہ مسلم ممالک کی اپنی کرنسی ہونی
چاہئے۔ ڈالر اور یورو کے مقابلے پر تاکہ مسلم بلاک معاشی طور پر

دنیا میں سب سے زیادہ مضبوط ہو سکے اور تمام مسلم ممالک اس
گروپ کی پلاننگ سے متفق ہو چکے ہیں۔ گو اب یہ گروپ خفیہ طور
پر اس پر پیپر ورک کر رہا ہے تاکہ اس پیپر ورک کے ذریعے مسلم
کرنسی کو اس انداز میں سامنے لایا جائے کہ وہ بین الاقوامی کرنسی
بن سکے اور ہم نے اس گروپ کا خاتمہ کرنا ہے تاکہ یہ منصوبہ اپنی
موت آپ مرجائے ورنہ اگر یہ منصوبہ کامیاب ہو گیا تو پھر دنیا میں
مسلم بلاک کی حکومت ہو جائے گی۔ ایکریمیا، یورپ اور اسرائیل اور
دیگر تمام ممالک معاشی طور پر مسلم بلاک کے طفیلی ملک بن کر
رہنے پر مجبور ہو جائیں گے"...... چیف ڈکسن نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے باس۔ ڈالر اور یورو کے مقابلے پر یہ کرنسی
کیسے ٹھہر سکتی ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ مسلم ممالک کے پاس ناقابل یقین
حد تک دولت ہے۔ تیل کی دولت، معدنیات اور سونا سب کچھ
مسلم ممالک سے ہی نکل رہا ہے اور یہ تمام دولت ایکریمیا، یورپ
اور گریٹ لینڈ کے بینکوں میں رکھی جا رہی ہے اور اس دولت کے
بل پر پوری دنیا کے بینک بڑی بڑی کمپنیوں کو چلا رہے ہیں اور اسی
دولت کی وجہ سے ڈالر اور یورو کرنسی کو استحکام مل رہا ہے لیکن اگر
یہ دولت بینکوں سے نکلوا لی جائے اور مسلم ممالک میں رکھ دی
جائے اور مسلم کرنسی میں تبدیل کر دی جائے اور تمام مسلم

ممالک مسلم کرنسی میں لین دین اور تجارت شروع کر دیں تو پھر کیا ہو گا۔ تم بہتر طور پر اندازہ کر سکتے ہو اور یہ گروپ اسی پلاننگ پر کام کر رہا ہے"...... چیف ڈکسن نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب بات میری سمجھ میں آ گئی ہے لیکن باس۔ کیا اس گروپ کے خاتمے کے بعد یہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ دوسرے ماہرین معاشیات ان کی جگہ نہیں لے لیں گے"...... ہاورڈ نے کہا۔

" نہیں۔ یہ کام عام ماہرین معاشیات کا نہیں ہے اور یہ گروپ بین الاقوامی سطح پر معروف ماہرین معاشیات پر مشتمل ہے۔ جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ تو عام سی باتیں ہیں لیکن یہ معاملہ انتہائی ٹیکنیکل ہے اور اسے انتہائی معروف ماہرین معاشیات ہی سنبھال سکتے ہیں۔ اس گروپ کے بعد ایسے ماہرین معاشیات مسلم ممالک کو نہیں مل سکتے جو اس پر کام کر سکیں۔ اس لئے یہ منصوبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"...... چیف ڈکسن نے کہا۔

" یس باس۔ لیکن اس گروپ کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں"...... اس بار گوسٹی نے کہا۔

" ریڈ ایجنسی نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق اس گروپ میں چھ ماہرین معاشیات شامل ہیں جن میں سے دو کے نام سامنے آئے ہیں۔ ایک پاکیشیا کا ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان ہے۔ ڈاکٹر احسان اس گروپ کا چیئرمین ہے اور مسلم کرنسی کے اس سارے آئیڈیئے کا خالق اور اس کا کرتا دھرتا یہی ڈاکٹر احسان

ہے۔ یہ ہے تو پاکیشیائی لیکن یہ امان میں رہتا تھا اور وہاں اس نے ایک کوٹھی میں ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا جبکہ دوسرا ماہر معاشیات مصر کا ڈاکٹر آغا ہے۔ وہ مصر میں رہتا ہے اور گاہے بگاہے امان آتا جاتا رہتا ہے۔ جب یہ مشن مجھے دیا گیا تو میں نے اس سلسلے میں کام کیا تو اطلاع ملی کہ ڈاکٹر احسان اپنے گروپ سمیت اچانک غائب ہو چکا ہے اور انکوائری کے بعد صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ آخری بار عمران کو اس کوٹھی میں جاتے دیکھا گیا ہے۔ ادھر ڈاکٹر آغا بھی غائب ہو گئے اور وہاں سے بھی معلوم ہوا کہ عمران ہی ان سے ملا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ یہ سب عمران کی زیر نگرانی انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں۔ یقیناً عمران کو یہ اطلاع مل چکی ہو گی کہ یہ مشن ریڈ ایجنسی کے حوالے کر دیا گیا ہے اس لئے اس نے اس گروپ کو انڈر گراؤنڈ کر دیا۔ اس کے بعد پاکیشیا میں انہیں تلاش کیا گیا اور دیگر مسلم ممالک میں بھی انکوائریاں کرائی گئیں لیکن کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ دو روز پہلے ڈاکٹر آغا نے اپنی رہائش گاہ پر فون کیا تو اس کال کو چیک کیا گیا اور اس کا منبع تلاش کیا گیا تو صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ یہ کال پاکیشیا کے دارالحکومت سے کی گئی ہے اور یقیناً اس کا علم عمران کو ہو گا۔ چنانچہ میں نے یہ مشن تم دونوں کو دینے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں اس مشن کو آسانی سے مکمل کر سکتے ہو۔ اب پاکیشیا دارالحکومت میں اس عمران سے اس گروپ کے بارے میں معلومات اور پھر اس گروپ کا خاتمہ تم نے کرنا

ہے"...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہو جائے گا باس۔ آپ بے فکر رہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ عمران کیا ہے اور کس انداز میں کام کرتا ہے کیونکہ تم دونوں اسے نہ صرف اچھی طرح جانتے ہو بلکہ تمہیں اس کے کام کرنے کے طریقوں کا بھی علم ہے لیکن یہ سن لو کہ اب بھی وقت ہے اگر تم پیچھے ہٹنا چاہو تو ہٹ سکتے ہو لیکن اس کے بعد ناکامی کا لفظ میرے کانوں تک نہیں پہنچنا چاہئے"...... چیف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ عمران لاکھ شاطر اور عیار سہی لیکن ہاورڈ اور گوسٹی سے زیادہ تیز نہیں ہو سکتا۔ مشن میں کامیابی کا لفظ ہی آپ تک پہنچے گا"...... ہاورڈ نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"باس۔ میری تو طویل عرصہ سے حسرت تھی کہ کبھی اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانے کا موقع ملے تاکہ یہ تاثر تو ختم ہو سکے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بڑی خطرناک ایجنسی ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"گوسٹی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم عمران پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرو گی لیکن میں تمہیں بتا دوں کہ باقی پوری دنیا کے مردوں کے لئے تمہاری کوشش کامیاب ہو سکتی ہے لیکن عمران کے لئے نہیں۔ کیونکہ یہ شخص مرد تو ایک طرف سرے سے انسان ہی نہیں

ہے۔ اس کے اندر کسی قسم کے کوئی جذبات نہیں ہیں"۔ ڈکسن نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے باس۔ میری عمران سے بے شمار بار ملاقاتیں ہو چکی ہیں"...... گوسٹی نے کہا۔

"اوکے۔ تو پھر تم دونوں اس مشن پر کام کرنے پر تیار ہو"۔ چیف نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"یہ لو فائل۔ اس میں ڈاکٹر آغا اور ڈاکٹر احسان دونوں کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں اور پاکیشیا میں ان آدمیوں کے بارے میں بھی تفصیلات موجود ہیں جن سے تم رابطہ کر سکتے ہو"۔ چیف نے فائل اٹھا کر ہاورڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو باس۔ اب ہمیں اجازت۔ ہمارا آپ سے رابطہ رہے گا"...... ہاورڈ نے فائل لے کر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی گوسٹی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"وش یو گڈ لک"...... چیف ڈکسن نے کہا اور وہ دونوں مسکراتے ہوئے مڑے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ گروپ دماک پہنچ گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور کرنل فریدی نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی ہے۔ اس لئے میں ہر لحاظ سے مطمئن ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اپنا پیچھا چھڑا لیا ہے اور معاملہ کرنل فریدی پر ڈال دیا ہے"...... بلیک زیرو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ارے۔ ارے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ اب آپ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے کر شادی کر لیں اور آرام کریں"...... بلیک زیرو کا لہجہ خاصا سخت اور جارحانہ تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے کہ تم اچانک ایکسٹو بننے پر مجبور ہو گئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایکسٹو بننے کا کوئی شوق نہیں ہے عمران صاحب۔ یہ سیٹ بھی میں نے اس لئے سنبھال رکھی ہے کہ اس سے ملک و قوم اور مسلم ممالک کے مفادات کا تحفظ کیا جا سکتا ہے لیکن آپ نے جو کچھ کیا ہے اس سے مجھے اب اس سیٹ سے کوئی دلچسپی نہیں رہی"۔ بلیک زیرو کا لہجہ واقعی بگڑا ہوا تھا۔

"ارے۔ آخر کچھ بتاؤ تو سہی کہ ہوا کیا ہے۔ اچھے بھلے سلام دعا کر رہے تھے کیا ہو گیا ہے تمہیں"...... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ نے جس طرح اپنا بوجھ خود اٹھانے کی بجائے اسے کرنل فریدی کے کندھوں پر ڈال دیا ہے اس سے مجھے سخت ذہنی تکلیف پہنچی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس بے کار ہو

چکی ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ تم لوگوں کے یہی جذبے ہی پاکیشیا کا اصل سرمایہ ہیں۔ تم تو بہرحال ایکسٹو ہو۔ وہ تنویر اور جولیا کو جیسے ہی شک پڑتا ہے کہ میں ملک و قوم کے مفادات سے گریز کر رہا ہوں وہ مجھے گولی مارنے پر تل جاتے ہیں اور جس طرح تم نے مجھے ڈانٹا ہے اور غصہ دکھایا ہے اس سے مجھے حقیقتاً بے حد خوشی ہوئی ہے لیکن میں نے تمہیں خود کئی بار سکھایا ہے کہ یکلخت نتائج پر چھلانگ نہ لگایا کرو۔ تم جس سیٹ پر موجود ہو یہاں ہر بات کو اس کی گہرائی میں سوچنا پڑتا ہے۔ تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں نے اپنا بوجھ کرنل فریدی کے کندھوں پر ڈال دیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے پہلے آپ کا پلان تھا کہ آپ گروپ کو پاکیشیا میں جگہ دیں گے اور اس کے لئے آپ نے رانا ہاؤس کا انتخاب کیا تھا۔ پھر اچانک آپ نے اسے دماک بھجوا دیا اور اب آپ خود کہہ رہے ہیں کہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری کرنل فریدی نے لے لی ہے۔ اس سے اور کیا مطلب لیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں یہ اطلاع تو مل چکی ہے کہ میں نے ڈاکٹر آغا کی آواز ٹیپ کر کے اس سے کئی بار ٹرانسمیٹر کالیں نشر کرائی ہیں یہاں دانش منزل سے"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس وقت آپ کا پلان انہیں پاکیشیا میں رکھنا ہی تھا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بات بھی تمہارے علم میں ہے کہ ٹرانس کارس کانفرنس میں جب ایکریمیا کی پلاننگ کے خلاف میں نے ڈاکٹر پرویز کے روپ میں پاکیشیا کی طرف سے ڈالر کی فیور کی تو اس وقت ایکریمیا بے حد تلملایا اور اب یہ مشن ریڈ ایجنسی کے حوالے کر دیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب ریڈ ایجنسی بھی لامحالہ دماک پہنچے گی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو پھر پاکیشیا سے ٹرانسمیٹر کالز خصوصی طور پر کرانے کا فائدہ"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اوہ۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ آئی ایم سوری عمران صاحب۔ میں واقعی جذباتی ہو گیا تھا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ نتائج پر جلدی چھلانگ نہ لگایا کرو۔ بہرحال تم نے جس لہجے اور جس انداز میں بات کی ہے اس سے مجھے واقعی دلی خوشی ہوئی ہے۔ تمہارے جذبے واقعی قابل قدر ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے معذرت کر لی ہے عمران صاحب۔ لیکن آپ نے یہ پلاننگ کیوں بنائی ہے۔ کیا اس کے پیچھے کوئی خاص بات ہے"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

" جو کام یہ گروپ کر رہا ہے اس کے لئے مکمل سکون چاہئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہرحال دوسروں سے مشاورت بھی کرنی ہے اور اس کو مکمل اور اوپن کرنے میں کافی عرصہ لگ سکتا ہے اور ریڈ ایجنسی بہرحال ریڈ ایجنسی ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ یہ گروپ دماک میں کرنل فریدی کی حفاظت میں اطمینان اور سکون سے کام کرتا رہے جبکہ ظاہر یہ کیا جائے کہ گروپ پاکیشیا میں کام کر رہا ہے۔ اس طرح ظاہر ہے ریڈ ایجنسی یہاں آکر گروپ کو ٹریس کرتی رہے گی اور ان کے نقطہ نظر سے چونکہ یہ سارا کیا دھرا میرا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے اس لئے وہ میرے پیچھے دوڑیں گے اور میں ان کے آگے دوڑتا رہوں گا اور جب مسلم کرنسی اوپن ہو جائے گی تو یہ بھاگ دوڑ ختم ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ آپ کی جان اب شدید خطرے میں ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ میں نے اپنی جان کو طوطے میں بند کر کے ایسے کنوئیں میں قید کر دیا ہے جو وادی پرآشوب میں ہے اور جس کی حفاظت کے لئے سات طلسم پار کرنے پڑتے ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ٹاپ فال کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

" پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈیسی سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

" مادام ڈیسی سے۔ لیکن آپ کو پہلے وقت لینا پڑے گا ان کی سیکرٹری سے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

" میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں اس لئے وقت لینے کے لئے مجھے پاکیشیا سے ایکریمیا آنا پڑے گا اور اس میں مزید وقت خرچ ہو جائے گا اور اس دوران تمہاری مادام ڈیسی شاید قبرستان منتقل ہو جائے اس لئے ابھی اس سے بات کرلو"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ اچھا۔ میں بات کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ شاید عمران کے قبرستان کے حوالے سے وہ گھبرا گئی تھی کہ ڈیسی کو کوئی شدید ترین خطرہ لاحق ہے۔

" ہیلو۔ ڈیسی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے میں لوچ اور ترنم موجود تھا۔

" صرف ڈیسی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حسینۂ عالم صرف ڈیسی رہ جائے نہ مسز، نہ بیوہ، نہ مادام"...... عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم۔ علی عمران تم۔ اوہ گاڈ۔ کتنے طویل عرصے بعد تمہاری آواز سنی ہے۔ ایک تو تم اپنا نمبر بھی نہیں بتاتے کہ چلو ڈیسی ہی تمہیں فون کر لے"...... دوسری طرف سے اس طرح

حسرت بھرے لہجے میں کہا گیا جیسے عمران سے بات کرنا ہی ڈیسی کی زندگی کی سب سے بڑی حسرت ہو جو آج طویل عرصے بعد پوری ہو رہی ہو۔

"اب کیا کروں غریب آدمی ہوں۔ فون دوبارہ لگوانے کا بل نہیں بھر سکتا۔ اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہیں تو اپنی آواز میں موجود لوچ، ترنم اور جادو کا علم ہی نہیں ہے لیکن فون کی تاروں کو اس کا علم ہے اس لئے جیسے ہی تمہاری آواز ان تاروں سے گزرے گی وہ تاریں آئندہ کسی اور کی آواز کچھ کرنے سے ہی انکار کر دیں گی"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے ڈیسی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کی ہنسی میں مسرت کی جھلک موجود تھی۔

"اب بھی تو فون ہو رہا ہے۔ اب کیوں ایسا نہیں ہوا"۔ ڈیسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ سرکاری فون ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ سرکاری معاملات میں حس لطافت شامل ہی نہیں ہو سکتی"...... عمران نے جواب دیا تو ڈیسی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"میں سمجھ گئی کہ تم نے کسی سرکاری معاملے کے لئے کال کی ہے۔ بہرحال بولو کیا مسئلہ ہے"...... ڈیسی نے کہا۔

"مسئلہ تو صرف یس کہنے کا ہے لیکن وہ تمہارا پرنس چارمنگ راہ میں دیوار بنا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ واقعی اگر تمہارا ارادہ ہے تو میں راتھم کو اپنے ہاتھ سے گولی مار سکتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کا ہاتھ بے اختیار سر پر پہنچ گیا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"لیکن پھر تم بیوہ کہلواؤ گی اور بیوہ بیچاری چاہے کتنی ہی جوان ہو لیکن اسے بوڑھا سمجھا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ تم بیوہ سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔ چلو اچھا ہے کہ تم نے کھل کر بات کر دی۔ بہرحال تمہاری بات مجھے پسند آئی ہے اس لئے جب بھی موقع ملا میں پاکیشیا ضرور آؤں گی۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ پاکیشیا میں بیوہ سے شادی کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے"۔ ڈیسی نے کہا تو اس بار عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ لیکن دولت مند بیوہ سے"...... عمران نے کہا تو اس بار ڈیسی بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے تمہارا یا میں فون بند کر دوں ورنہ تم سے کوئی بعید نہیں کہ تم راتھم کو رنڈوا کرنے پر تل جاؤ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم فکر مت کرو۔ رنڈوے کی دوسری شادی یہاں پاکیشیا میں اچھی نہیں سمجھی جاتی۔ بہرحال مسئلہ ریڈ ایجنسی کا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ مسئلہ پوری دنیا میں اگر کوئی حل کر سکتا ہے تو وہ صرف

ڈیسی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مسئلہ ہے بتاؤ"...... ڈیسی نے کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر مسلم کرنسی کے لئے کام کرنے والے گروپ کی بابت بتا دیا۔

"ریڈ ایجنسی اس گروپ کو ٹریس کر کے ختم کرنا چاہتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو"...... ڈیسی نے کہا۔

"صرف اتنا کہ ریڈ ایجنسی کے چیف ڈکسن نے یہ مشن کس کے ذمے لگایا ہے اور کہاں"...... عمران نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر دینا ہوں گے"...... دوسری طرف سے انتہائی کاروباری لہجے میں کہا گیا۔

"ایک نہیں دو لاکھ۔ کیونکہ ایک لاکھ تو ان معلومات کے معاوضے میں اور دوسرا لاکھ تم جیسی خوبصورت آواز سننے کے بدلے میں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو فوراً تمہارا کام کرنا ہو گا۔ تو سنو۔ ڈکسن نے یہ کام ریڈ ایجنسی کے سپر ٹاپ ایجنٹ ہاورڈ اور گوسٹی کے حوالے کیا ہے اور وہ دونوں پاکیشیا روانہ ہو رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ آج ہی روانہ ہو جائیں۔ کیا تم ان دونوں کے بارے میں جانتے ہو"...... ڈیسی نے کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ریڈ ایجنسی کا ریڈ ناک ہیں۔

میرا مطلب ہے نزلہ زدہ ناک"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ڈیسی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کہیں یہ نزلہ تم پر نہ گر جائے اس لئے پوری طرح ہوشیار رہنا اور اس سے پہلے رقم مجھے بھجوا دینا"...... ڈیسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بتا دو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

"اوکے۔ پہنچ جائے گی رقم"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم نے تفصیلات نوٹ کر لی ہیں فارن ایجنٹ سے کہہ کر رقم اس اکاؤنٹ میں جمع کروا دینا"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ دونوں کون ہیں۔ کیا آپ ان سے مل چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ کئی بار ملاقات ہو چکی ہے۔ انتہائی ذہین اور تیز رفتاری سے کام کرنے والا جوڑا ہے۔ دونوں میاں بیوی ہیں اور دونوں کے درمیان مشرقی محبت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ان کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ میں سیکرٹ سروس کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں کہ وہ ان کی نگرانی کریں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کی نگرانی۔ وہ کیسے"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ ایئرپورٹ پہنچیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ وہ اصل ناموں اور اصل حلیوں سے یہاں آئیں گے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نمٹنے کے لئے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"آئی ایم سوری۔ نجانے کیوں مجھے اس بات کا خیال نہیں رہا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ بے حد تیز اور فعال ایجنٹ ہیں اور ان کا ٹارگٹ میں ہوں کیونکہ انہیں بہرحال اطلاع مل چکی ہو گی کہ سر آغا سے میری ملاقات ہوئی ہے اور اس کے بعد سر آغا غائب ہوئے ہیں۔ کانفرنس میں جو کچھ ہوا ہے اس سے بھی وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ ساری کارروائی میری ہے اس لئے وہ مجھے پکڑیں گے اور مجھ سے وہ جگہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے جہاں یہ گروپ موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان کی بجائے آپ کی نگرانی کرائی جائے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ لوگ کبھی براہ راست مجھ پر ہاتھ نہیں ڈالیں گے بلکہ اس کے لئے وہ یہاں کی کسی تنظیم کو انگیج کریں گے اور یہاں ایکریمین مفادات کے لئے کام کرنے والے کئی گروپ موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بہرحال پوچھ گچھ تو وہی کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ صرف ایک امکانی بات ہے۔ وہ کیا پلاننگ بناتے ہیں یہ تو

بعد میں معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی کے دو سپر ایجنٹ پاکیشیا پہنچ رہے ہیں یا پہنچنے والے ہیں۔ یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ان کے نام ہاورڈ اور گوسٹی ہیں۔ یہ علی عمران کو اغوا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اس سے معلوم کیا جا سکے کہ اس نے ماہرین معاشیات کے مسلم کرنسی پر کام کرنے والے گروپ کو خفیہ طور پر کہاں رکھوایا ہے۔ تم تمام ممبران کو کہہ دو کہ وہ دارالحکومت کے بڑے بڑے ہوٹلوں کو مسلسل چیک کرتے رہیں۔ یہ جوڑا یقیناً کسی بڑے ہوٹل میں ہی ٹھہرے گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن کیا وہ اپنے اصل حلیوں اور ناموں سے یہاں آئیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"جب میں نے کہا کہ وہ ریڈ ایجنسی کے سپر ٹاپ ایجنٹ ہیں اور آبھی عمران کے پیچھے رہے ہیں تو پھر اس سوال کی وجہ"...... عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"سوری باس۔ بس ویسے ہی پوچھ لیا تھا"...... دوسری طرف سے

جولیا نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ڈپٹی چیف ہو اس لئے سوچ سمجھ کر سوال کیا کرو"۔ عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن باس کیوں نہ عمران کی بھی نگرانی کی جائے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ وہ لوگ انتہائی تیز اور فعال ہیں۔ نگرانی ان کی نظروں سے چھپی نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ لوگ عمران کو اغوا کرنے سے پہلے یقیناً یہ بات چیک کریں گے کہ کہیں عمران کی نگرانی تو نہیں ہو رہی۔ ویسے عمران اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے اس کی فکر مت کرو اور جب اس جوڑے کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے تو پھر ان کی نگرانی عام انداز میں نہیں ہونی چاہئے بلکہ زیرو ایکس کی مدد سے ان کی نگرانی کی جائے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ ویسے کیا ان دونوں کے قدوقامت کے بارے میں تفصیلات مل سکتی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے قدوقامت کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

"ٹھیک ہے سر"...... جولیا نے کہا۔

"یہ دونوں لازماً یہاں کسی گروپ کی مدد حاصل کریں گے اس لئے ان کے فون یا ٹرانسمیٹر کالز کی چیکنگ سپیشل ویو سٹار سے کرانا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے باس"...... جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ کر ایک طرف پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ ایکریمیا سے ریڈ ٦ ایجنسی کے دو سپر ٹاپ ایجنٹ ایک مشن کے سلسلے میں پاکیشیا دارالحکومت آ رہے ہیں اور لازماً انہوں نے یہاں کے کسی ایکریمین نواز گروپ کی خدمات حاصل کرنی ہیں اس لئے تم دارالحکومت میں ان تمام گروپس کو چیک کرو اور اگر کوئی ایسا گروپ نظر آئے تو مجھے اطلاع دو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ ویسے ریڈ ٦ ایجنسی کے لئے کام کرنے والے یہاں صرف دو گروپ ہیں۔ ان میں سے ایک گروپ کے چیف کا نام روجر ہے جو سٹار کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے جبکہ دوسرے گروپ کے چیف کا نام انتھونی ہے۔ یہ ٹاپ شوٹنگ کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ ان دونوں نے انتہائی تیز اور اچھے کام کرنے والے افراد کا گروپ بنایا ہوا ہے۔ ویسے یہ دونوں گروپ اسلحے کو ڈیل کرتے ہیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ ان دونوں کا تعلق ریڈ ٦ ایجنسی سے ہے۔

اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے۔ ان دونوں کو چیک کرو۔ جو ایجنٹ یہاں آ رہے ہیں وہ میاں بیوی ہیں۔ ان کے اصل نام ہاورڈ اور گوسٹی ہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

" اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں فلیٹ پر رہوں گا۔ اگر جولیا کی طرف سے کوئی رپورٹ آئے تو مجھے فلیٹ پر اطلاع دے دینا"...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ایک منٹ عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

" عمران صاحب۔ کیا ان دونوں ایجنٹوں کے خاتمے کے بعد ریڈ ایجنسی ختم ہو جائے گی"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اوہ۔ ویری گڈ"...... عمران نے کہا اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

" عمران صاحب۔ یہ بات ابھی میرے ذہن میں آئی ہے کہ گروپ کا کام طویل ہے اور ریڈ ایجنسی بہرحال سرکاری ایجنسی ہے۔ یہ دونوں ایجنٹ اگر ختم بھی ہو جائیں تو پھر ان کی جگہ دوسرے آ

جائیں گے۔ تیسرا گروپ بھی آ سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ان سب کے بارے میں اس ڈیسی کو معلوم ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ ایجنسی کو یہ یقین دلایا جائے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکی ہے پھر وہ پیچھا چھوڑ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" لیکن کیسے انہیں یقین آئے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ظاہر ہے وہ گروپ کو ٹریس کریں اور پھر خود انہیں ہلاک کریں تب ہی انہیں یقین آ سکتا ہے۔ اب اخبار میں خبر شائع ہو جانے سے تو انہیں یقین نہیں آ سکتا"...... عمران نے کہا۔

" لیکن ایسا کیسے ممکن ہے۔ پھر تو مسلم ممالک کا یہ مسلم کرنسی والا خواب تو شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ظاہر ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے اس پہلو پر سوچنے کا موقع دے دیا۔ اوکے۔ ابھی انہیں آنے تو دو پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پاکیشیائی دارالحکومت کے ہوٹل شیرٹن کے ایک کمرے میں ہاورڈ اور گوسٹی دونوں موجود تھے۔ انہیں پاکیشیا پہنچے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ ہوا تھا اور وہ ایئرپورٹ سے سیدھے شیرٹن آئے تھے کیونکہ یہاں ان کے کمرے پہلے سے بک تھے۔ انہوں نے علیحدہ علیحدہ کمرے لئے تھے کیونکہ کاغذات کی رو سے ہاورڈ کا نام آرتھر تھا جبکہ گوسٹی کا نام مارلین اور کاغذات کی رو سے وہ دونوں ایکریمیا کی ایک کھلونوں کا بزنس کرنے والی فرم میں ملازم تھے۔ آرتھر وہاں اکاؤنٹ آفیسر تھا جبکہ مارلین وہاں سٹینو تھی اور وہ دونوں سیاحت کے لئے یہاں آئے تھے۔ ان کے پاس نہ صرف مکمل کاغذات تھے بلکہ کاغذات کے ساتھ ساتھ ان کے پاس سیاحت کے عالمی کارڈز بھی تھے۔ ان کارڈز کی موجودگی میں ان پر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ ایسے کارڈ انتہائی چھان بین کے بعد جاری کئے جاتے تھے۔ ان

دونوں نے علیحدہ علیحدہ سنگل بیڈ روم بک کرائے تھے۔ البتہ اب وہ دونوں ہاورڈ کے کمرے میں موجود تھے۔

"ہماری نگرانی کی جا رہی ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ ایئرپورٹ سے ہی نگرانی کی جا رہی ہے لیکن ہم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس کی وجہ سے وہ ہماری طرف متوجہ ہو جائیں۔ ویسے یہ کمرہ اور باتھ روم میں نے چیک کر لیا ہے۔ فون بھی کلیئر ہے اس لئے یہاں ہم کھل کر بات کر سکتے ہیں کیونکہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ویسے تمہارا یہاں پروگرام کیا ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"عمران کے ذریعے اس گروپ کو ٹریس کرنا اور پھر اس کا خاتمہ کر دینا"...... ہاورڈ نے جواب دیا۔

"لیکن کیسے"...... گوسٹی نے کہا۔

"چونکہ یہ بات طے ہے کہ صرف عمران ہی اس گروپ کی جگہ سے واقف ہے اس لئے عمران کو اغوا کرایا جائے گا۔ پھر زیرو ون سے اس کا لاشعور چیک کر کے یہ معلوم کر لیں گے کہ یہ گروپ کہاں موجود ہے۔ اس کے بعد روجر کا گروپ حرکت میں آئے گا اور گروپ کا خاتمہ کر دیا جائے گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"عمران کو اغوا کون کرے گا"...... گوسٹی نے کہا۔

"اس کے لئے انتھونی گروپ کو ہائر کر لیا گیا ہے۔ یہ گروپ عمران کو اغوا کرے گا اور پھر ہمیں اطلاع دے گا اور اس کے لاشعور

سے پوچھ گچھ کی کارروائی ہم روجر گروپ سے کروائیں گے"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم ہنس کیوں رہی ہو"...... ہاورڈ نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے تمہاری ان بچگانہ ترکیبوں پر ہنسی آ رہی ہے۔ مقابلے پر عمران ہے اور تم ایسے باتیں کر رہے ہو جیسے ہم نے عمران کی بجائے کسی ویٹر کو پکڑ کر اس سے انتہائی اہم معلومات حاصل کرنی ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے آرتھر کہ عمران ایک عفریت ہے۔ ہماری نگرانی بتا رہی ہے کہ اسے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ اس مشن پر ہم یہاں پاکیشیا پہنچ چکے ہیں۔ کیا پھر بھی عمران اس انتھونی کے ہاتھ آئے گا"...... گوسٹی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے گوسٹی۔ یہ واقعی بچگانہ ترکیب ہے لیکن عمران جیسے عفریت کے مقابلے پر یہی بچگانہ ترکیبیں ہی کام دے سکتی ہیں۔ عقلمندانہ پلاننگ اس کے مقابل ہمیشہ ناکام رہتی ہے"...... ہاورڈ نے جواب دیا۔

"پھر ایسا ہے کہ تم اور میں علیحدہ رہ کر کام کرتے ہیں۔ تم اپنی ان بچگانہ ترکیبوں پر عمل کرو اور میں عقلمندانہ ترکیبوں پر۔ ہمارے درمیان رابطہ صرف ون سکس ٹرانسمیٹر پر رہے گا۔ ویسے نہیں"۔ گوسٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ ہم ایک دوسرے کے کاموں میں رکاوٹ بن جائیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوکے ۔ پھر یہ بات طے ہو گئی۔ اب ہم یہاں سے علیحدہ ہوں گے تو پھر اس وقت ملیں گے جب ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"۔ گوسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تمہاری عقلمندانہ پلاننگ کیا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ عمران نے اس گروپ کے لئے کون سی جگہ محفوظ سمجھی ہو گی اور میں صرف اس جگہ کو بلاسٹ کرنے کی پلاننگ بناؤں گی۔ نہ ان کے پیچھے بھاگوں گی اور نہ ہی مجھے بھاگنے کی ضرورت ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"اچھا۔ وہ کون سی جگہ ہے جس کا تمہیں علم ہے اور مجھے نہیں ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تم نے چونکہ اس طرف توجہ نہیں کی تھی اس لئے تم نے معلومات حاصل نہیں کیں جبکہ میں نے یہاں آنے سے پہلے باقاعدہ معلومات حاصل کی ہیں۔ عمران یہاں ایک وسیع و عریض عمارت جو البرٹ روڈ پر ہے، آتا جاتا رہتا ہے۔ وہاں اس کے دو حبشی ملازم مستقل طور پر رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک ماسٹر کلر کا جوانا ہے اور دوسرا افریقی حبشی ہے جس کا نام جوزف ہے۔ اس عمارت کا نام رانا ہاؤس ہے اور یہاں اس قدر جدید حفاظتی نظام قائم کیا گیا ہے کہ اس عمارت پر ایٹم بم بھی مار دو تو وہ بھی وہاں کام نہیں کرے گا اور یقیناً اس سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مجھے یقین

ہے کہ یہ گروپ اس راناہاؤس میں ہی موجود ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"لیکن تم اسے کیسے بلاسٹ کرو گی"...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"تمہیں تو معلوم ہے کہ میں ایسے نظاموں کو زیرو کرنے کی ماہر ہوں۔ اس لئے اس بار بھی ایسا ہی ہو گا"...... گوسٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ تم کچھ چھپا رہی ہو۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے یا تم نے اب مجھ پر اعتماد کرنا چھوڑ دیا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ارے نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جوانا میرا دوست رہا ہے۔ میں وہ آلہ پہلے مقامی طور پر تیار کروں گی پھر اس آلے سمیت اصل شکل میں راناہاؤس جاؤں گی۔ جب میں جوانا سے ملنے کے لئے اندر جاؤں گی تو میں یہ آلہ وہاں چھوڑ کر آجاؤں گی۔ پھر میں باہر سے صرف ایک بٹن پریس کروں گی اور پوری عمارت باوجود انتہائی جدید حفاظتی انتظامات کے بھک سے اڑ جائے گی"...... گوسٹی نے جواب دیا۔

"لیکن اگر یہ گروپ وہاں موجود ہے تو پھر یقیناً وہ جوانا تمہیں کسی صورت اندر داخل نہ ہونے دے گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ یہ سب کچھ ویسے ہی ہو گا جیسے میں نے کہا ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ مقصد تو بہرحال اس گروپ کا خاتمہ ہے

جیسے بھی ہو جائے لیکن خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ میں اپنی خوبصورت بیوی سے ہی ہاتھ دھو بیٹھوں"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا اس کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا اور وہ اسے پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"وضو والی طہارت یا تیمم والی طہارت۔ کس طہارت کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"طہارت نہیں طاہر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک ہی بات ہے۔ ویسے ریلوے اسٹیشنوں پر لکھا ہوتا ہے طہارت خانہ اور نیچے مرد بنا ہوتا ہے جبکہ دوسرے دروازے پر

طہارت خانہ لکھا ہوتا ہے اور نیچے ایک عورت کی تصویر بنی ہوتی ہے اس لئے پوچھنا پڑا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"جولیا نے رپورٹ دی ہے"...... طاہر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو وہ خاتون والا طہارت خانہ درست جواب ہوا"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب۔ شیرٹن ہوٹل میں دو سیاح آکر ٹھہرے ہیں۔ ان میں سے ایک مرد ہے اور دوسری عورت اور صفدر کا خیال ہے کہ یہ دونوں ہمارے مطلوبہ ایجنٹ ہیں"...... طاہر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسالہ بند کر کے واپس میز پر رکھ دیا۔

"شک کی وجوہات کیا ہیں"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"گو وہ دونوں میاں بیوی نہیں ہیں لیکن وہ ایئرپورٹ سے اکٹھے ایک ہی ٹیکسی میں ہوٹل شیرٹن پہنچے اور وہاں ان کے کمرے پہلے سے بک تھے۔ کمرے بھی اکٹھے ہیں۔ یہ کمرے سنگل بیڈ روم ہیں لیکن درمیان میں دروازہ بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ وہ عورت اپنے کمرے کی بجائے مستقل طور پر اس مرد کے کمرے میں موجود ہے اور وہیں شراب سپلائی کی گئی ہے اور دوپہر کا کھانا بھی انہوں نے اکٹھے ہی کھایا ہے۔ اس کے علاوہ قد وقامت کے لحاظ سے بھی یہ وہی جوڑا دکھائی دیتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بس ۔ بس ۔ کافی ہیں اتنی مماثلتیں۔ کیا ان کی چیکنگ ہوئی ہے۔ کیا باتیں کر رہے تھے وہ"....... عمران نے کہا۔

"جب سے وہ آئے ہیں کمرے سے باہر نہیں نکلے ۔ البتہ اس عورت مارلین کے کمرے میں صفدر نے سپر ٹیلی ویو لگا دیا ہے لیکن اس مرد آرتھر والے کمرے میں کچھ نہیں ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے ۔ ان کی نگرانی مشینی طور پر کراؤ۔ وہ ریڈ ایجنسی کے لوگ ہیں عام ایجنٹ نہیں ہیں"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے پہلے ہی صفدر کو کہہ دیا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے ۔ شکریہ"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے رسالے کو دوبارہ اٹھایا لیکن ابھی اس نے اسے اٹھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"کمال ہے سب کو سلیمان کے مارکیٹ جانے کے وقت کا پتہ لگ چکا ہے۔ سب اسی وقت فون کرتے ہیں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ روجر اور انتھونی دونوں سے کسی نے رابطہ نہیں کیا۔ نہ ایکریمیا سے کوئی رابطہ ہوا ہے اور نہ ہی کسی اور گروپ کی طرف سے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کس سلسلے میں رابطہ"....... عمران نے پوچھا۔

"آپ کے بارے میں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کس طرح معلوم کیا ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں نے ان دونوں کے آفس فون چیک کرائے ہیں اور ان سے ملنے والوں کی گفتگو"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش جاری رکھو"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ آنے والا سلیمان ہے اور پھر چند لمحوں بعد سلیمان ہاتھ میں شاپر بیگ اٹھائے سٹنگ روم کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔ عمران خاموش بیٹھا رسالہ پڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان کمرے میں داخل ہوا تو اس نے چائے کی پیالی خاموشی سے عمران کے سامنے رکھی اور واپس مڑ گیا۔

"ایک منٹ"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب"....... سلیمان نے بھی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا پورے عالم اسلام کے شاندار مستقبل کے لئے چھ سات بے گناہ افراد کی قربانی دی جا سکتی ہے"...... عمران نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ جب کسی مفتی سے فتویٰ لیا جاتا ہے تو اسے مکمل سوال لکھ کر دیا جاتا ہے ورنہ وہ فتویٰ دینے سے انکار کر دیتا ہے اور جب فتویٰ بے گناہ افراد کی موت کے سلسلے میں ہو تو پھر تو خصوصی احتیاط ضروری ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے فتویٰ نہیں مانگا۔ صرف سوال کیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بغیر سیاق و سباق کے کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ اب دیکھیں۔ جنگ کے دوران سینکڑوں ہزاروں انسانوں کی قربانی دے کر ملک کا تحفظ کیا جاتا ہے اور اسے جائز سمجھا جاتا ہے جبکہ عام حالات میں ایک بے گناہ کی موت بھی بہت بڑا جرم بن جاتا ہے"...... سلیمان نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ بہرحال مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ عالم اسلام کی مشترکہ کرنسی جسے مسلم کرنسی کہا جا رہا ہے ایکریمیا کی بین الاقوامی کرنسی ڈالر اور یورپ کی بین الاقوامی کرنسی یورو کے مقابل لائے جانے کی پلاننگ کی جا رہی ہے تاکہ عالم اسلام کا معاشی مستقبل شاندار بن سکے اور چھ ماہر معاشیات کا ایک گروپ

اس سلسلے میں ایک خفیہ مقام پر کام کر رہا ہے۔ اس کام کو تکمیل تک پہنچنے میں ابھی ایک سال لگ جائے گا جبکہ ایکریمیا نہیں چاہتا کہ یہ گروپ کام کرے اور عالم اسلام کا معاشی مستقبل شاندار ہو سکے۔ چنانچہ اس کے ایجنٹ یہاں آئے ہوئے ہیں جو اس گروپ کو ٹریس کر کے اسے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اب اگر ان ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا جائے تو ایکریمیا سے اور ایجنٹ آ جائیں گے اس لئے ایک تجویز یہ ہے کہ انہیں مطمئن کرنے کے لئے ایسی جگہ کی نشاندہی کی جائے جہاں چھ نقلی ماہر معاشیات موجود ہوں اور یہ ایجنٹ ان کا خاتمہ کر دیں۔ اس طرح ایکریمیا پوری طرح مطمئن ہو جائے گا کہ گروپ کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اب مسلم کرنسی اوپن نہ ہو سکے گی جبکہ اصل گروپ ظاہر ہے کام کرتا رہے گا اور تمام تیاریاں مکمل ہونے پر اچانک مسلم کرنسی کو اوپن کر دیا جائے گا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا چھ بے گناہ افراد کی قربانی دی جا سکتی ہے یا نہیں"...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی آپ سنجیدگی سے بات کر رہے ہیں"...... سلیمان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ٹھہریں میں استعفیٰ لکھ کر لے آتا ہوں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"ارے۔ ارے۔ میں تمہیں عزت دے رہا ہوں۔ تم سے مشورہ

مانگ رہا ہوں اور تم استعفیٰ دینے کی بات کر رہے ہو۔ اس کا کیا مطلب ہوا"...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ میں کسی بزدل آدمی کے ساتھ نہیں رہ سکتا"۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" بزدل۔ کیا مطلب۔ مشورہ پوچھنے کی وجہ سے میں بزدل ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

" آپ نے مشورہ یہی پوچھا ہے ناں کہ بجائے اس کے کہ ان ایکریمین ایجنٹوں کو اور ان کی ایجنسی کو ختم کرنے کے کیوں نہ چھ سات بے گناہ افراد کو ہلاک کرا دیا جائے۔ یہی مشورہ پوچھا ہے ناں آپ نے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اور اس میں بزدلی کہاں سے نکل آئی ہے"...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بہادر آدمی مقابلہ کیا کرتے ہیں اور بزدل اس قسم کی سازشیں کرتے ہیں کہ اپنے آدمی مروا کر خوش ہو جائیں کہ مشن مکمل ہو گیا۔ کیا وہ ایکریمین ایجنٹ احمق ہوں گے کہ وہ بغیر کسی تصدیق کے صرف چند افراد ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں گے۔ کیا وہ اس پراجیکٹ کی تفصیلات حاصل نہیں کریں گے جس پر یہ لوگ کام کر رہے ہوں گے۔ کیا وہ یہ نہیں سوچ سکتے کہ مسلم ممالک کے پاس صرف چھ سات ہی ماہر معاشیات ہیں اور نہیں ہیں جو ان کی جگہ لے کر اس پراجیکٹ کو مکمل کر سکتے ہیں"...... سلیمان نے پرجوش لہجے

میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ واقعی پراجیکٹ کی بنیاد تو بن چکی ہے۔ اب تو صرف اس پر مزید کام کرنا ہے اور یہ کام بہرحال ماہرین معاشیات ہی کر سکتے ہیں لیکن پھر ان ایجنٹوں کو کیسے روکا جائے"...... عمران نے کہا۔

" بڑا آسان سا نسخہ ہے۔ جو ایجنٹ یہاں پہنچ چکے ہیں ان کا خاتمہ کر دیں اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف مسلم ممالک کی طرف سے سرکاری طور پر یہ اعلان کرا دیں کہ مسلم کرنسی کا آئیڈیا ناقابل عمل ہے"...... سلیمان نے کہا۔

" اس بات سے سیاستدان تو شاید مطمئن ہو جائیں لیکن ایجنسیاں مطمئن نہیں ہوا کرتیں"...... عمران نے کہا۔

" یہ ریڈ ایجنسی بھی تو کسی کے ماتحت ہو گی"...... سلیمان نے کہا۔

" ہاں۔ ظاہر ہے وہ چیف سیکرٹری کے ماتحت ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو چیف سیکرٹری کو مطمئن کرا دیں۔ وہ اس ایجنسی کو خود ہی روک دیں گے"...... سلیمان نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ تم واقعی اب استعفیٰ دے سکتے ہو"...... کہو تو کاغذ اور قلم پیش کروں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ استعفیٰ آپ کو نہیں اماں بی کو پیش کیا جائے گا"۔ سلیمان نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

" ارے ۔ ارے ۔ وہ کیوں۔ باورچی تم میرے ہو اور استعفیٰ اماں بی کو کیوں پیش کرو گے"....... عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا حالانکہ وہ سلیمان کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

" اس لئے کہ چیف سیکرٹری ہی ریڈ ایجنسی کو مزید کارروائی سے روک سکتا ہے"....... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا تو عمران اس کے اس گہرے اور خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان نے اس لئے اماں بی کو چیف سیکرٹری کہا ہے کیونکہ وہی عمران کو کسی بات سے روک سکتی تھیں اور کوئی نہیں۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

" ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو"....... عمران نے کہا۔

" اوہ آپ۔ کیا فلیٹ سے کال کر رہے ہیں"....... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

" ہاں اور سنو۔ اصل ایکسٹو کا حکم ہے کہ ہم نے ریڈ ایجنسی کے ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے اور پھر چیف سیکرٹری ایکریمیا کو مطمئن کر کے آئندہ کے لئے کارروائی رکوانی ہے"....... عمران نے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔ کون اصل

ایکسٹو"....... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے سلیمان سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

" ویسے بات تو ٹھیک ہے عمران صاحب۔ سلیمان واقعی دور اندیش ذہن کا مالک ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ چیف سیکرٹری کو کیسے مطمئن کیا جائے کہ مسلم کرنسی کا مسئلہ ختم ہو گیا ہے"....... عمران نے کہا۔

" آپ یہ کام سر سلطان کے ذمے لگا دیں۔ وہ ایسے کاموں میں ماہر ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ ان سے بات کی جا سکتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اوکے ۔ اب ریڈ ایجنسی کے ان ایجنٹوں کو ریڈ کرنے کا کوئی پلان بنانا پڑے گا"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ رسالہ اٹھایا ہی تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس وقت کسی کی آمد کا اسے خیال تک نہ تھا۔ چند لمحوں بعد سلیمان تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری سے گزر کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا ہوا اسے نظر آیا۔

" کون ہے"....... سلیمان نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

" عمران صاحب سے ملنا ہے۔ میں ایکریمیا سے آیا ہوں۔ والٹر ہڈسن"....... دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران پوری طرح متوجہ تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی ہلکی

سی آواز اس کے کانوں تک پہنچ گئی تھی اور عمران چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب موجود ہیں"...... اب وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"جی ہاں۔ تشریف لائیے"...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ آنے والا یقیناً شاندار شخصیت کا مالک ہو گا ورنہ سلیمان عام آدمیوں کو گھاس ڈالنے کا عادی نہ تھا۔ چند لمحوں بعد ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ آنے والا بہرحال اجنبی تھا۔ البتہ اس کی شخصیت واقعی متاثر کن تھی اور وہ تھا بھی ایکریمین۔

"مجھے والٹرہڈسن کہتے ہیں"...... آنے والے نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں کہتے ہیں"...... عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ میں سوئی سی چبھی اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن کسی کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا ہو۔

گوسٹی جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی اس کی چھٹی حس نے یکلخت اس طرح الارم بجانا شروع کر دیا کہ وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ وہ ہاورڈ کے کمرے میں موجود تھی اور اب اٹھ کر اپنے کمرے میں واپس آئی تھی کہ یکلخت اسے یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ یہاں اس کمرے میں اس کی عدم موجودگی میں کوئی ایسی بات ہو چکی ہے جس سے اسے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ اس کی ایسی حس تھی جس نے متعدد بار اسے انتہائی شدید ترین خطرات سے بچایا تھا۔ اس نے ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا۔ پھر باتھ روم کا دروازہ کھول کر اس نے اندر جھانکا۔ اس کے بعد اس نے پورے کمرے کا راؤنڈ لگایا تا کہ اگر کوئی آدمی الماری کے پیچھے یا بیڈ کے نیچے چھپا ہوا ہو تو وہ اسے چیک کر سکے لیکن کمرہ خالی تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھی اور اس نے الماری کے نچلے خانے میں پڑے ہوئے اپنے بیگ کو اٹھا کر

میز پر رکھا۔ اس نے بیگ کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔ آلے پر سبز رنگ کا بلب جلنے لگا تو وہ اس آلے کو اٹھائے کمرے میں گھومنے لگی لیکن جیسے ہی وہ بیرونی دروازے کے قریب پہنچی آلے میں سے نہ صرف سیٹی کی آواز نکلنے لگی بلکہ بلب کا رنگ بھی یکلخت سرخ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی آلے کے ڈائل پر یکے بعد دیگرے مختلف ہندسے ابھرنے لگے۔ وہ چند لمحے ان ہندسوں کو غور سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے آلے کو آف کر کے اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے قالین کا کونہ اٹھایا اور نیچے ہاتھ ڈال کر جب اس نے ہاتھ کو واپس کھینچا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی گول ٹکیہ موجود تھی جس پر دو چھوٹے چھوٹے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔

"اوہ۔ سپر ٹیلی ویو"...... گوسٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس گول ٹکیہ کے نیچے موجود ابھار پر انگوٹھا رکھ کر اسے دبایا تو دونوں بلب بجھ گئے۔ گوسٹی نے اسے نیچے قالین پر پھینکا اور تیزی سے مڑی۔ اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور اپنا آلہ اس کی خفیہ جیب میں رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد وہ ہاورڈ کے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

"ارے۔ کیا ہوا۔ اتنی جلدی واپسی"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا۔ وہ کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا اور گوسٹی نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے۔ ویری بیڈ"...... ہاورڈ نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر الماری سے اپنا بیگ نکال کر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے اور پھر لفٹ کی طرف جانے کی بجائے فائر ڈور والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں عقبی گلی میں پہنچ چکے تھے۔ عقبی گلی کا اختتام ایک سڑک پر ہو رہا تھا اور پھر سڑک پر پہنچتے ہی انہیں خالی ٹیکسی مل گئی۔

"مین مارکیٹ لے چلو"...... ہاورڈ نے عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ گوسٹی بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں مارکیٹ ڈراپ کر دیا۔

"تم سامنے والے ریستوران میں بیٹھو۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔ ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی سر ہلاتی ہوئی اس ریستوران کی طرف بڑھ گئی جبکہ ہاورڈ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ریستوران میں زیادہ رش نہیں تھا۔ اس نے ویٹر کو ہاٹ کافی لانے کا کہہ دیا۔ بیگ اس نے ساتھ ہی رکھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ہاورڈ میک اپ کا سامان اور نئے لباس لینے گیا ہو گا۔ کیونکہ اب ان حلیوں اور لباسوں میں رہنے کا مطلب تھا کہ انہیں پھر چیک کر لیا جائے گا اور پھر واقعی ایک گھنٹے بعد ہاورڈ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بیگ کے ساتھ ساتھ ایک شاپر بھی موجود تھا۔

"ماسک میک اپ کر کے اور لباس بدل کر تم سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچ جاؤ۔ میں بھی وہیں پہنچ جاؤں گا"...... ہاورڈ

نے شاپر اس کی سائیڈ میں رکھتے ہوئے کہا اور خود وہ ساتھ والی خالی
میز پر بیٹھ گیا۔ گوسٹی نے ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا اور پھر شاپر اور بیگ
اٹھا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی سائیڈ کی راہداری میں بڑھتی چلی گئی جہاں
باہر واش روم کی پلیٹ موجود تھی۔ اس نے ایک واش روم میں
داخل ہو کر اپنا لباس اتارا اور شاپر میں موجود دوسرا لباس نکال کر
پہن لیا۔ اس نے شاپر میں موجود ماسک نکال کر اسے اپنے چہرے اور
سر پر پہن کر دونوں ہاتھوں سے چہرے کو مختلف انداز میں تھپتھپانا
شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ واش روم کے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ
رہی تھی۔ چند لمحوں بعد جب اسے اطمینان ہو گیا تو اس نے پرانا
لباس دوبارہ اس شاپر میں ڈالا اور پھر بیگ اور شاپر اٹھائے وہ واش
روم سے باہر آئی اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیرونی دروازے
کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خالی ٹیکسی کے ذریعے
ستار کالونی پہنچ چکی تھی۔ لیکن اس نے ستار کالونی کے پہلے چوک پر ہی
ٹیکسی چھوڑ دی اور ٹیکسی کے واپس چلے جانے کے بعد وہ بیگ اور
شاپر اٹھائے پیدل چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد بارہ
نمبر کی کوٹھی اس نے تلاش کر لی۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا اور باہر
نمبروں سے کھلنے والا تالا موجود تھا چونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ تالا کن
نمبروں سے کھل سکتا ہے کیونکہ یہ بات ان کی ٹریننگ میں شامل
تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ ہاورڈ نے کن نمبروں کا تالا لگایا ہو گا۔
تھوڑی دیر بعد وہ تالا کھول چکی تھی۔ کوٹھی درمیانے سائز کی تھی۔

اس میں سیاہ رنگ کی ایک کار موجود تھی۔ گوسٹی نے پوری کوٹھی
چیک کی اور پھر وہ سٹنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں آ
کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ
چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دانستہ دروازہ لاک نہ کیا تھا۔
دروازے پر پہنچ کر اس نے باہر جھانکا تو اس کے چہرے پر اطمینان
کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ آنے والا ہاورڈ تھا۔ گو ہاورڈ نے نیا میک
اپ کیا ہوا تھا لیکن گوسٹی یہ میک اپ پہچانتی تھی۔

" ہم لوگ اس طرح خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگے ہیں جیسے
ہمارے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں"...... گوسٹی نے منہ بناتے
ہوئے کہا تو ہاورڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم خود ہی پریشان ہو رہی تھی اور اب خود ہی ایسی بات کر رہی
ہو"...... ہاورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ نجانے کیا ہوا کہ سپر ٹیلی ویو دیکھتے ہی مجھے یوں محسوس
ہوا تھا جیسے میری گردن کسی شکنجے میں آ گئی ہے"...... گوسٹی نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اس کی وجہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نفسیاتی خوف ہے۔ عام
ڈکٹا فون ہوتا تو شاید یہ معاملات اس طرح نہ ہوتے۔ سپر ٹیلی ویو
یقیناً سیکرٹ سروس ہی استعمال کرتی ہو گی اور سیکرٹ سروس نے
جس انداز میں کمرے میں سپر ٹیلی ویو پہنچایا ہے اس سے یہی مطلب
نکلتا ہے کہ انہیں صرف ہم پر شک ہی نہیں بلکہ مکمل یقین

ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ تو پھر اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ ہمیں فوری طور پر کوئی کارروائی کرنی چاہیئے ورنہ اس طرح کب تک ہم خوفزدہ چوہوں کی طرح بلوں میں چھپتے رہیں گے"...... گوسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ ان موجود حالات میں تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں اب کام کرنا پڑے گا اور اس کی یہی صورت ہے کہ ہم عمران کو اغوا کرا کر اس سے معلومات حاصل کریں کہ یہ گروپ کہاں موجود ہے"...... ہاورڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"برائٹ لائٹ کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر سے بات کراؤ۔ میں ایکریمیا سے ایس ون آرتھر بول رہا ہوں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیا یہ فون محفوظ ہے تاکہ ایس ایس کال کی جا سکے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماسٹر بول رہا ہوں۔ اب لائن مکمل طور پر محفوظ ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں ماسٹر"...... اس بار ہاورڈ نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ کہاں سے بول رہے ہیں آپ"۔ دوسری طرف سے چونک کر قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یہیں سے بول رہا ہوں۔ میں اور گوسٹی ایک خصوصی مشن کے سلسلے میں یہاں آئے ہوئے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ اب خاصا مؤدبانہ تھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے آدمی علی عمران کے بارے میں کچھ جانتے ہو"...... ہاورڈ نے کہا۔

"جی ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس عمران نے چھ افراد کے ایک گروپ کو کسی خفیہ جگہ پر رکھا ہوا ہے اور اس کا علم سوائے اس عمران کے اور کسی کو نہیں ہے اس لئے اس عمران کو اغوا کر کے اس سے یہ معلوم کرنا ہے۔ کیا تم یہ کام کر سکتے ہو"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ نے دنیا کا سب سے خطرناک کام بتا دیا ہے

جناب۔ لیکن بہرحال اسے کرنا تو ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کس طرح کرو گے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... ہاورڈ نے کہا۔

" جناب۔ اس عمران کو کسی پلاننگ کے تحت نہ اغوا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے تو انتہائی سادہ سی کوشش کرنا ہو گی اور یہ کام میں کروں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کھل کر بات کرو ماسٹر۔ یہ انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے"۔ ہاورڈ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب مجھے معلوم ہے کہ عمران کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں اپنے باورچی سلیمان کے ساتھ رہتا ہے۔ میرا ایک خاص آدمی والٹرہڈسن ہے۔ اس کی شخصیت انتہائی وجیہہ اور شاندار ہے اور وہ ہے بھی ایکریمین۔ اس کی انگلی میں سکارپین رنگ ہر وقت موجود رہتی ہے۔ وہ اس سکارپین رنگ کی مدد سے کسی بھی آدمی کو بے ہوش اور ہلاک کر سکتا ہے اور وہ ایسا سینکڑوں بار کر چکا ہے۔ اسے کوئی جانتا بھی نہیں۔ میں اسے عمران کے فلیٹ پر بھیج دوں گا۔ عمران لازماً اس کی شخصیت اور وجاہت کی وجہ سے اس سے ملاقات پر آمادہ ہو جائے گا اور والٹرہڈسن جیسے ہی عمران سے مصافحہ کرے گا سکارپین رنگ کی مدد سے ایک لمحے میں وہ بے ہوش جائے گا۔ اس کے باورچی کو گولی بھی ماری جا سکتی ہے یا بے ہوش کیا جا سکتا ہے

اور پھر عمران کو وہاں سے اٹھا کر سیرے ایک خصوصی اڈے پر پہنچا دیا جائے گا جہاں آپ اس سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں"...... ماسٹر نے کہا۔

" تجویز تو تمہاری ٹھیک ہے۔ لیکن کیا وہ والٹرہڈسن اس میں کامیاب رہے گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں جناب۔ یہ انتہائی سادہ سا کھیل ہے اس لئے عمران اس سادہ کھیل میں شکست کھا جائے گا ورنہ اگر اس کے خلاف کوئی پلاننگ کی گئی تو اس کا نتیجہ الٹ نکلے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" گڈ شو۔ تو تم فوراً حرکت میں آجاؤ۔ میرا فون نمبر نوٹ کر لو۔ مجھے اطلاع دے دینا۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ تمہارے خصوصی اڈے تک ہمارے پہنچنے سے پہلے عمران کو کسی صورت ہوش میں نہیں آنا چاہئے"...... ہاورڈ نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاورڈ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" یہ ماسٹر کون ہے۔ فائل میں تو اس کا نام موجود نہیں ہے"۔ گوسٹی نے پوچھا۔

" فائل میں تو روجر اور انتھونی کے نام ہیں اور میرا ارادہ ان دونوں سے کام لینے کا تھا لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا کیونکہ ان کا تعلق براہ راست ریڈ ایجنسی سے ہے اور اگر عمران کو یہ معلوم ہو چکا

ہے کہ ریڈ ایجنسی اس کے خلاف کام کر رہی ہے تو پھر لامحالہ اس نے ان دونوں کی نگرانی بھی کرائی ہو گی جبکہ ماسٹر کا تعلق کارمن سے ہے اور اس کا گروپ ہر کام کرتا ہے اس لئے اس پر کسی کو شک نہیں پڑے گا جبکہ یہ شخص انتہائی ہوشیار بھی ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اگر یہ کارمن سے متعلق ہے تو اس نے تمہاری بات کیسے مان لی"...... گوسٹی نے کہا۔

"اس کا تعلق بھی ریڈ ایجنسی سے ہے لیکن کارمن میں ریڈ ایجنسی کے ذریعے ، اور تمہیں معلوم ہے کہ کارمن میں ریڈ ایجنسی کے مستقل سیکشن کا انچارج ڈیسان ہے اور ڈیسان کی وجہ سے ماسٹر کی ٹپ مجھے ملی تھی اور ڈیسان نے ہمارے بارے میں اسے پوری طرح بریف کر دیا تھا"...... ہاورڈ نے جواب دیا تو گوسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ماسٹر اس بچگانہ انداز میں عمران کو واقعی اغوا کر لے گا"...... گوسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ عمران کو اگر قابو کیا جا سکتا ہے تو احمقانہ اور بچگانہ انداز میں۔ ورنہ جس قدر عقل کا استعمال بڑھاتے جاؤ گے ویسے ہی عمران ہوشیار ہو جائے گا کیونکہ وہ سپر مائنڈ ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سچوئیشن کو جادو کے

انداز میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جب ہم اس سے پوچھ گچھ کریں تو وہ سچوئیشن ہی تبدیل کر دے"...... گوسٹی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اس لئے تو میں نے ماسٹر کو کہا ہے کہ جب تک ہم وہاں نہ پہنچ جائیں عمران کو ہوش نہ دلایا جائے اور اس کے نچلے جسم کو سکس ون انجکشن سے مکمل طور پر بے حس کر دیا جائے۔ اس طرح یہ سچوئیشن تبدیل کر دینے والا خدشہ ختم ہو جائے گا"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"اب آخری بات کہ کیا عمران واقعی تمہیں بتا دے گا کہ گروپ کہاں ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سب سے مشکل مرحلہ ہے۔ عمران جیسا شخص تشدد پروف ہوتا ہے اور اس سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا اور اس کے لاشعور کو بھی مشین سے چیک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہپناٹزم کے ذریعے اس کے ذہن سے کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ میں عمران سے اپنے مطلب کی معلومات حاصل کر لوں گا"...... ہاورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... گوسٹی نے کہا۔

"ابھی کوئی تفصیل میرے ذہن میں نہیں ہے۔ وہاں حالات کے مطابق بات ہو گی"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہاورڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... ہاورڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ہماری سادہ سی ترکیب سو فیصد کامیاب رہی ہے۔ عمران اس وقت میرے خصوصی اڈے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاورڈ کے ساتھ ساتھ گوسٹی بھی بے اختیار چونک پڑی۔

"کیسے۔ تفصیل بتاؤ"...... ہاورڈ نے کہا۔

"والٹرہڈسن فلیٹ پر گیا۔ اس نے کال بیل بجائی تو عمران کے باورچی سلیمان نے دروازہ کھولا اور وہ اس کی وجاہت اور شخصیت سے بے حد مرعوب ہو گیا۔ عمران فلیٹ پر موجود تھا۔ والٹرہڈسن اندر گیا اور پھر مصافحہ کرتے ہوئے اس نے سکارپین رنگ استعمال کر دی اور عمران فوری طور پر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد والٹرہڈسن نے سلیمان کو بھی ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا۔ میرا گروپ باہر موجود تھا۔ چنانچہ اس عمران کو بے ہوشی کے عالم میں فلیٹ سے اٹھایا گیا اور میرے اڈے پر پہنچا دیا گیا"...... ماسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ ماسٹر۔ تم نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ لیکن تم نے نگرانی کا خیال رکھا تھا یا نہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یس سر۔ ہم نے ہر طرح سے اطمینان بھی کر لیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گڈ شو۔ اب بتاؤ کہ تمہارا اڈا کہاں ہے تاکہ ہم وہاں پہنچ جائیں"...... ہاورڈ نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

"وہاں اڈے پر کون ہو گا"...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"میں خود وہاں موجود ہوں گا جناب۔ آپ تشریف لے آئیں"...... ماسٹر نے کہا۔

"ہم میک اپ میں ہیں اس لئے ہم آپس میں کوڈ طے کر لیں"...... ہاورڈ نے کہا اور دوسری طرف سے یس کہنے پر ہاورڈ نے کوڈ طے کئے اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ گوسٹی۔ لیکن پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اسلحہ وغیرہ ساتھ لے لو۔ وہاں کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے کار عمران کے فلیٹ کے پاس روکی اور نیچے اتر کر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے روجر اور انتھونی کے بارے میں رپورٹ دینے کے لئے فلیٹ پر فون کیا لیکن کسی نے فون اٹھایا ہی نہیں حالانکہ ٹائیگر جانتا تھا کہ اگر عمران صاحب موجود نہ ہوں تو سلیمان بہرحال فون اٹنڈ کرتا ہے۔ اس نے ٹرانسمیٹر بھی استعمال کیا لیکن ٹرانسمیٹر کی کال بھی اٹنڈ نہ کی گئی تو ٹائیگر کار لے کر خود صورت حال معلوم کرنے یہاں پہنچ گیا تھا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ دروازہ ہمیشہ بند رکھا جاتا ہے۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا اور چند لمحوں بعد اس نے کچن میں بے ہوش پڑے ہوئے سلیمان کو دیکھ لیا۔ عمران فلیٹ میں موجود نہیں تھا۔ ٹائیگر تیزی سے سلیمان کی طرف بڑھا۔ اس نے اسے سیدھا کیا اور پھر

اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ کیونکہ اس نے اس کی کنپٹی پر موجود سیاہ نشان چیک کر لیا تھا جس سے ظاہر ہو گیا تھا کہ اسے کنپٹی پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔ وہاں ٹرالی موجود تھی جس پر چائے کا ادھورا سامان موجود تھا۔ چند لمحوں بعد جب سلیمان کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے کیونکہ صورت حال واقعی عجیب تھی اور یہ صورت حال اس کے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد اسے اصل صورت حال کا علم ہو جائے۔ اسی لمحے سلیمان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"سلیمان۔ سلیمان۔ میں ٹائیگر ہوں۔ کیا ہوا تمہیں کس نے بے ہوش کیا ہے۔ عمران صاحب کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے جھک کر سلیمان کو جھنجھوڑتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا تو سلیمان ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"صاحب۔ صاحب سٹنگ روم میں تھے۔ کیا ہوا۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ آدمی والٹر ہڈسن"...... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایک ایکریمین آدمی والٹر ہڈسن آیا تھا۔ میں اسے صاحب کے پاس سٹنگ روم میں چھوڑ کر یہاں کچن میں آیا تا کہ چائے تیار کروں کہ اچانک میں نے سٹنگ روم میں کسی کے گرنے کی آواز سنی۔

ابھی میں چونک کر باہر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ وہ والٹرہڈسن کچن میں داخل ہوا اور اس نے میری کنپٹی پر ضرب لگا دی۔ اس کے بعد اب مجھے ہوش آیا ہے۔ صاحب کہاں ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ باس کو اغوا کیا گیا ہے۔ جلدی بتاؤ کیا حلیہ تھا اس والٹرہڈسن کا"...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں کہا تو سلیمان نے اسے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ حلیہ بتاتا جا رہا تھا ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے چلے جا رہے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ واقعی والٹرہڈسن ہے ماسٹر کے گروپ کا۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سلیمان اسے آوازیں دیتا رہ گیا لیکن وہ تیزی سے بھاگتا ہوا بیک وقت دو دو سیڑھیاں اترتا نیچے پہنچا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے برائٹ لائٹ کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

برائٹ لائٹ کلب کا مالک اور مینجر ماسٹر تھا جو کارمن نژاد تھا اور اسلحے کی اسمگلنگ اور ایسے ہی دوسرے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ والٹر ہڈسن اس کا خاص آدمی تھا اور پیشہ ور قاتل تھا۔ اسے سکارپین کہا جاتا تھا کیونکہ وہ دوسروں کو گولی یا خنجر سے ہلاک نہیں کرتا تھا بلکہ اس کے پاس ایک مخصوص انگوٹھی تھی جسے وہ انگلی میں پہن لیتا اور انگوٹھی میں وہ زہر یا بے ہوش کرنے والی دوا بھر لیتا اور پھر جب وہ اپنے شکار سے ہاتھ ملاتا تو یہ زہر یا بے ہوش کر دینے والی دوا فوری

طور پر اس کے شکار کے ہاتھ میں انجیکٹ ہو جاتی تھی جس سے اس کا شکار ہلاک یا بے ہوش ہو جاتا تھا اور سلیمان نے نہ صرف والٹرہڈسن کا نام لیا تھا بلکہ اس نے جو حلیہ بتایا تھا وہ سو فیصد والٹرہڈسن کا تھا کیونکہ وہ انتہائی وجیہہ اور شاندار شخصیت کا مالک تھا اور ایکریمین تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی بھی یہ شک نہ کر سکتا تھا کہ یہ آدمی جرائم پیشہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اسے دیکھنے والے اسے لارڈ سمجھتے تھے اور عمران کے فلیٹ سے غائب ہونے کا مطلب تھا کہ والٹرہڈسن نے اپنے مخصوص انداز میں انہیں بے ہوش کیا اور پھر اپنے ساتھیوں کی مدد سے وہ انہیں اغوا کر کے لے گیا ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد کار برائٹ لائٹ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور ٹائیگر اسے سیدھا مین گیٹ کی طرف لے گیا۔ اس نے پارکنگ میں کار روکنے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔ یہاں چونکہ وہ اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے یہاں کا عملہ اس سے پوری طرح واقف تھا۔ حتیٰ کہ ماسٹر بھی اس کا خاصا بے تکلف دوست تھا۔ ٹائیگر نے کار مین گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ماسٹر موجود ہے آفس میں"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر پر موجود نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ چیف تو کہیں گئے ہوئے ہیں اور بتا کر بھی نہیں گئے"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ ٹائیگر سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔

"اس کی عادت ہے کہ کسی نہ کسی کو بتا کر جاتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہو سکتا ہے کہ راتھر کو بتا کر گئے ہوں"...... نوجوان نے کہا۔

"اچھا والٹر ہڈسن کہاں ملے گا۔ میں نے اسے ایک بڑا کام دینا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ تو جی کل آپ کو مل سکے گا"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔ اس کے لہجے میں شرارت تھی۔

"کیوں۔ آج کیا ہوا"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے چیف ماسٹر کا کوئی بڑا کام کیا ہے اور سنا ہے کہ چیف نے اسے بہت بڑا انعام دیا ہے اس لئے آج وہ جشن منا رہا ہے"۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"کہاں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر خاموشی سے کاؤنٹر مین کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اوہ۔ جناب۔ اس کی کیا ضرورت تھی۔ ہم تو ویسے ہی آپ کے خادم ہیں۔ پلیز میرا نام نہ لیں ورنہ وہ مجھے ڈانٹے گا۔ ہڈسن کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل میں دو لڑکیوں سمیت موجود ہے اور شراب کا سٹاک بھی اس نے کمرے میں کر رکھا ہے اس لئے اب ایک دو روز بعد ہی وہ باہر آئے گا"...... کاؤنٹر مین نے سرگوشی کرنے والے انداز

میں کہا۔

"اس نے ماسٹر کا کیا کام کیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"پتہ نہیں جناب۔ سنا یہی ہے کہ کوئی بڑا کام کیا ہے"۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بائیں سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اسسٹنٹ مینجر راتھر کا آفس تھا۔ اسے بہرحال یہ بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ عمران صاحب کو بے ہوش کر کے اغوا کرنے کا کام ماسٹر کے کہنے پر ہوا ہے لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ ماسٹر نے ایسا کیوں اور کس کے کہنے پر کیا ہے اور اب وہ کہاں ہے اور یہی بات وہ سوچتا ہوا راتھر کے آفس میں داخل ہوا تو لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا مالک راتھر اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹائیگر تم۔ آؤ۔ آؤ"...... راتھر نے اٹھ کر بڑے بااخلاق لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر کو اس کے لہجے کے کھوکھلے پن کا احساس ایک لمحے میں ہو گیا تھا۔

"ماسٹر کہاں ہے راتھر"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"چیف اپنے کسی ذاتی کام کے لئے گئے ہوئے ہیں اور بتا کر نہیں گئے۔ آؤ بیٹھو۔ کیا پینا پسند کرو گے۔ چلو آج چیف نہیں ہیں تو کم از کم تمہاری زیارت تو ہو گئی ہے"...... راتھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو راتھر۔ تم مجھے بہت اچھی طرح جانتے ہو۔ میں نے ابھی اور اسی وقت ماسٹر سے ملنا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم مجھے بتا دو کہ وہ کہاں ہے ورنہ دوسری صورت میں تمہیں بہرحال بتانا تو پڑے ہی گا"...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مجھے۔ راتھر کو"...... راتھر نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے چٹاخ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا اور راتھر منہ پر ٹائیگر کا زوردار تھپڑ کھا کر چیختا ہوا سائیڈ پر گرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اس کی گردن پکڑی اور ایک جھٹکے سے اسے گھسیٹ کر سائیڈ پر لے آیا اور پھر اس سے پہلے کہ راتھر سنبھلتا اس نے اس کا بڑا سا سر پوری قوت سے سائیڈ دیوار پر دے مارا۔

"بتاؤ ورنہ کھوپڑی توڑ دوں گا۔ بتاؤ"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ ضرب اتنی زوردار تھی کہ ٹائیگر کے ہاتھوں میں جدوجہد کے لئے تڑپتے ہوئے راتھر کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا تھا اور اسی لمحے ٹائیگر نے اس کا سر دوسری بار پوری قوت سے دیوار سے ٹکرا دیا۔

"بولو۔ بولو۔ ورنہ اس بار کھوپڑی توڑ دوں گا۔ بولو کہاں ہے ماسٹر"...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پوائنٹ تھری پر۔ سپیشل پوائنٹ پر"...... راتھر کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے بغیر راتھر کی مرضی کے خودبخود اس کے منہ سے پھسل کر باہر نکل رہے ہوں۔

"کہاں ہے سپیشل پوائنٹ۔ بتاؤ"...... ٹائیگر کی سرد مہری مزید بڑھ گئی تھی۔

"مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ تم ماسٹر کو نہیں بتاؤ گے"...... راتھر نے رک رک کر کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی نیم غنودگی کے عالم میں بول رہا ہو اور ٹائیگر اس کی وجہ سمجھتا تھا کہ دو بار دیوار سے سر ٹکرانے کے بعد اس کی ذہنی کیفیت دھماکوں کی زد میں ہو گی۔

"بولو۔ سب کچھ بتا دو۔ جلدی"...... ٹائیگر نے اسے ایک صوفے پر دھکیلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر راتھر کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"سپیشل پوائنٹ لارج کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک ہے۔ وہاں حفاظت کے جدید ترین انتظامات ہیں۔ ماسٹر وہاں گیا ہوا ہے"...... راتھر نے کہا۔

"کیوں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"مم۔ مجھے واقعی نہیں معلوم۔ صرف چیف نے اتنا بتایا تھا جو میں نے تمہیں بتا دیا ہے"...... راتھر نے کہا تو ٹائیگر نے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے راتھر کی کھوپڑی کئی ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر صوفے اور قالین پر بکھرتی چلی گئی لیکن راتھر بے چارہ دوبارہ چیخ مارنے سے بھی محروم رہ گیا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی

دیر بعد وہ دوسری منزل کے کمرہ نمبر اٹھارہ کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے دروازے پر ہاتھ مارا۔

" کون ہے"...... اندر سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" دروازہ کھولو والٹر۔ میں راتھر ہوں مینجر"...... ٹائیگر نے راتھر کی آواز اور لہجے میں کہا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر والٹر ہڈسن جینز کی پینٹ اور شرٹ پہنے کھڑا تھا۔ ٹائیگر اسے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ ٹائیگر تم۔ مگر کیا مطلب"...... والٹر نے پیچھے ہٹتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے عمران صاحب کے فلیٹ میں جا کر انہیں بے ہوش کیا اور پھر اغوا کرایا تم نے"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کون ہے ڈیئر۔ کون ہے"...... اسی لمحے اندرونی کمرے سے دو نوجوان اور خوبصورت لڑکیوں نے تیزی سے بیرونی راہداری میں آتے ہوئے کہا لیکن پھر ٹائیگر کو دیکھ کر وہ دروازے پر ٹھٹھک کر رک گئیں۔

" تم۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... والٹر نے کہا لیکن اسی لمحے ٹائیگر کا ہاتھ جیب سے باہر آیا۔ اس کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور والٹر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ دونوں لڑکیاں چیختیں ٹائیگر نے ٹریگر دبا دیا اور دونوں لڑکیاں اچھل کر نیچے جا گریں۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس کے

ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلب سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے لارج کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ ماسٹر نے آخر یہ حرکت کس کے کہنے پر کی ہے کیونکہ آج سے پہلے ماسٹر نے کبھی ملکی معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ اس کی فیلڈ جرائم اور جرائم پیشہ افراد تک ہی محدود رہی تھی۔ لیکن اب اس نے یکلخت نہ صرف عمران صاحب پر ہاتھ ڈال دیا تھا بلکہ وہ خود بھی اس سپیشل پوائنٹ پر موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار لارج ویو کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس نے کوٹھی نمبر ایک سو ایک کو ٹریس کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ ٹائیگر نے ایک طرف کر کے کار روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ سڑک کراس کر کے سامنے گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ کوٹھی کی عقبی طرف جانا چاہتا تھا تاکہ عقبی طرف سے اندر کود کر وہ صورت حال کو چیک کر سکے لیکن پھر جیسے ہی وہ گلی کے اختتام پر پہنچ کر مڑا اچانک اس کے سر پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ٹائیگر بے اختیار چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ اس کی کھوپڑی پر ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ہاورڈ نے کار کوٹھی کے سامنے جا کر روکی اور پھر تین بار ہارن دیا تو پھاٹک کی سائیڈ کھلی اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"کرنل کارٹر اس کوٹھی میں رہتے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یس سر"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جا کر ان سے کہو کہ کرنل روڈی اور ان کی مسز آئی ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں"...... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ہاورڈ کار اندر لے گیا۔ پورچ میں سرخ رنگ کی ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ ہاورڈ نے کار روکی اور پھر وہ اور گوسٹی دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے سیڑھیوں سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نیچے آ گیا۔ وہ کارمن نژاد تھا۔ اس کے چہرے پر سختی اور

سفاکی کے تاثرات موجود تھے اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس کے سر کے بال پیچھے کی طرف مڑے ہوئے تھے۔

"میرا نام ماسٹر ہے"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ہاورڈ ہوں اور یہ گوسٹی"...... ہاورڈ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پہلے اس نے ماسٹر سے مصافحہ کیا اور پھر گوسٹی نے۔

"کوڈز کی وجہ سے معاملات درست رہے ہیں۔ آئیے"...... ماسٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"وہ عمران کس حالت میں ہے"...... ہاورڈ نے قدرے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"وہ اور اس کا ساتھی دونوں بے ہوش ہیں"...... ماسٹر نے کہا تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"ساتھی۔ کیا مطلب"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا۔

"اس کا ایک ساتھی ہے ٹائیگر۔ جو زیر زمین دنیا کا مشہور غنڈہ ہے۔ وہ اچانک کوٹھی کے باہر نظر آ گیا تو ہم الرٹ ہو گئے اور پھر وہ جیسے ہی عقبی سائیڈ پر آیا تو اس کے سر پر ضربیں لگا کر بے ہوش کر دیا گیا"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گیا کہ عمران یہاں ہے"...... ہاورڈ نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ نہیں جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ ٹائیگر کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ صرف عمران کا ساتھی ہے۔ پرائیویٹ

ساتھی۔ یہ ہمارا اسپیشل پوائنٹ ہے۔ ہم نے یہاں بے حد جدید حفاظتی نظام نصب کیا ہوا ہے۔ آپ لارج کالونی میں داخل ہوئے تو ہم نے آپ کو چیک کر لیا۔ میں نے آپ کے آنے سے پہلے تمام چیکنگ کر لی ہے۔ ٹائیگر عمران کے فلیٹ پر پہنچا اور وہاں سے اس نے عمران کے باورچی کو ہوش دلایا جسے والٹر ہڈسن نے بے ہوش کیا تھا۔ وہاں سے اسے شاید والٹر ہڈسن کا حلیہ معلوم ہوا۔ چونکہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اس لئے وہ والٹر ہڈسن سے اچھی طرح واقف تھا۔ چنانچہ وہ سمجھ گیا کہ والٹر ہڈسن نے عمران کو اغوا کیا ہے۔ وہ وہاں سے نکل کر سیدھا میرے کلب پہنچا۔ وہاں میں تو موجود نہیں تھا۔ اس نے میرے مینجر راتھر کو گھیر لیا جہاں سے اسے یہاں کے بارے میں علم ہوا۔ اس نے راتھر کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا۔ پھر وہ والٹر ہڈسن کے پاس پہنچا۔ والٹر ہڈسن دو لڑکیوں سمیت کمرے میں موجود تھا۔ اس نے والٹر ہڈسن اور دونوں لڑکیوں کو ہلاک کیا اور پھر کار لے کر سیدھا یہاں آگیا اور یہاں آکر پکڑا گیا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ یہاں پاکیشیا کی پوری فوج بھی کیوں نہ آ جائے کوٹھی کے اندر ہماری مرضی کے بغیر داخل نہیں ہو سکتی اور نہ یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی ٹارچنگ روم نیچے تہہ خانے میں ہے جو مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ آپ اطمینان سے عمران سے جو پوچھنا چاہیں پوچھ سکتے ہیں باقی رہا ٹائیگر۔ تو اس کو بہرحال ہم نے گولی مارنی ہے۔ میں تو پہلے ہی

مارنا چاہتا تھا لیکن پھر میں اس لئے رک گیا کہ شاید آپ اس سے بھی کچھ پوچھنا چاہیں"...... ماسٹر نے کہا۔

"بہرحال دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھ گچھ کے چکر میں رہیں اور سیکرٹ سروس یہاں دھاوا بول دے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں جناب۔ سب اوکے ہے۔ آپ اطمینان سے پوچھ گچھ کریں یہ میری گارنٹی ہے"...... ماسٹر نے کہا تو ہاورڈ کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو کرسیوں پر عمران اور ایک نوجوان راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

"یہ ہے عمران کا ساتھی۔ کیا نام بتایا تھا تم نے"...... ہاورڈ نے عمران کے ساتھ والی کرسی پر موجود نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ کیا تمہارے پاس راسٹرم ایکس وی انجکشن موجود ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کیسے انجکشن ہیں اور ان کا آپ نے کیا کرنا ہے"۔ ہاورڈ نے چونک کر کہا۔

"یہ لوگ حد درجہ تیز اور فعال لوگ ہیں۔ گو تم نے انہیں راڈز میں جکڑ رکھا ہے لیکن ایسے راڈز ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان سے پوچھ گچھ بھی انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے ان کے جسموں میں یہ انجکشن لگائے جاتے ہیں۔ ان انجکشنوں کی وجہ سے ان کے جسم مکمل

طور پر بے حس و حرکت ہو جائیں گے۔ یہ صرف بول سکیں گے، سن سکیں گے، سوچ سکیں گے اور سر اور گردن کو حرکت دے سکیں گے ورنہ یہ مکمل طور پر مفلوج ہو جائیں گے۔ اس طرح ہی ان خطرناک لوگوں کو قابو میں رکھا جا سکتا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں منگواتا ہوں یہ انجکشن"...... ماسٹر نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا جبکہ ہاورڈ اور گوسٹی دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ وہاں تہہ خانے میں ماسٹر کے دو مسلح افراد موجود تھے لیکن وہ عقبی دیوار کے ساتھ پشت لگائے خاموش کھڑے تھے۔

" یہ عمران شکل سے کس قدر معصوم دکھائی دیتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ ذہنی طور پر چھوٹا سا بچہ ہو"...... گوسٹی نے کہا۔

" ہاں۔ اسی لئے تو اسے معصوم عفریت کہا جاتا ہے۔ ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ماسٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا۔

" یہ انجکشن ہیں۔ دیکھیں"...... ماسٹر نے ڈبے کو ہاورڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ہاں بالکل۔ اب یہ بتاؤ کہ اس عمران کو کس چیز سے بے ہوش کیا گیا تھا"...... ہاورڈ نے کہا۔

" والٹر ہڈسن نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے اپنی مخصوص انگوٹھی میں ریپالٹ فل کی تھی جو عمران کے ہاتھ ملانے سے اس کے ہاتھ میں انجیکٹ ہو گئی تھی اور میں نے اس کی بات سن کر اینٹی ریپالٹ

منگوا کر یہاں رکھ لیا ہے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ پہلے اسے اینٹی ریپالٹ انجیکٹ کرو۔ جب یہ ہوش میں آنے لگے تو پھر اس کے بازو میں انجکشن لگا دو اور دوسرے کو کیسے بے ہوش کیا گیا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

" اسے تو سر پر ضربیں لگا کر بے ہوش کیا گیا تھا لیکن اسے بھی آپ انجکشن لگائیں گے"...... ماسٹر نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ اسے تم پہلے انجکشن لگا دو۔ بہرحال یہ عمران کا ساتھی ہے اور عمران کا ساتھی بھی کم خطرناک نہیں ہو سکتا"...... ہاورڈ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ابھی ہو جاتا ہے یہ سب کچھ"...... ماسٹر نے کہا تو ہاورڈ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

عمران کے تاریک ذہن پر پہلے روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا اور پھر یہ روشنی تیزی سے بڑھتی چلی گئی اور پھر اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار چونک کر اٹھنا چاہا لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کے ذہن میں دھماکہ ہوا کہ اس کا جسم مکمل طور پر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ منظر کسی فلمی منظر کی طرح گھوم گیا جب وہ اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ کوئی والٹر ہڈسن اندر آیا اور عمران نے جیسے ہی اس سے مصافحہ کیا تو اس کے ہاتھ میں سوئی سی چبھی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن کیمرے کے شٹر کی طرح یکلخت بند ہو گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تھا۔ اس نے بے اختیار آنکھیں پھاڑیں اور دوسرے لمحے چونک پڑا کیونکہ سامنے کرسیوں پر ایک عورت اور دو مرد بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ان کے پیچھے دیوار کے ساتھ دو مشین گن بردار افراد کھڑے تھے۔ عمران ان

تینوں کو نہیں پہچانتا تھا۔ البتہ اس نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ عورت اور ایک مرد ایکریمین تھے جبکہ دوسرا مرد کارمن نژاد تھا اور عقبی دیوار کے ساتھ جو دو مسلح افراد موجود تھے وہ مقامی تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بائیں طرف کراہ کی آواز سنی تو اس نے سر گھمایا تو اس کے ذہن میں بے اختیار دھماکے ہونے لگے کیونکہ اس کے ساتھ ہی راڈز میں جکڑا ہوا ٹائیگر بھی موجود تھا اور وہ کراہتا ہوا ہوش میں آرہا تھا۔

"تمہیں ہوش آگیا علی عمران"...... اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر کرسی کی طرف دیکھا۔

"اگر تم اسے ہوش کہتے ہو کہ آدمی کا صرف سر ہی حرکت کر سکے تو پھر واقعی میں ہوش میں آگیا ہوں لیکن آپ صاحبان کون ہیں اور کیوں یہاں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ماسٹر تم"...... اچانک ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ تم نے درست پہچانا ہے"...... کارمن نژاد آدمی نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

"میرا نام ہاورڈ ہے اور یہ میری بیوی ہے گوسٹی اور ہمارا تعلق ریڈ ایجنسی سے ہے"...... اس مرد نے جو پہلے بھی بولا تھا. بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ریڈ ایجنسی۔ کیا مطلب۔ کیا اب ایجنسیاں بھی رنگین ہونے

لگ گئی ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ہاورڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

" علی عمران ۔ تمہارے جسم کو راسٹرم ایکس وی انجکشن لگا کر ہم نے مکمل طور پر مفلوج کر دیا ہے۔ اب تم لاکھ کوشش کرو سوائے سر اور گردن کے اور کسی چیز کو حرکت نہیں دے سکتے اور مجھے معلوم ہے کہ تم اپنی بے پناہ ذہنی قوت کے ارتکاز سے بھی اپنے مفلوج جسم کو حرکت میں لا سکتے ہو۔ اس لئے میں نے خصوصی طور پر راسٹرم ایکس وی انجکشن کی فل ڈوز تمہیں انجیکٹ کرائی ہے۔ اب تمہاری ذہنی قوت بھی تمہارے جسم کو حرکت میں نہ لا سکے گی"...... ہاورڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گڈ شو۔ بڑے عرصے بعد کوئی ایسا آدمی تو ملا جو سائنس دان ہونے کے باوجود ایجنٹ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں سائنس دان نہیں ہوں۔ یہ اعزاز صرف تمہارے پاس ہے کہ تم سائنس دان بھی اور سیکرٹ ایجنٹ بھی۔ لیکن مجھے بہرحال ایسی چیزوں کے بارے میں تفصیل سے علم ہے اور تمہارے بارے میں تو یوں سمجھو کہ میں نے پی ایچ ڈی کیا ہے۔ تمہاری تمام خصوصیات کا مجھے بخوبی علم ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

" اچھا۔ حیرت ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی میری ان رگوں سے واقف نہیں ہے جو زبردستی بن گئی ہیں۔ بہرحال یہ تو بتاؤ کہ میں یہاں پہنچا کیسے"...... عمران نے کہا۔

" تمہیں بے ہوش کر کے اغوا کرنا دنیا کا سب سے کٹھن کام تھا

لیکن اس ماسٹر نے یہ مرحلہ آسانی سے طے کر لیا۔ اس کی تفصیل تمہیں ماسٹر بتائے گا"...... ہاورڈ نے کہا تو ماسٹر نے والٹر ہڈسن کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" وہ والٹر ہڈسن کہاں ہے۔ میں اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں جس نے اس خوبصورت انداز میں مجھے ٹریپ کر لیا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہارے اس ساتھی ٹائیگر نے اسے ہلاک کر دیا ہے"۔ ماسٹر نے جواب دیا۔

" اوہ۔ ٹائیگر تم یہاں کیسے پہنچے۔ کیا ہوا تھا"...... عمران نے گردن موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے فون اور ٹرانسمیٹر کالز کا جواب نہ ملنے پر فلیٹ پر خود جانے اور وہاں بے ہوش پڑے سلیمان کو ہوش میں لانے سے لے کر یہاں تک آنے اور پھر عقبی گلی میں آتے ہی اس کے سر پر لگنے والی ضربوں سے بے ہوش ہونے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

" اوکے ۔ ماسٹر اور والٹر ہڈسن نے واقعی حیرت انگیز انداز میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس سادہ سے انداز میں مجھے بے ہوش کر کے اغوا کیا جا سکتا ہے لیکن پرابلم کیا ہے۔ میں نے کیا قصور کیا ہے کہ مجھے اس طرح اغوا کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا تو ہاورڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم نے مسلم کرنسی کی منصوبہ بندی کرنے والے گروپ کو

کسی خفیہ جگہ پر پہنچایا ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ اب وہ محفوظ ہو چکے ہیں"...... ہاورڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ گروپ کو میں نے چھپایا ہے لیکن میری اتنی ہمت کہاں۔ یہ گروپ تو ویسے بھی پاکیشیا سے باہر کسی مسلم ملک میں موجود ہے۔یہاں تو ایک بھی ماہر ایسا نہیں ہے جو اس گروپ میں شامل ہو سکے"...... عمران نے کہا تو ہاورڈ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم نے ریڈ ایجنسی کو عام سی ایجنسی سمجھ لیا ہے تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ اس گروپ کے ایک ممبر ڈاکٹر آغا نے پاکیشیا سے فون کال کی جو کیچ کر لی گئی اور دوسرے ممبر ڈاکٹر احسان نے ایک ٹرانسمیٹر کال کی تو اسے بھی کیچ کر لیا گیا۔ گو ہم اس فون کا نمبر یا لوکیشن اور ٹرانسمیٹر کال کی فریکونسی تو معلوم نہیں کر سکے لیکن بہرحال یہ بات طے ہو گئی کہ یہ دونوں ممبرز پاکیشیا میں موجود ہیں اور اس بات پر کہ ہم باوجود جدید ترین مشینری کے فون کا نمبر اور لوکیشن چیک نہیں کر سکے اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کی فریکونسی چیک کر سکے۔ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے تمہاری شخصیت موجود ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس پوری دنیا میں اکیلا میں ہی عقلمند رہ گیا ہوں مسٹر ہاورڈ۔ موجودہ دور میں ڈاجنگ مشینری کا استعمال سب سے زیادہ ہو رہا ہے۔ کال کسی اور ملک سے کی جا رہی ہوتی ہے لیکن چیکنگ مشینری وہی جگہ دکھاتی ہے جسے دکھانا مقصود ہو۔ میرا

مطلب ہے فرض کیا کال تو شوگران سے کی جا رہی ہے لیکن چیکنگ مشینری اسے پاکیشیا سے ظاہر کر دے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ پاکیشیا کو کسی ڈاجنگ مشینری کے ذریعے خاص طور پر ظاہر کیا جا رہا ہے"...... ہاورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا بھی ہے تو ظاہر ہے سوائے تمہارے اور کوئی اس قدر گہرائی میں نہیں سوچ سکتا۔ اس لئے چاہے یہ گروپ پاکیشیا میں ہے یا کسی اور مسلم ملک میں تمہیں بہرحال اس کے بارے میں علم ہے اور اب تم نے ہمیں سب کچھ بتانا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"لیکن میرا جسم تو بے حس و حرکت ہے۔ میں کیسے بتا سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"عمران میرے دل میں تمہاری بے حد عزت اور احترام ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ تم پر کسی طرح کا بھی تشدد کیا جائے اور میں نے بھی صرف ریڈ ایجنسی کو رپورٹ دینی ہے۔ تم اگر وہ جگہ بتا دو گے جہاں یہ ماہرین موجود ہیں تو میں اس بارے میں رپورٹ دے کر فارغ ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد ریڈ ایجنسی کا چیف جانے اور اس کا کام۔ تمہیں بھی بہرحال اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ تمہارے پاس مقابلے کا وقت بھی ہو گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس دوران انہیں کسی اور جگہ شفٹ کر دو لیکن میرا ٹاسک ختم ہو

چکا ہو گا۔ مجھے بہرحال اس بارے میں کوئی پریشانی نہیں ہو گی"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"ایک بات ہے۔ مجھے درحقیقت تم پر رشک آ رہا ہے۔ تم شاید حضرت آدم سے لے کر اب تک جتنے بھی مرد اس دنیا میں آئے ہیں سب سے خوش قسمت مرد ہو"...... عمران نے کہا تو ہاورڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم نے کیسی باتیں شروع کر دیں"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا۔

"تمہاری بیوی محترمہ گوسٹی اب تک خاموش بیٹھی ہوئی ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی خاتون اتنے طویل عرصے تک خاموش رہ سکے۔ اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم دنیا کے خوش قسمت ترین مرد ہو یا دوسرے لفظوں میں شوہر ہو"...... عمران نے جواب دیا تو ہاورڈ بے اختیار ہنس پڑا جبکہ اس بار گوسٹی بھی مسکرا دی تھی۔ البتہ وہ ماسٹر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ میری بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ ریڈ ایجنٹ بھی ہے اس لئے اسے معلوم ہے کہ کب بولنا ہے اور کب نہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"باس۔ ہمیں کسی نہ کسی طرح حرکت میں آنا چاہئے"۔ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے مقامی زبان میں کہا۔

"تم حرکت میں بھی آ جاؤ تب بھی تمہیں تو ہلاک ہونا پڑے گا

ٹائیگر۔ کیونکہ تم نے راتھر اور والٹر ہڈسن کو ہلاک کیا ہے"۔ اچانک ماسٹر نے کہا۔ وہ چونکہ مقامی زبان سمجھتا تھا اس لئے وہ ٹائیگر کی بات کو سمجھ گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا بات کر رہے ہو"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا تو ماسٹر نے اسے تفصیل بتا دی۔

"یہ تمہارا ساتھی احمق ہے اسے راسٹرم ایکس وی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ بہرحال اب تم بتا دو کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہاورڈ اور گوسٹی۔ تمہارا بے حد شکریہ کہ تم نے ہمارے ساتھ انتہائی مہذبانہ اور شریفانہ سلوک کیا ہے ورنہ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو کوڑے سے کم پر بات نہ ہوتی۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ وہ گروپ پاکیشیا میں بھی نہیں ہے اور نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔ کیونکہ میری دلچسپی ٹرانس کارس کانفرنس تک تھی اور بس۔ ورنہ اگر میری دلچسپی مزید ہوتی تو تم دونوں جیسے ہی پاکیشیا میں داخل ہوتے مجھے اطلاع مل جاتی اور پھر ماسٹر اور والٹر ہڈسن بھی وہ کچھ نہ کر سکتے تھے جو یہ کر لینے میں کامیاب ہوئے ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری عمران۔ بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ یہ گروپ یہاں پاکیشیا میں ہی موجود ہے اور تم اس کے بارے میں جانتے ہو۔ اس لئے انکار کا کوئی فائدہ نہیں ہے"...... ہاورڈ کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"مسٹر ہاورڈ۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں تو تم میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ میں مکمل طور پر بے حس و حرکت ہوں اس لئے تم جس وقت چاہو مجھے گولی مار سکتے ہو۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے کہ گروپ کہاں ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ بہرحال وہ پاکیشیا میں نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر"...... ہاورڈ نے یکلخت ساتھ بیٹھے ہوئے ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس"...... ماسٹر نے چونک کر کہا۔

"عمران کے ساتھی کو گولی مار دو"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یس سر"...... ماسٹر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ رک جاؤ"...... عمران نے کہا تو ہاورڈ نے ہاتھ اٹھا کر ماسٹر کو روک دیا۔

"اب تم زیادتی پر اتر آئے ہو ہاورڈ۔ اس لئے جو کچھ کرنا سوچ سمجھ کر کرنا۔ اس کے بعد صورت حال تبدیل ہو سکتی ہے جو یقیناً تمہارے حق میں بہتر نہیں ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"سوری عمران۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو گے اور میں رپورٹ دے کر فارغ ہو جاتا۔ لیکن تم نے تعاون سے انکار کر دیا ہے اور میں نے بہرحال اپنا ٹاسک مکمل کرنا ہے اور یہ بھی سن لو کہ تم خود بھی بہت بڑے ایجنٹ ہو لیکن ریڈ ایجنسی

کے لوگ بھی کسی طرح تم سے کم نہیں ہیں۔ مجھے تمہاری زبان کھلوانے کے ایک ہزار ایک طریقے آتے ہیں لیکن میں دراصل ایسا چاہتا نہیں ہوں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"بے حد شکریہ ہاورڈ۔ البتہ یہ بتا دو کہ تمہارا چیف ڈکسن کتنے ایجنٹوں کی موت برداشت کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا۔

"بڑی آسانی سے سمجھ آنے والی بات ہے کہ جب تم میری زبان پر یقین نہیں کر رہے تو لامحالہ تم نے اپنا طریقہ استعمال کرنے کی کوشش کرنی ہے اور اس کے نتیجے میں صورت حال کچھ بھی ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر فائر کر دو"...... ہاورڈ نے کہا تو ماسٹر نے جو اس دوران دوبارہ کرسی پر بیٹھ چکا تھا یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھا کہ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ماسٹر اور عقبی دیوار کے ساتھ کھڑے دونوں مشین گن بردار چیختے ہوئے فرش پر گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ہاورڈ اور گوسٹی دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی ہاورڈ اور گوسٹی دونوں بری طرح چیختے ہوئے پلٹ کر گرے اور چند لمحوں بعد ہی ساکت ہو گئے۔

"باس۔ باس۔ یہ کیا ہو گیا"...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے

لہجے میں کہا کیونکہ عمران اسی طرح بے حس وحرکت بیٹھا ہوا تھا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ میں تمہیں اس طرح آسانی سے مرنے دیتا"...... عمران نے گردن موڑ کر مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تو ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں کیونکہ عمران جس طرح اٹھا تھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ سرے سے بے حس وحرکت ہی نہ ہوا ہو۔ عمران کے ایک ہاتھ میں زوکا مشین پسٹل موجود تھا۔ چھوٹا سا مشین پسٹل جو انسانی ہتھیلی میں آسانی سے چھپ جاتا تھا لیکن اس کی رینج بھی وسیع تھی اور اس کی گولیاں بھی عام مشین پسٹل سے زیادہ کارگر تھیں۔ عمران اٹھتے ہی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر ان سب کو پھلانگتا ہوا وہ دروازہ کھول کر دوسری طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پوری کوٹھی کا چکر لگا چکا تھا لیکن باہر کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ عمران واپس مڑا اور پھر اس نے کچن سے ایک گلاس اٹھایا، اسے پانی سے بھرا اور غٹاغٹ پانی پی گیا۔ اس نے گلاس کو دوبارہ پانی سے بھرا اور پانی کا یہ گلاس اٹھائے وہ واپس اس کمرے میں آیا جہاں ٹائیگر موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر گلاس ٹائیگر کے منہ سے لگا دیا۔ پھر جیسے ہی پانی ٹائیگر کے حلق سے نیچے اترا ٹائیگر کو اپنے جسم میں حرکت محسوس ہونی شروع ہو گئی۔ عمران نے گلاس اس کے منہ سے ہٹایا اور تیزی سے مڑ کر وہ فرش پر ساکت پڑے ہوئے ہاورڈ اور گوسٹی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے انہیں اٹھا کر دوبارہ کرسیوں پر

ڈال دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے عمران پہلے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔

"باہر سٹور سے رسی کا بنڈل تلاش کر کے لے آؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے ایک بار پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ ہاورڈ اور گوسٹی دونوں کے جسموں سے کوئی خون وغیرہ نہ نکلا تھا لیکن وہ اس طرح بے حس وحرکت تھے جیسے زندہ انسان نہ ہو بلکہ لاشیں ہوں۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کے دو بنڈل موجود تھے۔ عمران نے ان بنڈلوں کی مدد سے ان دونوں کو کرسیوں سے باندھ دیا۔

"ایک مشین گن اٹھاؤ اور ماسٹر اور ان دونوں مقامی آدمیوں کو گولیوں سے اڑا دو"...... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ مرے نہیں ہیں۔ زوکا پسٹل کی فائرنگ کے باوجود ان سب کے جسموں پر سرے سے کوئی زخم ہی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ زوکا پسٹل نہیں ہے۔ زوکا سٹار پسٹل ہے۔ اس میں سے نکلنے والی گولیوں سے ٹرانج گیس فائر ہوتی ہے اور ٹرانج گیس کے بارے میں تم جانتے ہو کہ وہ صرف انتہائی محدود رینج میں کام کرتی ہے لیکن فوری"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ دوسرے لمحے وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک مشین گن اٹھائی اور

دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا تو ماسٹر اور اس
کے دونوں مقامی آدمی چند لمحوں بعد گولیوں سے چھلنی ہو گئے۔
"ان کرسیوں کے رخ موڑ دو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر تیزی
سے آگے بڑھا اور اس نے باورڈ اور گوسٹی دونوں کی کرسیوں کے رخ
دروازے کی طرف کر دیئے۔
"اب تم باہر جا کر ٹھہرو تا کہ کوئی مداخلت نہ کرے"۔ عمران
نے کہا۔
"باس۔ صرف ایک بات بتا دو کہ آپ حرکت میں کیسے آ
گئے"...... ٹائیگر نے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔
"اس احمق نے اپنی طرف سے تو بڑے فخریہ انداز میں راسٹرم
ایکس وی انجکشن کے متعلق بتایا اور واقعی یہ ایسے انجکشن ہیں کہ
کسی طرح بھی ان کے اینٹی انجکشن کے علاوہ انسانی اعصاب حرکت
میں نہیں آ سکتے لیکن ان کا ایک توڑ عام پانی بھی ہے جیسے کہ تم پانی
کا گلاس پینے سے ٹھیک ہو گئے۔ اس طرح میں نے بھی قدرتی پانی پی
لیا تھا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔
"مگر آپ نے تو پانی نہیں پیا"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"اس نے انجکشن کم طاقت کے لگائے تھے تا کہ صرف نچلا جسم
بے حس و حرکت ہو جبکہ گردن اور سر پر اس کا کوئی اثر نہ تھا اور منہ
کے لعاب میں قدرتی طور پر پانی بھی ہوتا ہے جسے انسان ساتھ ساتھ

نگل بھی سکتا ہے اور میں نے اس سے مسلسل باتیں کی تھیں کیونکہ
میں وقت چاہتا تھا۔ چنانچہ گلے میں پیدا ہونے والے لعاب کا قدرتی
پانی تھوڑی تھوڑی مقدار میں اندر جاتا رہا جس کے نتیجے میں جسم میں
حرکت پیدا ہوتی چلی گئی۔ جہاں تک زوکا سٹار پسٹل کا تعلق ہے تو وہ
میری قمیض کے بازو کی کف میں بندھا ہوا تھا اور میرے دونوں ہاتھ
کرسی کے بازوؤں کے اندرونی طرف تھے اور چونکہ ان کے تصور میں
بھی نہ تھا کہ ہمارے جسم حرکت کر سکتے ہیں اس لئے میرے ہاتھوں
کی معمولی سی حرکت کا انہیں احساس تک نہ ہو سکا جبکہ زوکا سٹار
پسٹل میری ہتھیلی میں پہنچ چکا تھا"...... عمران نے کہا۔
"لیکن آپ تو فلیٹ میں موجود تھے۔ کیا آپ یہ پسٹل مستقل طور
پر رکھتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔
"صرف یہ پسٹل ہی نہیں اور بھی بہت سے حربے رکھنے پڑتے
ہیں۔ بہرحال اب تم باہر جاؤ اور باہر کا خیال رکھو"...... عمران نے
کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا کیونکہ
اسے معلوم تھا کہ زوکا گیس کی مدت اثر طویل نہیں ہے اس لئے یہ
دونوں خود ہی دس پندرہ منٹ بعد ہوش میں آ جائیں گے اور پھر وہی
ہوا۔ دس منٹ بعد ہی وہ دونوں کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئے۔
ہوش میں آتے ہی انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسیوں سے
بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئے تھے۔
"تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ کیا تم مافوق

الفطرت ہو"....... یکلخت ہاورڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ماسٹر اور اس کے دونوں آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم گردنیں موڑ کر انہیں دیکھ سکتے ہو لیکن تمہیں اپنے جسم پر کوئی زخم نظر نہیں آئے گا۔ اس طرح تو اصل میں تم مافوق الفطرت ہو کہ تمہیں گولیاں لگیں لیکن تمہیں کوئی زخم بھی نہیں آیا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی حیرت ہے۔ آخر یہ سب کیا ہے۔ یہ سب کیسے ممکن ہے"....... ہاورڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میں نے تم سے اس لئے پوچھا تھا کہ تمہارا چیف ڈکسن کتنے ایجنٹوں کی ہلاکت برداشت کر سکتا کیونکہ میں نے دیکھا تھا کہ تم باوجود انتہائی سمجھ دار ہونے کے میرے ساتھی کو ہلاک کرنے پر تل گئے تھے۔ تم شاید اس طرح مجھ پر نفسیاتی خوف طاری کرنا چاہتے تھے لیکن میں اپنے ساتھیوں کی ہلاکت تو ایک طرف ان کے جسم پر ایک خراش تک بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھے مجبوراً حرکت میں آنا پڑا"....... عمران نے کہا۔

" لیکن کیسے۔ راسٹرم ایکس وی کے باوجود اور پھر پسٹل کہاں سے تمہارے ہاتھ میں آ گیا"....... ہاورڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے وہی تفصیل دوہرا دی جو اس نے ٹائیگر کو بتائی تھی تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں کی آنکھیں پھیلتی ہوئی ان کے کانوں کی حدود سے بھی باہر نکل گئیں۔

" تم۔ تم انسان نہیں ہو۔ کوئی انسان ایسا نہیں کر سکتا۔ نہیں۔ تم انسان ہی نہیں ہو"....... ہاورڈ نے کہا۔

" تمہاری مسز کا کیا خیال ہے"....... عمران نے کہا۔

" مم۔ میرا خیال ہے کہ تم جادوگر ہو۔ مشرق میں جادو کی بابت میں نے سنا ضرور تھا لیکن آج یہ جادو دیکھ بھی لیا ہے"....... گوسٹی نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں نے تمہارے سامنے سائنسی وضاحت کر دی ہے اس کے باوجود تم مشرقی جادو کی بات کر رہی ہو"....... عمران نے کہا۔

" تم جو مرضی آئے کہو۔ لیکن تم بہرحال جادوگر ہو"....... گوسٹی نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" ہاں۔ یہ واقعی جادو ہے کہ تم جیسی خاموش رہنے والی بھی بولنے لگ گئی ہے"....... عمران نے کہا۔

" مجھے اعتراف ہے کہ میں باوجود اپنے تمام حفاظتی اقدامات کے تم سے شکست کھا گیا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو"....... ہاورڈ نے کہا۔

" میں کیا چاہوں گا۔ تم نے صرف مجھے فلیٹ سے اغوا کرایا ہے اور اغوا کرنے والوں کو میرے ساتھی نے ویسے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ تم نے ابھی تک میرے ملک کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا اس لئے میں بھی تمہارے خلاف کوئی اقدام نہیں کروں گا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں ذاتی انتقام نہیں لیا کرتا۔

البتہ میں تمہیں یقین دلا سکتا ہوں کہ ماہرین کا گروپ پاکیشیا میں نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر تم میری بات تسلیم نہ کرو تو تمہاری مرضی اور چونکہ مجھے معلوم ہے کہ ریڈ ایجنٹ بے حد ہوشیار، تیز اور ذہین ہوتے ہیں اس لئے تم یقیناً رسیوں سے نجات حاصل کر لو گے۔ اس لئے میں جا رہا ہوں۔ ہاں البتہ یہ بتا دوں کہ اگر تم نے میرے ملک کے مفاد کے خلاف کوئی اقدام کیا تو پھر شاید تمہیں زمین کی ساتویں تہہ بھی پناہ نہ دے سکے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کر مڑا اور دروازے سے باہر آ گیا۔ ہاورڈ اور گوسٹی دونوں میں سے کسی نے بھی اسے نہ روکا اور نہ روکنے کی کوشش کی۔ عمران کو معلوم تھا کہ یہ بڑی آسانی سے رسیوں سے نجات حاصل کر لیں گے اس لئے اس نے انہیں دانستہ نہیں کھولا تھا۔

"کیا ہوا باس"...... باہر موجود ٹائیگر نے چونک کر عمران سے کہا۔

"کچھ نہیں۔ انہوں نے چونکہ پاکیشیا کے خلاف فی الحال کوئی اقدام نہیں کیا تھا اس لئے میں نے بھی انہیں کوئی سزا نہیں دی"۔ عمران نے کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ یہ رہا ہو کر ضرور کوئی حرکت کریں گے"...... ٹائیگر نے اپنی کار چلاتے ہوئے کہا۔ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ظاہر ہے وہ ریڈ ایجنٹ ہیں حرکت کرنا ان کی ڈیوٹی میں شامل

ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا"۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ٹائیگر نے کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا۔ ان کی جگہ اور ایجنٹ آ جاتے"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

ریڈ ایجنسی کا چیف ڈکسن اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے کئی فائلیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ ان پر کام کرنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف ڈکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... چیف نے کہا۔ البتہ اس کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں۔

"چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سن کر ڈکسن سمجھ گیا کہ پرسنل سیکرٹری نے فون لائن ملا دی ہے۔

"یس سر۔ میں ڈکسن بول رہا ہوں"...... ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چیف ڈکسن۔ مسلم کرنسی کے سلسلے میں کیا پیش رفت کی ہے آپ نے۔ کوئی رپورٹ نہیں دی جبکہ مسلسل اطلاعات مل رہی ہیں کہ اس سلسلے میں تیزی سے کام ہو رہا ہے"...... چیف سیکرٹری کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیسی اطلاعات سر"...... ڈکسن نے چونک کر کہا۔

"ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ تین مسلم ممالک کے مرکزی بینکوں کے گورنرز کی خفیہ میٹنگ ہوئی ہے جس میں ایم سی کے بارے میں کوئی بات چیت کی گئی ہے۔ گو بات چیت کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی لیکن بہرحال یہ بات حتمی ہے کہ یہ بات چیت ایم سی کے بارے میں ہی تھی اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ تینوں کے درمیان ملاقات تارکی کے اسٹیٹ بینک کے گورنر کے کہنے پر ہوئی ہے اور گورنر کو اس ملاقات کے لئے کالنگ کرنے سے پہلے پاکیشیا سے ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان کی کال آئی تھی اور ڈاکٹر احسان کے بارے میں رپورٹ یہ ہے کہ ایم سی کا روح رواں یہی آدمی ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ میری ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ پاکیشیا میں موجود ہیں اور وہ اس گروپ کا سراغ لگانے میں مصروف ہیں۔ جیسے ہی انہیں سراغ ملا وہ انہیں ختم کر دیں گے"...... ڈکسن نے کہا۔

"بہرحال جس قدر جلد ہو سکے ان کا خاتمہ کر دو کیونکہ اگر یہ لوگ کامیاب ہو گئے تو ایکریمیا کا دیوالیہ ہو جائے گا اور معاشی طور پر

ایکریمیا تباہ ہو گیا تو پھر صدیوں تک یہ دوبارہ سپر پاور نہیں بن سکے گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... ڈکسن نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ ہاورڈ اور گوسٹی وہاں نجانے کیا کر رہے ہیں"...... ڈکسن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ فائلوں میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈکسن نے کہا۔

"پاکیشیا سے ہاورڈ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو ڈکسن بے اختیار چونک پڑا۔

"کراؤ بات"...... ڈکسن نے کہا۔

"ہیلو باس۔ میں ہاورڈ بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... چند لمحوں بعد ہاورڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا کر رہے ہو تم وہاں"...... ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ گروپ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے بلکہ پاکیشیا کے علاوہ کسی اور ملک میں کام کر رہا ہے"...... ہاورڈ نے کہا تو ڈکسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں فوراً چیف سیکرٹری کی بات آ گئی کہ ڈاکٹر احسان نے پاکیشیا سے کال کر کے تارکی کے گورنر اسٹیٹ

بینک سے بات کی ہے۔

"کیسے معلوم ہوا تمہیں"...... ڈکسن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا تو ہاورڈ نے عمران کو اغوا کرنے سے لے کر اس کے واپس چلے جانے تک کی پوری تفصیل دوہرا دی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ چونکہ عمران نے کہا ہے کہ گروپ پاکیشیا میں کام نہیں کر رہا اس لئے تم نے اس کی بات پر یقین کر لیا ہے"...... ڈکسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران نے جس انداز میں بات کی ہے باس اس سے یہی لگتا ہے کہ واقعی ایسا ہی ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"جبکہ مجھے تمہاری کال آنے سے پہلے چیف سیکرٹری نے بتایا ہے کہ پاکیشیا سے ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان نے جو کہ مسلم کرنسی کے اس منصوبے کا روح رواں ہے تارکی کے اسٹیٹ بینک کے گورنر سے فون پر بات کی تھی۔ تارکی کے گورنر نے دو ممبر مسلم ممالک کے مرکزی بینکوں کے ماہرین کو بلا کر ان سے ایم سی کے بارے میں تفصیلی بات کی ہے اور تم نے بچوں کی طرح عمران کی بات پر یقین کر لیا۔ عمران دنیا کا سب سے بڑا شاطر ہے۔ سمجھے"...... ڈکسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہو سکتا ہے کہ چیف سیکرٹری کو غلط اطلاع دی گئی ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ چیف سیکرٹری کا اپنا علیحدہ سلسلہ ہے اور وہ لوگ بھی

انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ عمران غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ وہ دراصل ڈاج کرانا چاہتا ہے اور تم نے عمران کو اغوا کر کے اس سے سختی سے پوچھ گچھ کیوں نہیں کی۔ تمہیں ہر صورت میں اس سے اگلوانا تھا کہ گروپ کہاں موجود ہے"...... ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ اچھی طرح جانتے تو ہیں عمران کے بارے میں کہ وہ کس ٹائپ کا آدمی ہے۔ بہرحال اب اس گروپ کو ٹریس کرنے کے لئے عمران سے ہٹ کر دوسرے ذرائع استعمال کرتا ہوں"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"تمہیں میں نے جو فائل دی تھی اس میں روجر اور انتھونی کے گروپوں کا ذکر کیا گیا تھا لیکن تم نے ان سے ہٹ کر ماسٹر گروپ کو استعمال کیا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس سر۔ ماسٹر کارمن نژاد ہے اور اس نے جس سادہ سے انداز میں عمران کو اغوا کرایا اس سے بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ کس قدر تیز آدمی ہے لیکن اس عمران نے سائنسی طور پر اپنے آپ کو فٹ کر کے سچوئیشن بدل دی اور ماسٹر اور اس کے ساتھی مارے گئے اور عمران بھی رہا ہو گیا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تم نے اس کے ساتھی کی جو کارروائی بتائی ہے کہ اس نے کس طرح اس والٹر ہڈسن کو ٹریس کر لیا اور پھر ٹھیک جگہ پر پہنچ گیا اس

سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کا گہرا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ عمران نے خصوصی طور پر اسے زیر زمین دنیا میں ایڈجسٹ اسی مقصد کے لئے کرایا ہوا ہو اور روجر اور انتھونی بھی زیر زمین دنیا سے ہی متعلق ہیں اس لئے یہ عمران کا ساتھی بڑی آسانی سے انہیں ٹریس کر لے گا اور اس بار اگر کوئی کارروائی کی گئی تو عمران پہلے کی طرح تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے اب تم روجر اور انتھونی سے کوئی کنٹیکٹ نہ کرو۔ میں تمہیں ایک خصوصی گروپ کی ٹپ دیتا ہوں یہ گروپ زیر زمین دنیا سے ہٹ کر کام کرتا ہے اور اس کی مخبری کا جال بھی پورے پاکیشیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس گروپ کا نام بلیک آرگن ہے۔ یہ انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ اس کے سربراہ کا نام لارک ہے اور لارک ویسے پاکیشیا دارالحکومت کے معروف بزنس پلازہ میں ایک بڑی کمپنی کا جنرل مینجر ہے۔ اس کمپنی کا نام بھی لارک کارپوریشن ہے اور یہ کارپوریشن کپڑے کی امپورٹ ایکسپورٹ کرتی ہے۔ میں لارک کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں وہ تم سے مکمل تعاون کرے گا۔ تم اس سے رابطہ کر لو اور اس گروپ کو ہر صورت میں ٹریس کرو۔ بہرحال یہ گروپ پاکیشیا میں موجود ہے"۔ ڈکسن نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈکسن نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا میں لارک سے بات کراؤ"...... ڈکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو ڈکسن نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈکسن نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"پاکیشیا میں لارک سے بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... ڈکسن نے کہا۔

"ہیلو۔ لارک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈکسن بول رہا ہوں لارک"...... ڈکسن نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس حکم۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ سے بات ہو رہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"لارک تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران کے بارے میں کچھ معلوم ہے"...... ڈکسن نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ بہت اچھی طرح معلوم ہے۔ علی عمران خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس خفیہ رہتی ہے۔ اس کا چیف ایکسٹو ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ خود سیکرٹ

سروس کے ممبران بھی اسے نہیں جانتے"...... لارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران کا کوئی ساتھی تم سے واقف ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں ان معاملات سے یکسر الگ رہتا ہوں۔ عمران کو میں نے ایک دو بار مختلف ہوٹلوں میں دیکھا ضرور ہے لیکن نہ میرا اس سے تعارف ہے اور نہ میں نے ضروری سمجھا۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... لارک نے کہا۔

"کیا تمہارا یہ فون محفوظ ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس سر۔ مکمل طور پر محفوظ ہے"...... لارک نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈکسن نے اسے مسلم کرنسی اور ماہرین معاشیات کے گروپ کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ یہ تو واقعی غیر مسلم ممالک کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ پھر تو ایکریمیا، یورپ اور دوسرے تمام بڑے ممالک معاشی طور پر بہت پیچھے رہ جائیں گے اور دنیا پر مسلم ممالک معاشی طور پر چھا جائیں گے"...... لارک نے کہا۔ وہ چونکہ کاروباری آدمی تھا اس لئے وہ زیادہ اچھی طرح معاشیات کے بارے میں عملی طور پر جانتا تھا۔

"ہم نے اس گروپ کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس کے لئے میری ایجنسی کے دو ایجنٹ پاکیشیا میں موجود ہیں۔ انہوں

نے عمران کو اغوا کرایا لیکن عمران نے انہیں یقین دلایا کہ یہ گروپ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے جبکہ پاکیشیا سے اس گروپ کے چیئرمین کی کال تارکی میں چیک کر لی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گروپ پاکیشیا میں ہی ہے۔ کیا تم اس گروپ کو ٹریس کر سکتے ہو"...... ڈکسن نے کہا۔

"میرا مخبری کا نیٹ ورک تو موجود ہے جناب۔ لیکن وہ تو زیادہ تر ملٹری میں ہے یا مختلف وزارتوں میں جبکہ اس گروپ کے بارے میں یہاں وزارت خزانہ کے سیکرٹری جانتے ہوں گے۔ تب ہی معلوم ہو سکے گا ورنہ کیسے معلوم ہو گا"...... لارک نے کہا۔

"وزارت خزانہ کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے بڑے افسران سے معلومات مل سکتی ہیں۔ لازماً ان کا رابطہ اسٹیٹ بینک یا کسی معاشی ماہر سے ہو گا"...... ڈکسن نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ اب لائن آف ایکشن میری سمجھ میں آ گئی ہے اس لئے میں انہیں ٹریس کر لوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرا ریڈ ایجنٹ ہاورڈ تم سے رابطہ کرے گا۔ تم نے اس کی ماتحتی میں کام کرنا ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... لارک نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم کامیاب رہے تو تمہیں تصور سے بھی زیادہ انعامات ملیں گے"...... ڈکسن نے کہا۔

"میں ہر ممکن کوشش کروں گا جناب"...... دوسری طرف سے

مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو ڈکسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک منفرد انداز کی کہانی

مسلم کرنسی

حصہ دوم

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کیا — ایکریمین ایجنٹ مسلم معاشی ماہرین کے گروپ کو ٹریس کر لینے میں کامیاب بھی ہو سکے یا نہیں۔

کیا — عمران اور اس کے ساتھی مسلم معاشی ماہرین کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو سکے یا یہ گروپ موت کے گھاٹ اتر گیا۔

وہ لمحہ — جب ایکریمیا اور سپر پاورز کے حکام مطمئن ہو گئے کہ اب مسلم کرنسی اوپن نہ ہو سکے گی۔ کیوں —؟

کیا — مسلم کرنسی اوپن ہو سکی یا آخر کار بین الاقوامی سازشوں کا شکار ہو کر ختم ہو گئی۔

شائع ہو چکی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران اور فورسٹارز کا ایک ہنگامہ خیز ناول

بلاسٹرز

مصنف مظہر کلیم ایم اے

مکمل ناول

بلاسٹرز — پاکیشیا میں دھماکے کرنے اور دہشت گردی کرنے والا ایک خفیہ گروپ۔ جس نے پاکیشیا میں دہشت گردی کی انتہا کر دی۔

بلاسٹرز — جس کے دھماکوں سے سینکڑوں بے گناہ شہریوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔

بلاسٹرز — جس کی تلاش میں پولیس، انٹیلی جنس اور دوسرے سرکاری ادارے ناکام ہو گئے۔

بلاسٹرز — جن کی دہشت گردی سے پاکیشیا کی فضا خوف اور دہشت سے بھر گئی۔

فورسٹارز — پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خصوصی گروپ جو بلاسٹرز کے مقابلے میں میدان میں اتر آیا۔

- کیا عمران اور فورسٹارز، بلاسٹرز کو تلاش کرنے اور ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا —؟
- انتہائی پرخطر جدوجہد تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ناول

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے حاصل کریں

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں یکسر منفرد انداز کا انتہائی دلچسپ ایڈونچر

ویلاگو

سپیشل نمبر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

شوشو پجاری افریقہ کے قدیم ترین قبیلے کا وچ ڈاکٹر جو جادو اور سحر کا ماہر تھا۔

شوشو پجاری جو روحوں کا عامل تھا اور اس نے پاکیشیا کے سرداور کی روح پر قبضہ کر لیا۔ کیا واقعی ——— ؟

وہ لمحہ جب سید چراغ شاہ صاحب نے عمران کو شوشو پجاری کے مقابلے پر جانے کے لئے کہا۔ لیکن عمران نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا ——— ؟

قدیم افریقی وچ ڈاکٹروں، جادوگروں اور شیطان کے پجاریوں کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کا اصل مشن کیا تھا ——— ؟

ویلاگو ایک ایسا خوفناک اور دل ہلا دینے والا مقابلہ۔ جس کے تحت خوفناک آگ کے الاؤ میں سے عمران کو گزرنا تھا۔ ایسا الاؤ جس میں سے کسی انسان کے زندہ سلامت گزر جانے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔

وہ لمحہ جب آگ کے اس خوفناک الاؤ میں سے شوشو پجاری زندہ سلامت گزر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کیسے ——— ؟

[illegible]

اور

دل ہلا دینے والے واقعات سے بھرپور

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ناشران ------ اشرف قریشی
-------- یوسف قریشی
تزئین ------ محمد بلال قریشی
طابع ------ پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور
قیمت ------ -/55 روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ مسلم کرنسی کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مسلم کرنسی کو مارکیٹ میں آنے سے روکنے کے لئے سپر پاورز کی جہاں کوششیں عروج پر پہنچ رہی ہیں وہاں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بھی اس کرنسی کو مارکیٹ میں اوپن کرنے اور ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی جدوجہد اس حصے میں اپنے عروج پر پہنچ رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اپنے اچھوتے موضوع اور انتہائی تیز رفتار جدوجہد کی بناء پر آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور نوازیں کیونکہ آپ کی آراء واقعی میرے لئے رہنمائی کا باعث بنتی ہے۔

میں ان تمام قارئین کا دلی طور پر ممنون ہوں جنہوں نے میرے جواں سال بیٹے کی وفات پر مجھ سے تعزیت کی اور میرے غم میں خطوط فون کے ذریعے اور خود تشریف لا کر شریک ہوئے۔ میں ان بے شمار قارئین کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے میرے مرحوم بیٹے کے ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن مجید کئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ تمام خطوط کو چند باتوں میں چونکہ شامل کرنا ممکن ہی نہیں ہے اس لئے چند خطوط مشتے از خروار کے مصداق شامل کر رہا ہوں۔ لیکن جن قارئین کے خطوط شامل نہیں ہو سکے میں ان کا بھی

بے حد ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً تمام قارئین کو اس انتہائی پرخلوص ہمدردی پر جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

کمیر ضلع ساہیوال سے میاں شوکت اسلام جوئیہ لکھتے ہیں۔ "آپ کے جواں سال بیٹے محمد فیصل جان کی وفات کا پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا۔ اس قدر دکھ کہ دل بوجھل سا ہو گیا اور ساری رات یہ سوچتا رہا کہ آپ کو کس قدر دکھ اور صدمہ ہوا ہو گا۔ ساری رات محمد فیصل جان مرحوم کی مغفرت کے لئے دعائیں مانگتا رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ویسے یہ ایک ایسا دکھ ہے جس کی شدت کبھی کم نہیں ہو سکتی۔ لیکن انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے حقیقتاً بے بس ہے۔ مجھے اپنے دکھ میں برابر کا شریک سمجھیں"۔

سرگودھا سے ایم اسلم شاہد لکھتے ہیں۔ "آپ کے بیٹے محمد فیصل جان کی وفات کا پڑھ کر حقیقتاً دلی صدمہ ہوا۔ انسان کی زندگی ایک چلتی ہوئی ٹرین ہے اور دنیا کے تمام انسان اس کے مسافر ہیں۔ جس کا سٹیشن آ جاتا ہے اس کا سفر ختم ہو جاتا ہے۔ باقی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ اپنے وقت پر ہر انسان نے اپنے خدا کی طرف جانا ہے۔ ہماری اور تمام دوستوں اور خصوصاً میرے گھر والوں کی طرف سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اپنے پیارے رسولؐ کے صدقے محمد فیصل جان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میری عسکری مصروفیات کی وجہ سے مجھے بہت تاخیر سے خبر ملی ہے ورنہ میں اپنی والدہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔ میری والدہ بھی دن رات مرحوم فیصل جان کی مغفرت اور آپ کے لئے صبر کی دعائیں کرتی رہتی ہیں۔ ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں"۔

حضرو ضلع اٹک سے حاجی محمد اصغر لکھتے ہیں۔ "اس بار چند باتیں پڑھ کر بہت غمزدہ ہوا۔ آپ کے جواں بیٹے کی رحلت کا پڑھ کر خود پر قابو نہ رہا۔ بہت آنسو بہائے مگر انسان بہت مجبور اور محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جانگاہ غم کو جھیلنے کا آپ کو حوصلہ دے اور مرحوم فرزند کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے۔ ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں"۔

شیخوپورہ سے شعیب اختر لکھتے ہیں۔ "آپ کی کتاب سے آپ کے بیٹے کے انتقال کا علم ہوا۔ یقین کیجئے مجھے یہ پڑھ کر انتہائی دلی دکھ ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے بیٹے کی مغفرت فرمائے اور اسے جنت الفردوس نصیب فرمائے"۔

دیپالپور ضلع اوکاڑہ سے امان اللہ خان ولید لکھتے ہیں۔ "آپ کے جواں سال بیٹے کی وفات کا پڑھ کر بے حد دکھ ہوا۔ اس وقت آپ اور آپ کے اہل خانہ جس کیفیت سے گزر رہے ہیں اس کا اندازہ کوئی دوسرا نہیں لگا سکتا۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور اسے جنت

الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے"۔

لاہور سے عاصمہ بتول لکھتی ہیں۔ "آپ کے جواں سال بیٹے کی وفات کا پڑھ کر انتہائی دلی دکھ ہوا ہے۔ اس سانحہ پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ انسان بہرحال بے بس ہے۔ حکم الہی کو ہر بات پر فوقیت حاصل ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہے ہوتا کچھ اور ہے۔ شاید اسی کا نام قسمت ہے۔ اس جوان مرگی پر آپ اور آپ کے اہل خانہ جس دکھ کی کیفیت سے گزر رہے ہوں گے اس کا اندازہ دوسرا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن یقین رکھیں آپ نے جس طرح قارئین کو اپنا سمجھتے ہوئے اپنے دکھ میں شامل کیا ہے۔ ہم سب دلی طور پر آپ کے اس دکھ میں شریک ہیں۔ ہم سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد فیصل جان مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور آپ کو اس کربناک سانحہ کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور ہمت دے۔ آمین ثم آمین"۔

کراچی سے ارباب احمد سید لکھتے ہیں۔ "آپ کے بیٹے کی رحلت کا سن کر دل جس قدر غم میں ڈوب گیا اس کا اندازہ صرف وہی کر سکتے ہیں جو خود اس دکھ اور کرب سے گزر چکے ہوں۔ میں بھی اس دکھ اور کرب سے گزر چکا ہوں اس لئے مجھے آپ کے بیٹے کی رحلت کا سن کر آپ کا دکھ پوری طرح محسوس ہوا اور اب تک محسوس ہو رہا ہے اور میں نے اب اپنے عزیز مرحوم بیٹے کے لئے دعاؤں میں آپ کے بیٹے کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ہمت اور حوصلہ بخشے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ جواں اولاد کی رحلت باپ کی کمر توڑ دیتی ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آئندہ ہمیشہ اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔ آمین ثم آمین"۔

چیچہ وطنی سے راؤ محمد حسین لکھتے ہیں۔ "موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے سامنے سب خواب چکنا چور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آپ نے بھی اپنے بیٹے کو جس طرح اعلیٰ تعلیم دلائی آپ کی آنکھوں میں بھی یقیناً خواب موجود ہوں گے لیکن موت جیسی حقیقت نے سب کچھ واقعی خواب بنا کر رکھ دیا ہے۔ محترم ایسے موقع پر ہمدردی کے دو بول بھی آدمی کو حوصلہ بخش دیتے ہیں اور مجھے آپ کے بیٹے کی جواں مرگی کی اطلاع بھی میرے جوان بیٹے نے دی۔ یقین کیجئے مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے آپ کا بیٹا فیصل جان میرے سامنے بیٹھا ہو اور جب میں نے اپنے آپ کو آپ کی جگہ رکھ کر سوچا تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو ابل پڑے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے خاندان کو حوصلہ اور ہمت بخشے کہ آپ اس جانکاہ مرحلے سے بخیر و عافیت گزر سکیں اور مرحوم بیٹے کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ میں انشاء اللہ ختم قرآن مجید کر کے اس کی روح کو ایصال ثواب کی دعا کرتا رہوں گا"۔

اسلام آباد سے علی حسنین اختر لکھتے ہیں۔ آپ کے جوان اور بڑے بیٹے کی وفات کی خبر مجھ پر بجلی بن کر گری۔ میں نے چند باتوں میں جب آپ کی تحریر پڑھی تو میرا کلیجہ منہ کو آ گیا۔ نجانے آپ نے کس طرح ہمت کر کے اور کس حوصلے سے یہ سب کچھ لکھا ہے۔ اس کے

ایک ایک لفظ سے آپ کی بیٹے کے لئے محبت اور تڑپ نظر آ رہی تھی۔ واقعی ایک باپ کے جو احساسات اپنے جوان بیٹے کی ناگہانی وفات پر ہو سکتے ہیں ان کا اظہار آپ نے اس تحریر میں کر دیا ہے اور آپ چونکہ لکھنے والے ہیں اس لئے آپ نے ان احساسات کو زبان دے دی ورنہ بے شمار لوگ اپنے احساسات کا اظہار کرنے پر بھی قادر نہیں ہوتے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو ایسے تمام حادثات سے محفوظ رکھے اور آپ سب پر ہمیشہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ قائم رکھے۔ مرحوم فیصل جان کو اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اس کی اس ناگہانی موت کو آخرت میں آپ اور آپ کے غمزدہ اہل خانہ کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین"۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو"...... عمران نے رسمی دعا سلام کے بعد کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" مجھے سلیمان نے فون کر کے بتایا تھا کہ آپ کو فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں نے پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آپ کی تلاش پر لگا دیا تھا کہ اچانک آپ کا فون آ گیا تو میں نے جولیا کو کہہ کر سب کو واپس بلا لیا۔ کیا ہوا تھا۔ کس نے اغوا کیا تھا اور کیوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ نہ کوئی چائے، نہ کوئی مشروب۔ بس بیٹھتے ہی تم نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ بھلے آدمی۔ جو اغوا شدہ آدمی زندہ سلامت واپس آتا ہے اس کی خاطر مدارت کی جاتی ہے اسے پھولوں

[illegible] ہیں اور سارے خاندان میں اس کی دعوت کی [illegible] سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ کہاں تشریف لے گیا تھا [illegible]"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو بلیک زیرو بے اختیار [illegible]

"اگر ایسی بات ہے تو دو ہزار آٹھ سو آٹھ روپے عنایت کر دیجئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اتنی رعایت کیوں کر دی۔ پورے تین ہزار بھی تو طلب کر سکتے تھے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ کی تلاش میں اتنی رقم ہی جولیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو پیٹرول کی مد میں خرچ کرنا پڑی ہے اور یہ قومی خزانہ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بے چارہ قومی خزانہ۔ بہرحال میں جلد ہی کسی شاعر سے قومی خزانہ کا مرثیہ لکھوا کر تمہارے سامنے پڑھوں گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس کے مخصوص طنز کی وجہ سے بے اختیار شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ ہوا کیا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ہوش میں آنے سے لے کر واپس آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ٹائیگر نے واقعی کام دکھایا ہے۔ اگر وہ عین آخری لمحے میں مار نہ کھا جاتا تو وہ لازماً ان سب کا خاتمہ کر دیتا اور آپ نے اپنے

مخصوص انداز میں انہیں زندہ چھوڑ دیا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"انہوں نے پاکیشیا کے خلاف ابھی تک کچھ نہیں کیا تھا۔ ایک بات اور دوسری بات یہ کہ اگر انہیں ہلاک بھی کر دیا جاتا تو اس سے ریڈ ایجنسی تو ختم نہ ہو جاتی۔ پھر جب وہ گروپ یہاں موجود ہی نہیں ہے تو یہ بے چارے کیا کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن پھر اس جدوجہد کا منطقی نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہ لوگ لازماً آپ کو دوبارہ اغوا کر کے اور آپ پر تشدد کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے آپ ہی اس گروپ کو چھپائے ہوئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"چلو جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کم از کم مجھے اپنی اہمیت کا تو احساس ہوتا رہے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"فی الحال میں انہیں یہیں الجھائے رکھنا چاہتا ہوں۔ ورنہ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میں اس ریڈ ایجنسی کے خاتمہ کے لئے ایکریمیا چلا جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ کی بات کو تسلیم کر کے وہ دیگر مسلم ممالک میں ان کی تلاش شروع کر دیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی خدشہ تھا اس لئے میں نے ڈاکٹر احسان کو کہہ کر خصوصی

طور پر تار کی کال کرائی۔ مجھے معلوم ہے تارکی میں ایکریمیا اور یورپ دونوں کے ایجنٹ اعلیٰ سطح پر موجود ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس کال کی اطلاع ایکریمیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچ جائے گی۔ اس طرح وہ کنفرم رہیں گے کہ ماہرین کا گروپ پاکیشیا میں ہی موجود ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں موجود ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"بالکل موجود ہے اور اگر نہ بھی موجود ہوتا تو کان سے پکڑ کر حکم سلطانی کی تعمیل میں موجود کر دیا جاتا"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ ابھی مجھے وزارت خزانہ کے سیکرٹری رانا ثروت کا فون آیا ہے۔ انہوں نے انتہائی اہم معاملے میں ڈاکٹر احسان سے بات کرنی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ڈاکٹر احسان سے ان کی بات نہ ہوئی تو معاشی طور پر پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے اور انہیں چونکہ یہی بتایا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے انہیں کسی جگہ چھپایا ہوا ہے اس لئے انہوں نے مجھے فون کیا ہے کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے کہہ کر ان کی بات ڈاکٹر

احسان سے کرا دوں۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ اب میں انہیں کیا جواب دوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"انہیں کہہ دیں کہ چیف نے انکار کر دیا ہے اور بس"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن مسئلہ پاکیشیا کے مفاد کا ہے عمران۔ ورنہ یہ بات تو میں پہلے ہی کر دیتا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ ان سے مسئلہ معلوم کر کے مجھے بتا دیں۔ میں ڈاکٹر احسان سے اسے ڈسکس کر کے آپ کو بتا دوں گا اور آپ انہیں بتا دیں۔ اگر آپ کہیں تو میں بطور نمائندہ خصوصی ان سے براہ راست بات کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ تو خالصتاً معاشی بات ہو گی۔ میری سمجھ میں تو نہیں آ سکتی۔ ٹھیک ہے میں انہیں کہہ دیتا ہوں کہ وہ جو کچھ ڈاکٹر احسان سے پوچھنا چاہتے ہیں وہ چیف ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی کو بتا دیں۔ اگر نمائندہ خصوصی چاہے گا تو ان کی بات کرا دے گا ورنہ نہیں"...... سر سلطان نے شاید اپنی جان چھڑانے کے لئے یہ حل تجویز کیا تھا۔

"آپ مجھے ان کا نمبر بتا دیں اور ساتھ ہی انہیں میرے بارے میں بریف کر دیں۔ ویسے پہلے تو سیکرٹری صاحب اور تھے۔ اب یہ نیا نام سامنے آ رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ پہلے والے سیکرٹری طویل رخصت پر چلے گئے ہیں۔ ان کی

جگہ اب رانا ثروت تعینات ہوئے ہیں"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

" ظاہر ان کو رخصت لینی ہی چاہئے تھی کیونکہ جس طرح ان کے ڈرائیور نے ٹاپ سیکرٹ فائل اوپن کی تھی اس کے بعد ان کا بدستور اس سیٹ پر رہنا ملک کے مفاد میں نہیں تھا"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ بس ایسے ہی سمجھ لو۔ بہرحال اب وہ جا چکے ہیں۔ میں تمہیں نمبر بتا دیتا ہوں تم دس منٹ بعد انہیں خود فون کر لینا"۔ سر سلطان نے کہا اور نمبر بتا کر انہوں نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

" یہ سیکرٹری خزانہ کو کیا پرابلم پیش آ گیا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" وہ خزانے کا سیکرٹری ہے اور ظاہر ہے پرابلم بھی خزانے کے بارے میں ہی پیش آیا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ یہ سیکرٹری لیول کے لوگ تو صرف فائلیں پڑھتے ہیں اور پالیسیاں بناتے ہیں۔ یہ لوگ اس طرح ماہرین سے معاملات کو ڈسکس نہیں کر سکتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" چلو دیکھیں کیا پرابلم ہے۔ ہو سکتا ہے میں سلیمان سے پوچھ کر اس کا حل بتا دوں۔ آخر وہ بھی خزانے کا چیف سیکرٹری ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر دس منٹ بعد عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ پی اے ٹو سیکرٹری خزانہ"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) نمائندہ خصوصی چیف آف سیکرٹ سروس بول رہا ہوں"...... عمران نے مکمل طور پر تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ میں رانا ثروت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) نمائندہ خصوصی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" علی عمران صاحب۔ ڈاکٹر احسان کا فون نمبر مجھے بتا دیں تاکہ ان سے میری بات ہو سکے"...... رانا ثروت نے کہا۔

"آپ کس پرابلم پر بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ آپ میری ان سے بات کرا دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" وہ پاکیشیا میں نہیں ہیں۔ پاکیشیا سے باہر ایک مسلم ملک میں ہیں۔ اس لئے ان سے بات نہیں ہو سکتی"...... عمران نے کہا۔

" باہر ہوں گے۔ لیکن ان سے بات تو ہو سکتی ہے"...... رانا ثروت اپنی بات پر بضد تھا۔

"اوکے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ آپ رسیور رکھ دیں تاکہ میں ڈاکٹر احسان سے بات کر کے انہیں آپ کا نمبر دے دوں۔ وہ خود آپ کو فون کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"بلیک زیرو۔ ٹی ایس مشین لے آؤ تاکہ ہم بھی یہ بات چیت سن سکیں اور کوئی یہ معلوم نہ کر سکے کہ ڈاکٹر احسان کہاں سے بات کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر لیبارٹری کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے ایک چھوٹی سی چوکور مشین اٹھائی ہوئی تھی۔ اس نے وہ مشین میز پر رکھی اور پھر اس کا سلسلہ اس نے خصوصی ساکٹ کے ساتھ جوڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے دانش منزل کے فون کا سلسلہ بھی اس مشین سے جوڑ دیا اور پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

"اب یہ اوکے ہے"...... بلیک زیرو نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ نمبر ڈائل کرتا رہا۔ پھر اس کا ہاتھ رکا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر احسان سے

بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"کون ڈاکٹر احسان۔ یہ تو آصف ترمذی کی رہائش گاہ ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"رہائش گاہ کا نام تو ہائی اسکائی ہی ہے ناں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ ہائی اسکائی نہیں ہے۔ سوری۔ رانگ نمبر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا اب ڈاکٹر احسان یہاں کال کرے گا۔ لیکن کیا آپ نے اسے یہاں کا نمبر دیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ میں خود کال کروں گا لیکن تھوڑی دیر ٹھہر کر"۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... وہی مردانہ آواز سنائی دی۔

"یہ آخر ہر بار رانگ کال کیوں ہو جاتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اب نہیں ہو گی۔ آپ کون ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر احسان کی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... ڈاکٹر صاحب۔ امید ہے آپ مع گروپ بخیریت ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"وعلیکم السلام عمران صاحب۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ ہم سب یہاں واقعی انتہائی سکون سے کام کر رہے ہیں۔ آپ نے اور کرنل فریدی صاحب نے واقعی بہترین انتظامات کئے ہیں"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر ہو کر مسلم بلاک کے معاشی مستقبل کے لئے کام کریں۔ آپ کو فون کرنے کا ایک خاص مقصد ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیکرٹری خزانہ رانا ثروت کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

"وہ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتا ہے"...... ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں فون کر کے اس کا رابطہ آپ سے کراتا ہوں تاکہ جو اہم بات اس نے پوچھنی ہے وہ پوچھ لے۔ لیکن آپ نے اسے یہ نہیں بتانا کہ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خزانہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ رانا صاحب سے بات کراؤ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رانا ثروت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رانا ثروت کی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر احسان صاحب سے بات کریں"...... عمران نے سیکرٹری کے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے دو بٹن پریس کر کے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان۔ میں سیکرٹری خزانہ رانا ثروت بول رہا ہوں"...... رانا ثروت کی آواز اب مشین سے سنائی دے رہی تھی۔

"یس۔ میں ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر احسان کی آواز بھی مشین سے سنائی دی۔

"آپ اس وقت کہاں ہیں ڈاکٹر صاحب۔ میں آپ سے بالمشافہ بات چیت کرنا چاہتا ہوں"...... رانا ثروت نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"سوری جناب۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے اور ویسے بھی مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں کہاں ہوں۔ آپ بتائیں آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر صاحب۔ اسٹیٹ بینک نے ایکسپورٹ ری فنانس سکیم کے تحت قرضہ دینے کی صورت میں اکیس دن میں شپمنٹ نہ ہونے کی صورت میں جرمانے کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب برآمد کنندگان اکیس دن کی پابندی کی بجائے چھ ماہ تک بغیر کسی جرمانے کے شپمنٹ کر سکیں گے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ جن برآمد کنندگان کو فاضل مدت کی اجازت مل گئی ہے ان کو کیسے مزید مدت کے لئے پابند کیا جائے"...... رانا ثروت نے کہا۔

" یہ بڑی سادہ سی بات ہے جناب۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ کو اس سادہ سی بات کے لئے مجھ سے رابطہ کرنا پڑا ہے۔ جن برآمد کنندگان کو فاضل مدت کی اجازت دی گئی ہے انہیں پابند کر دیں کہ وہ اپنے بینکرز کے توسط سے اضافی گوشوارہ بینکرز کی تصدیق کے ساتھ اسٹیٹ بینک میں داخل کرا دیں اس طرح وہ پابند ہو جائیں گے"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ شکریہ۔ بے حد شکریہ"...... رانا ثروت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے مشین کے دو بٹن پریس کر کے اپنے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" ڈاکٹر صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا یہ کوئی ایسی بات تھی کہ جس کے لئے رانا ثروت کو خصوصاً آپ سے بات کرنا پڑی"...... عمران نے کہا۔

" مجھے تو خود حیرت ہے عمران صاحب۔ یہ تو بڑی سادہ سی بات

تھی۔ نجانے انہیں اور ان کے ماہرین کو کیوں سمجھ میں نہیں آئی۔ بہرحال بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ سامنے کی بات بھی آدمی کی سمجھ میں نہیں آتی"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیا۔

" اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا واقعی یہ کوئی ایسی بات تھی جس کے لئے رانا ثروت جیسے بڑے عہدیدار کو ڈاکٹر احسان سے بات کرنا پڑی"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے تو ان مالیاتی اصطلاحات کا علم نہیں ہے لیکن ڈاکٹر احسان تو کہہ رہے تھے کہ یہ انتہائی سادہ بات تھی"...... عمران نے کہا۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب۔ کہ رانا ثروت کو مجبور کیا گیا ہے کہ وہ ڈاکٹر احسان سے بات کریں تاکہ ریڈ ایجنسی والے ان کی کال سے ڈاکٹر احسان کی لوکیشن اور فون کا پتہ چلا سکیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اس خدشے کے پیش نظر تو میں نے ٹی ایس مشین منسلک کرائی تھی۔ اب اگر وہ چیکنگ کر رہے ہوں گے تو نہ لوکیشن چیک کر سکیں گے اور نہ ہی فون نمبر وغیرہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین سے منسلک فون کی تار کو ہٹا دیا۔

" لیکن اتنے بڑے عہدے دار کو کون مجبور کر سکتا ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ معلوم کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خزانہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"رانا صاحب سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وہ جناب ابھی آفس سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر گئے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کی رہائش گاہ کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا کیونکہ پہلے اس پی اے کے ذریعے عمران کی بات چیت رانا ثروت سے ہو چکی تھی اور پی اے سے عمران کا تعارف بطور نمائندہ خصوصی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہو چکا تھا۔ اس لئے پی اے نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے رہائش گاہ کا نمبر بتا دیا تھا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر پی اے کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رانا ثروت صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں نمائندہ خصوصی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ بولنے والے نے چونکہ جواب میں صرف یس کہا تھا۔ اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ ان کا کوئی پڑھا

لکھا سیکرٹری ہوگا ورنہ ملازم اس انداز میں جواب نہیں دے سکتے۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رانا ثروت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رانا ثروت کی آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا درشت تھا۔

"میں آپ سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔ ایک ضروری بات کرنی ہے"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"سوری۔ میں رہائش گاہ پر ہوں۔ کل آفس تشریف لے آئیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اوہ۔ رانا صاحب تو واقعی ہواؤں میں اڑ رہے ہیں"...... عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا جبکہ بلیک زیرو کا چہرہ قدرے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"آپ مسکرا رہے ہیں۔ اس نے ایکسٹو کی توہین کی ہے"۔ بلیک زیرو نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بات تو اس کی سچ تھی کہ وہ رہائش گاہ پر ہے آفس میں نہیں ہے۔ کہیں تو آدمی کو پناہ ملنی ہی چاہئے"...... عمران نے پہلے کی طرح مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ کیا

سر سلطان تو رہائش گاہ پر نہیں چلے گئے"...... عمران نے کہا۔

"وہ واقعی چلے گئے ہیں عمران صاحب۔ دس منٹ پہلے اٹھے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا بات ہے۔ ابھی آفس ٹائم ختم تو نہیں ہوا۔ جس کو فون کرو وہی رہائش گاہ پر جا چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر سلطان کی طبیعت قدرے ناساز تھی عمران صاحب۔ بلڈ پریشر کی شکایت تھی اس لئے وہ باقی وقت کی باقاعدہ چھٹی لے کر گئے ہیں"...... پی اے نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران پہچان گیا کہ یہ سر سلطان کے کسی عام ملازم کی آواز ہے۔

"سر سلطان سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اچھا صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"آپ کا بلڈ پریشر ابھی تک ہائی سکول میں ہی پڑھ رہا ہے یا پرائمری میں واپس پہنچ گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری طبیعت اچانک خراب ہو گئی اس لئے میں گھر آ گیا تھا کہ کچھ ریسٹ کر سکوں۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"آپ کی رہائش گاہ سے سیکرٹری خزانہ رانا ثروت کی رہائش گاہ کا کتنا فاصلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرے خیال میں تیسری کوٹھی ہے۔ کیوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"رانا ثروت صاحب نے ایکسٹو کی توہین کر دی ہے اور چیف کا مزاج اپنی اس توہین پر بری طرح بگڑا ہوا ہے۔ وہ تو حکم دینے والے تھے کہ سیکرٹریوں کی پوری کالونی کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے لیکن میں نے بڑی مشکل سے ہاتھ جوڑ کر انہیں کچھ ٹھنڈا کیا ہے۔ سر سلطان کی کوٹھی بھی اسی کالونی میں ہے اور سر سلطان بہت نیک، ایماندار اور فرض شناس سیکرٹری ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"رانا ثروت نے چیف کی توہین کی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انہوں نے عمران کی باقی ساری باتیں اس طرح نظر انداز کر دی تھیں جیسے انہوں نے سنی ہی نہ ہوں۔ ظاہر ہے جتنا وہ عمران کو جانتے تھے اتنا شاید وہ کسی اور کو نہیں جانتے تھے۔

"ممکن ہوا ہے تو میں نے فون کیا ہے۔ میں آپ کے پاس آ رہا

ہوں۔ آپ میرے ساتھ رانا ثروت کی رہائش گاہ پر چلیں تاکہ پوری کالونی کو میزائلوں سے تباہ ہونے سے فوری طور پر بچایا جا سکے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن کیا تم سنجیدگی سے یہ سب کچھ کہہ رہے ہو"...... سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں آ رہا ہوں۔ تفصیل سے وہیں بات ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے آ جاؤ۔ میں رانا صاحب کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ انہیں اور کچھ نہ کہیں۔ صرف اتنا کہیں کہ وہ اپنی رہائش گاہ پر موجود رہیں۔ کہیں جائیں نہیں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا رانا ثروت اس بات کو تسلیم کرے گا۔ وہ کسی کے دباؤ میں آ کر ڈاکٹر احسان سے بات کر رہا تھا"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کہے گا"...... عمران نے ٹالنے والے انداز میں کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سر سلطان کی رہائش گاہ میں داخل ہو رہی تھی۔ سر سلطان اس کے انتظار میں باہر برآمدے میں ہی ٹہل رہے تھے۔

"ارے۔ ارے۔ آپ اور یہاں۔ کیا مطلب"...... عمران نے

کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے بتاؤ عمران کہ اصل بات کیا ہے۔ پہلے تو شاید میرا بلڈ پریشر اتنا ہائی نہ ہوا تھا لیکن تمہارے فون نے اسے آسمان تک پہنچا دیا ہے"...... سر سلطان نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ آپ تو خواہ مخواہ پریشان ہو گئے۔ آئیے ڈرائینگ روم میں بیٹھتے ہیں۔ میں آپ کو پوری تفصیل بتا دیتا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ سر سلطان کی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اب اگر انہیں تنگ کیا گیا تو واقعی ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا اور پھر عمران نے ڈرائینگ روم میں بیٹھ کر انہیں پوری تفصیل بتا دی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ رانا ثروت غیر ملکی ایجنٹوں کا آلہ کار ہے"...... سر سلطان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آلہ کار تو نہیں ہو گا لیکن ہو سکتا ہے کہ کسی خاص دباؤ کی وجہ سے اس نے فون کال کی ہو اور پھر اس نے اپنی رہائش گاہ سے فون پر جس انداز میں جواب دیا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ معاملات خاصے گڑبڑ ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں کیونکہ رانا ثروت کچھ بھی ہو بہرحال بہت بڑا عہدیدار ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا وہ اس بات کو تسلیم کر لے گا"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھیں۔ ان سے بات چیت تو ہو۔ پھر آگے معاملات چلیں گے"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں سر سلطان کی گاڑی میں بیٹھ کر رانا ثروت کی کوٹھی میں پہنچ گئے۔

"میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ میں آرہا ہوں"...... سر سلطان نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ملازمین نے انہیں ڈرائینگ روم میں پہنچا دیا اور تھوڑی دیر بعد رانا ثروت اندر داخل ہوئے۔

"جناب آپ نے خود کیوں تکلیف کی مجھے کال کر لیا ہوتا۔ آپ سینئر ہیں اور سینئر کی عزت تو سب پر فرض ہے"...... رانا ثروت نے اندر داخل ہوتے ہوئے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے حد شکریہ رانا صاحب۔ یہ علی عمران ہیں چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندہ خصوصی"...... سر سلطان نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ ہیں علی عمران صاحب"...... رانا ثروت نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں ہی ہوں نمائندہ خصوصی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں مشروبات کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔

"سوری۔ میں نے ابھی میڈیکل چیک اپ کرایا ہے اور دوا لی

ہے اس لئے کچھ نہیں لے سکتا۔ شکریہ"...... سر سلطان نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے تو ویسے ہی ڈاکٹروں نے پینے پلانے سے منع کر رکھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ شراب نہیں ہے جناب۔ مشروب ہے"...... رانا ثروت نے شاید پینے پلانے کا مطلب شراب ہی سمجھا تھا۔

"مجھے معلوم ہے۔ بہرحال مشروب ہو یا شراب۔ پینا تو پڑتا ہے"...... عمران نے کہا تو رانا ثروت نے ملازم کو واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔ اس نے خود بھی گلاس نہ اٹھایا تھا۔

"رانا صاحب۔ آپ نے ڈاکٹر احسان صاحب سے بات کی ہے۔ وہ کیا بات تھی۔ کیا آپ اس کی تفصیل بتائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں تھی جناب۔ ایک ٹیکنیکل مالیاتی مسئلہ تھا اور میں نے کل اس سلسلے میں خصوصی میٹنگ بلوائی ہوئی تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ان سے بات کر لی جائے تاکہ کل میٹنگ میں ملک کے حق میں کوئی بہتر فیصلہ ہو سکے"...... رانا ثروت نے جواب دیا۔

"تفصیل تو بتائیں"...... عمران نے کہا تو رانا ثروت نے وہی تفصیل دوہرا دی۔

"لیکن آپ کی وزارت کے مشیر ڈاکٹر پرویز تو یہاں موجود ہیں۔

کیا وہ اس سلسلے میں آپ کی معاونت نہیں کر سکتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"کر سکتے تھے۔ لیکن میں ماتحتوں سے مشورے لینے سے گریز کرتا ہوں"...... رانا ثروت نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ عمران مسکرا دیا۔

"رانا صاحب۔ اب کھل کر بات ہو جائے اور میں سر سلطان کو اس لئے ساتھ لایا ہوں کہ ان کی موجودگی میں بات چیت ہو جائے۔ آپ نے ڈاکٹر احسان سے بات چیت کس کے دباؤ پر کی تا کہ ڈاکٹر احسان کا فون نمبر اور لوکیشن ٹریس کی جا سکے اور بات چیت کے فوراً بعد آپ دفتر سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر آ گئے اور میں نے جب آپ کو یہاں فون کیا تو وہ آدمی جس کے دباؤ کی وجہ سے آپ نے ساری بات کی ہے وہ یہاں موجود تھا۔ اس لئے آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ ہمیں سب کچھ تفصیل سے بتا دیں"...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ مجھ پر۔ سر سلطان۔ یہ آدمی آپ کی موجودگی میں کیا کہہ رہا ہے"...... رانا ثروت نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

"رانا صاحب۔ آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ سچ سچ بتا دیں۔ میں عمران سے سفارش کر دوں گا کہ آپ کو معاف کر دیا جائے ورنہ آپ کو واقعی ان کے اختیارات کا علم نہیں ہے۔ یہ چاہیں تو مجھے

ہتھکڑی لگا کر پیدل چلاتے ہوئے شہر کے دوسرے کونے تک لے جائیں"...... سر سلطان نے کہا تو رانا ثروت ایک بار پھر اچھل پڑا۔ وہ اب حیرت سے آنکھیں پھاڑے سر سلطان کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... رانا ثروت نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ ابھی حال ہی میں سیکرٹری تعینات ہوئے ہیں آپ کو سیکرٹ سروس کے چیف کے اختیارات کا علم نہیں ہے اور پھر مالیاتی وزارت کا کوئی براہ راست تعلق بھی چیف سے نہیں رہتا۔ ورنہ یقیناً اس انداز میں آپ عمران کو جواب نہ دیتے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ۔ میں درست کہہ رہا ہوں عمران صاحب کہ میں نے واقعی کل ہونے والی میٹنگ کے سلسلے میں بات کی ہے۔ مجھے کسی طرف سے بھی کسی دباؤ کا سامنا نہیں تھا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ میری ساری سروس قطعی بے داغ ہے اور میں آفس سے اٹھ کر اس لئے آ گیا تھا کہ میری ایک اہم کال کارمن سے آنی تھی۔ یہ فیملی کال تھی کیونکہ میری فیملی کارمن گئی ہوئی ہے۔ وہاں میرا بڑا بیٹا پڑھ رہا ہے"...... رانا ثروت نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا لیکن عمران اس کے بولنے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ بہرحال اصل بات چھپا رہا ہے۔

"اوکے۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔ آئیے سر سلطان۔ آپ کو خوامخواہ زحمت ہوئی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سر سلطان

اٹھ کھڑے ہوئے۔ رانا ثروت انہیں پورچ تک چھوڑنے آیا۔ تھوڑی دیر بعد سرسلطان کی کار واپس اپنی کوٹھی میں پہنچ گئی کیونکہ کوٹھی بالکل قریب تھی۔

"کیا واقعی یہ رانا ثروت مشکوک آدمی ہے"...... سرسلطان نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"ابھی آپ ڈرائینگ روم میں چلیں۔ وہاں معلوم ہو جائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ڈرائینگ روم میں کیسے معلوم ہو جائے گا"۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے قبضے میں جنات ہیں۔ وہ آکر بتا دیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو کوئی سائنسی حربہ استعمال کیا ہے تم نے"۔ سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ جنات اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق ہے اور آپ اسے سائنسی حربہ کہہ رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔ وہ اس وقت ڈرائینگ روم میں داخل ہو رہے تھے اور سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران نے کوٹ کی سائیڈ جیب سے ایک چھوٹا سا چوکور ڈبہ نکالا اور اس پر ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے ڈبے پر سبز رنگ کا ایک بلب جل اٹھا تو عمران نے بٹن کو آف کیا اور ڈبہ واپس جیب میں رکھ لیا۔

"کیا ہوا"...... سرسلطان نے چونک کر کہا۔

"ابھی جنات فارغ نہیں ہیں"...... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے خصوصی کافی تیار کراتا ہوں"۔ سرسلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ بیٹھیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں تو جنات نے میری گردن مروڑ دینی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ ڈبہ دوبارہ نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا تو اس بار اس پر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تو عمران نے سائیڈ پر موجود دوسرا بٹن پریس کیا تو سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

"رانا ثروت بول رہا ہوں۔ لارک سے بات کراؤ"...... رانا ثروت کی آواز ڈبے میں سے نکلی تو سرسلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یس۔ لارک بول رہا ہوں رانا صاحب"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھی۔

"وہ میری کال سے تمہیں کوئی فائدہ ہوا یا نہیں۔ یہاں تو میرے خلاف بڑا مسئلہ بن گیا ہے"...... رانا ثروت نے کہا۔

"کیا ہوا ہے"...... لارک نے چونک کر کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ایک شخص

علی عمران ہے۔ وہ سیکرٹری خارجہ سر سلطان کے ساتھ میری رہائش گاہ پر آئے تھے۔ میں نے انہیں مطمئن کر کے بھیج دیا ہے۔ تم بتاؤ تمہارا کام ہوا ہے یا نہیں"...... رانا ثروت نے کہا۔

"نہیں رانا صاحب۔ اب میری سمجھ میں آیا ہے کہ کیوں کام نہیں ہوا۔ یہ عمران انتہائی خطرناک شخصیت ہے۔ اس نے لازماً آپ کی بات کرانے سے پہلے کوئی ایسا بندوبست کر دیا ہو گا کہ ڈاکٹر احسان جس فون نمبر پر بات کر رہا ہو نہ اس کی لوکیشن چیک ہو سکے اور نہ ہی فون نمبر معلوم ہو سکے۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر احسان پاکیشیا سے ہی بات کر رہے تھے"...... لارک نے کہا۔

"لیکن تم ڈاکٹر احسان کے بارے میں کیوں اس قدر بے چین ہو۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... رانا ثروت نے کہا۔

"آپ کو بتایا گیا تھا کہ ایک پارٹی اس کی موجودہ لوکیشن چیک کرانا چاہتی ہے اور میں نے آپ کی وجہ سے یہ کام ہاتھ میں لے لیا تھا اور آپ نے مجھ سے دس ہزار ڈالر وصول کر لئے۔ اس کے باوجود آپ کہہ رہے ہیں کہ میں اس قدر کیوں بے چین ہوں"...... لارک نے کہا۔ گو اس کی آواز خاصی ہلکی تھی لیکن بہرحال سنائی دے رہی تھی۔

"لیکن اب تم کیا کرو گے"...... رانا ثروت نے کہا۔

"اب کوئی اور طریقہ سوچنا پڑے گا"...... لارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی بات چیت ختم ہو گئی۔

"آپ نے سن لی جنات کی بات جناب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے ڈبے کے بٹن آف کر کے ڈبہ جیب میں ڈالتے ہوئے سر سلطان سے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس کا ثبوت کیسے مہیا کیا جائے گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"کس کا ثبوت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا کہ رانا ثروت دشمنوں کا آلہ کار ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے اس لارک کو چکر دے کر اس سے دس ہزار ڈالر وصول کر لئے۔ کوئی ملکی راز تو اس نے آؤٹ نہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس قدر بڑے عہدے پر ایسا آدمی ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رہنا چاہئے۔ اس کی وجہ سے ملک کو ایسا نقصان بھی پہنچ سکتا ہے جس کی تلافی نہ ہو سکے"...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ جلد ہی کوئی نہ کوئی ثبوت سامنے آ جائے گا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں صدر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لاؤں گا۔ تم یہ باکس مجھے دے دو اور اس کو آپریٹ کرنے کا طریقہ بھی بتا دو"...... سر سلطان نے کہا۔

"کب بات کریں گے آپ"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے کل ہی بات ہو سکتی ہے۔ کیوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور جیب سے وہ باکس نکال کر اس نے اس کو آپریٹ کرنے کے بارے میں بتایا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سر سلطان کی کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر آگے بڑھی اور پھر اس نے کار رانا ثروت کی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے روک دی اور پھر اس نے سائیڈ سیٹ اٹھائی اور اس کے نیچے موجود باکس میں سے اس نے ایک گیس پسٹل نکالا اور سیٹ بند کر کے وہ کار سے نیچے اترا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیس پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا اور پھر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ گیٹ کھلا تو باوردی مسلح آدمی باہر آ گیا۔ وہ پہلے عمران کو سر سلطان کے ساتھ یہاں دیکھ چکا تھا اس لئے وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"رانا صاحب سے کہو کہ علی عمران آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ کار اندر لے آئیں"۔ باوردی نوجوان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران واپس کار میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور عمران کار اندر پورچ میں لے گیا۔ وہاں ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور واپس نوجوان کی

طرف مڑا جو پھاٹک بند کر کے اب واپس آ رہا تھا۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک کیپسول اس نوجوان کے قدموں میں گر کر پھٹا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان اچھل کر اس طرح نیچے گرا جیسے کسی نے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر نیچے پٹخ دیا ہو۔ عمران نے ٹریگر دبانے کے ساتھ ہی اپنا سانس روک لیا تھا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے گیس پسٹل کا رخ اندر کی طرف کر کے یکے بعد دیگرے تین کیپسول اندرونی برآمدے میں فائر کر دیئے اور گیس پسٹل اس نے جیب میں ڈال لیا۔ چونکہ عمران نے سانس روکا ہوا تھا اس لئے وہ اپنی جگہ پر ہی خاموش کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا۔ جب اس کی ناک میں مخصوص بو نہ پہنچی تو اس نے اطمینان بھرے انداز میں طویل سانس لیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اس دربان کو اٹھایا اور پورچ میں لا کر کار کی سائیڈ میں لٹا دیا اور پھر وہ اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پوری کوٹھی کا چکر لگا چکا تھا۔ رانا ثروت اسے ایک کمرے میں نظر آ گیا تھا۔ وہ کرسی پر اوندھا پڑا ہوا تھا جبکہ اس کے سامنے میز پر شراب کی بوتل اور شراب سے آدھا بھرا ہوا گلاس پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اسے اٹھا کر کرسی پر سیٹ کیا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک سٹور نما کمرے سے رسی کا بنڈل تلاش کر لیا اور رسی کی مدد سے اس نے رانا ثروت کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے جبکہ باقی ماندہ رسی سے اس نے اسے کرسی کے ساتھ اس طرح باندھ دیا

کہ وہ زیادہ حرکت نہ کر سکے۔ پھر وہ مڑا اور ملحقہ باتھ روم میں جا کر اس نے وہاں سے ایک ڈبہ اٹھایا۔ اس میں پانی بھرا اور واپس آ کر اس نے رانا ثروت کا منہ جبراً کھول کر اس میں ڈبے سے پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔ تھوڑا سا پانی جب رانا ثروت کے حلق میں اتر گیا تو عمران نے ڈبہ ایک طرف رکھا اور سامنے پڑی ہوئی کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ رانا ثروت کی فیملی واقعی کوٹھی میں موجود نہیں تھی۔ صرف ملازم تھے جو اب بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور عمران کو معلوم تھا کہ یہ پانچ چھ گھنٹوں بعد خود بخود ہوش میں آجائیں گے۔ وہ پہلے سرسلطان کے ساتھ اس لئے آیا کہ سرسلطان کی موجودگی میں بات چیت ہو جائے لیکن سرسلطان چونکہ ایسی کسی کارروائی کے قائل ہی نہ تھے جو غیر قانونی ہو اس لئے عمران انہیں واپس چھوڑ کر اب اکیلا آیا تھا۔ اسے بہرحال یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ رانا ثروت کا تعلق لارک سے ہے اور وہ صرف دس ہزار ڈالر کی وجہ سے اس لارک کا آلہ کار بن گیا تھا اس لئے وہ اب اس سے نہ صرف لارک کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتا تھا بلکہ رانا ثروت کو اس کی سزا بھی دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ یہ برداشت ہی نہ کر سکتا تھا کہ اتنے بڑے عہدے پر فائز آدمی اس طرح مجرموں کا آلہ کار بن جائے۔ چند لمحوں بعد ہی رانا ثروت کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے کراہتے ہوئے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن ظاہر ہے بندھا

ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں سامنے بیٹھے عمران پر جم گئیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ۔ آپ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ میں بندھا ہوا کیوں ہوں اور آپ یہاں۔ کیا مطلب"...... رانا ثروت نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رانا ثروت۔ تم پاکیشیا کے بہت بڑے عہدیدار ہو۔ اس کے باوجود تم نے ملک سے غداری کی ہے اور وہ بھی صرف دس ہزار ڈالر کے لئے اور تم جانتے ہو کہ غداری کی کیا سزا ہوتی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا مطلب۔ کیسے دس ہزار ڈالر۔ یہ آپ یہاں کیسے آ گئے ہیں اور مجھے کیوں باندھ رکھا ہے"...... رانا ثروت نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ اب پہلے کی نسبت خاصا سنبھلا ہوا تھا۔ وہ شاید حیرت کے پہلے جھٹکے سے باہر آ گیا تھا۔

"تم نے ہمارے جانے کے بعد لارک کو فون کیا اور تمہاری گفتگو ٹیپ کر لی گئی ہے اور یہ ٹیپ اس وقت سرسلطان کے پاس موجود ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ تم مجھے چھوڑو۔ ابھی اسی وقت۔ میں سیکرٹری ہوں"...... رانا ثروت نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں

"چیخنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے تمام ملازم ہلاک ہو چکے ہیں"...... عمران نے کہا تو رانا ثروت کے چہرے پر پہلی بار خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہلاک۔ اوہ۔ اوہ۔ تم نے ملازموں کو ہلاک کر دیا۔ کیوں۔ یہ تو قتل عام ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... رانا ثروت نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور اب تم بھی غداری کی سزا کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو رانا ثروت کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے"...... رانا ثروت نے یکلخت انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ایک شرط پر معاف کر سکتا ہوں کہ تم مجھے لارک کے بارے میں تفصیل بتا دو"...... عمران نے کہا۔

"لارک۔ کون لارک۔ میں تو کسی لارک کو نہیں جانتا"۔ رانا ثروت نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا عمران نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی رانا ثروت کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔

"یہ صرف وارننگ ہے کہ گولیاں تمہارے کان کے قریب سے گزر گئی ہیں ورنہ گولیاں تمہارے سینے پر بھی پڑ سکتی تھیں۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ لارک کارپوریشن کا جنرل مینجر ہے"...... رانا ثروت نے اس بار خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تمہارے اس سے کیسے تعلقات ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میری اس سے طویل عرصہ سے دوستی ہے۔ وہ سپر کلب میں بیٹھتا تھا اور میں بھی وہاں جاتا رہتا تھا۔ پھر وہ میرا دوست بن گیا۔ اس وقت میں سیکشن آفیسر تھا اور یہ دوستی اب بھی قائم ہے جبکہ میں سیکرٹری بن گیا ہوں۔ وہ دوستوں کا دوست ہے"...... رانا ثروت نے کہا۔

"یہ لارک کارپوریشن کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"بزنس پلازہ میں ہے۔ اس کی ایکسپورٹ کی بہت بڑی کمپنی ہے"...... رانا ثروت نے کہا تو عمران نے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ تڑتڑاہٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ ہی رانا ثروت کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس بار گولیاں واقعی اس کے سینے پر پڑی تھیں۔ عمران نے مشین پسٹل واپس جیب میں رکھا اور اٹھ کر اس نے رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ رانا ثروت ہلاک ہو چکا تھا۔ رسیاں کھول کر اس نے اس کا بنڈل بنایا اور اسے ایک طرف پھینک کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس باہر پورچ میں آ گیا۔ وہاں ویسے ہی کار کی سائیڈ میں دربان بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران اس پر جھک گیا اور چند لمحوں بعد کلک کی آواز کے ساتھ ہی دربان کا جسم ایک لمحے کے

لئے زور دار انداز میں تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور وہ بے ہوشی کے دوران ہی ختم ہو چکا تھا۔ وہ چونکہ عمران کو پہچانتا تھا اس لئے اس نے اسے ہلاک کرنا ضروری سمجھا ورنہ بات سر سلطان تک پہنچ جاتی کہ ... ثروت کو عمران نے ہلاک کیا ہے اور ظاہر ہے وہ اس سے ناراض ہو جاتے جبکہ اب ایسا نہیں ہو گا۔ باقی ملازمین کو معلوم ہی نہیں تھا کہ کون آیا اور کون نہیں۔ عمران نے کار سٹارٹ کی اور اسے پھاٹک سے باہر نکال کر اس نے پھاٹک باہر سے بند کیا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

ہاورڈ اور گوسٹی دونوں ایک رہائش گاہ کے کمرے میں موجود تھے۔ ... دونوں نے نئے میک اپ کر لئے تھے اور نئے کاغذات کے ساتھ ... ں نے ایک اسٹیٹ ڈیلر کے ذریعے یہ رہائش گاہ اور کار حاصل کی ...۔

"ہاورڈ۔ چیف اس بار ہمیں کوئی بڑی سزا نہ دے دے"۔ گوسٹی ... کہا تو خاموش بیٹھا ہوا ہاورڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں" ...... ہاورڈ نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے ہم اس مشن میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ عمران ہر لحاظ سے اپنے آپ کو ہم سے سپر ثابت کر دیا ہے اور اب بھی ... ے پاس مشن مکمل کرنے کا کوئی لائحہ عمل نہیں ہے"۔ گوسٹی ... کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ عمران

سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ معلوم کر لینا ناممکن ہے جبکہ اس سے معلوم کئے بغیر ہم اس گروپ کو ٹریس بھی نہیں کر سکتے۔ ویسے مجھے عمران کی بات پر سو فیصد یقین ہے کہ یہ گروپ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے لیکن چیف مانتا ہی نہیں۔ اب تم بتاؤ کہ کیا کیا جائے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کیوں نہ اس عمران کو ہلاک کر دیا جائے"...... گوسٹی نے کہا تو ہاورڈ بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہاں۔ فائدہ تو واقعی نہیں ہو گا لیکن اب کیا کیا جائے۔ آخر اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے تو کچھ نہیں ہو گا"...... گوسٹی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں ایک کال کے انتظار میں ہوں۔ شاید اس سے مسئلہ حل ہو جائے"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی بے اختیار چونک پڑی۔

"کس کی کال"...... گوسٹی نے کہا۔

"یہاں کے اسٹیٹ بینک کے گورنر کا پرسنل سیکرٹری ہے عثمان علی"...... ہاورڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہاورڈ نے رسیور اٹھانے سے پہلے لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ راتھر بول رہا ہوں"...... ہاورڈ نے بدلے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"عثمان علی بول رہا ہوں مسٹر راتھر۔ میں نے آپ کا کام کر دیا ہے۔ آپ کہاں ملیں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جہاں آپ کہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تو پھر آپ سٹار کلب میں پہنچ جائیں۔ میں وہاں موجود ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کہاں ہے یہ سٹار کلب"...... ہاورڈ نے کہا۔

"سراج روڈ پر بڑا مشہور کلب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ہم ایک گھنٹے بعد وہاں پہنچ جائیں گے"...... ہاورڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم نے اس کے ذمے کیا کام لگایا تھا"...... گوسٹی نے کہا۔

"میں نے اس کے ذمے لگایا تھا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ ایم سی کے روح رواں اور پاکیشیا کے ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان کی فیملی بہن بھائی والدین وغیرہ کہاں رہتے ہیں اور ان میں سے کس کا رابطہ ڈاکٹر احسان سے ہے"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ واقعی یہ بہت اچھی لائن آف ایکشن ہے۔ لازماً کسی نہ کسی سے اس کا رابطہ ہو گا۔ ویری گڈ"...... گوسٹی نے کہا تو ہاورڈ بے اختیار مسکرا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے کوٹھی

سے نکلے اور سراج روڈ کی طرف بڑھ گئے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ سٹار کلب کے سامنے پہنچ گئے۔ ہاورڈ نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کلب کے ہال میں داخل ہوئے تو ہال میں موجود افراد کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ البتہ وہاں موجود افراد کا تعلق طبقہ امراء سے ہی دکھائی دیتا تھا۔ ہاورڈ کی نظریں ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں اور پھر اس نے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے نوجوان عثمان علی کو دیکھ لیا تو وہ اس کی طرف چل پڑا۔ عثمان علی نے بھی انہیں دیکھ لیا اور ہاتھ اٹھا کر انہیں اشارہ کیا۔ وہ چونکہ اس وقت جس نئے میک اپ میں تھے اسی میک اپ میں ہاورڈ نے اس عثمان علی سے ملاقات کی تھی اور اسے پیشگی کے طور پر کافی بڑی رقم بھی دی تھی اس لئے عثمان علی اسے پہچانتا تھا۔ البتہ گوسٹی پہلی بار عثمان علی سے مل رہی تھی۔

"یہ میری مسز ہیں مارسیا راتھر"...... ہاورڈ نے میز کے قریب جا کر عثمان علی سے گوسٹی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ عثمان علی پہلے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ہاورڈ اور گوسٹی سے مصافحہ کیا اور پھر ان کے بیٹھنے پر اس نے خود ہی بلیک وہسکی کا آرڈر دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے آرڈر کی تعمیل کر دی۔

"آپ نے اس اہم کام کے لئے اس قدر آدمیوں سے بھرے ہوئے ہال کا انتخاب کیوں کیا ہے"...... ہاورڈ نے شراب پیتے ہوئے کہا تو عثمان علی بے اختیار مسکرا دیا۔

"سچی بات یہ ہے جناب کہ مجھے آپ سے خوف آ رہا تھا۔ میں نے سنا ہوا کہ جو غیر ملکی معلومات کے عوض بھاری رقم دیتے ہیں معلومات حاصل کر کے معلومات دینے والے کو ہلاک کر کے اپنی رقم واپس حاصل کر لیتے ہیں"...... عثمان علی نے شراب پیتے ہوئے کہا تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"ایسے وہ لوگ ہوتے ہوں گے جو گھٹیا طبقے سے تعلق رکھتے ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمارا اس طبقے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے اگر یہاں کوئی سپیشل روم ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"ہاں ہے"...... عثمان علی نے کہا اور جام میں موجود شراب کا آخری گھونٹ حلق میں انڈیل کر اس نے جام رکھا اور اٹھ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔

"آئیں میرے ساتھ"...... عثمان علی نے کہا تو وہ دونوں اٹھ کر اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری میں پہنچ گئے۔ عثمان علی نے ایک بند دروازے کے لاک کو کھولا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے ہاورڈ اور گوسٹی بھی اندر داخل ہو گئے۔ عثمان علی نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر سائیڈ دیوار پر موجود ایک پینل کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا ہے"...... عثمان علی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہاورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا معلومات ملی ہیں"...... ہاورڈ نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو عثمان علی نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر ہاورڈ کی طرف بڑھا دیا۔ ہاورڈ نے کاغذ کھولا اور اس پر موجود تحریر کو پڑھنا شروع کر دیا۔

"نیلم گڑھ یہ کہاں ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"دارالحکومت سے ساڑھے تین سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے نیلم گڑھ۔ یہ ڈاکٹر احسان کا آبائی گاؤں ہے۔ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ اس کی بیوی اپنے بچوں سمیت ایکریمیا میں رہتی ہے۔ وہ ایکریمین تھی۔ ڈاکٹر احسان کا والد فوت ہو چکا ہے البتہ اس کی بوڑھی ماں اور اس کی ایک چھوٹی بہن اس گاؤں میں رہتی ہے۔ یہ بہن بھی بیوہ ہے اور اس کے دو بچے ہیں جو چھوٹے ہیں یہ سب وہیں نیلم گڑھ میں ہی رہتے ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر احسان جہاں بھی ہو بہرحال اس کا رابطہ اپنی ماں سے فون پر رہتا ہے۔ وہ اپنی ماں سے بے حد محبت کرتا ہے"...... عثمان علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مکان کا نام کیا ہے۔ عجیب سا لفظ ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"مکان کا نام روشن ہاؤس ہے۔ ڈاکٹر احسان علی کے والد کا روشن علی تھا۔ اس کے نام پر مکان کا نام ہے"...... عثمان علی نے کہا۔

"وہاں کا فون نمبر بھی درج ہے۔ فون کرو اور کنفرم کراؤ واقعی جو کچھ تم نے بتایا ہے وہ درست ہے"...... ہاورڈ نے کاغذ

کر کے اسے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو عثمان علی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سامنے میز پر پڑے ہوئے فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے پہلے انکوائری کا نمبر پریس کیا۔ ہاورڈ نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"نیلم گڑھ کا رابطہ نمبر دے دیں"...... عثمان علی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عثمان علی نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں عثمان علی بول رہا ہوں دارالحکومت سے۔ اسٹیٹ بینک کے گورنر کا پرسنل سیکرٹری ہوں۔ ڈاکٹر احسان صاحب تو یہاں موجود نہیں ہیں"...... عثمان علی نے کہا۔

"جی نہیں۔ وہ تو کافی دنوں سے نہیں آئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے ان سے ضروری رابطہ کرنا ہے"...... عثمان علی نے کہا۔

"جی نہیں۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

"آپ ان کی ہمشیرہ ہیں شاید"...... عثمان علی نے کہا۔

"جی ہاں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ اپنی والدہ سے معلوم کریں۔ انہیں معلوم ہو گا"۔ عثمان علی نے کہا۔

"جی بہتر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"جی"...... عثمان علی نے کہا۔

"ان کو بھی معلوم نہیں ہے کیونکہ ڈاکٹر احسان علی خود ہی فون کرتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے"...... عثمان علی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب تو آپ کنفرم ہو گئے"...... عثمان علی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمارا مسئلہ تو حل نہیں ہو سکا۔ ہمارا خیال تھا کہ اس کی والدہ یا بہن کو اس کا فون نمبر معلوم ہو گا اور اس طرح اس سے رابطہ ہو جائے گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ آپ نے جو کام میرے ذمے لگایا تھا وہ میں نے کر دیا ہے"...... عثمان علی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ہاورڈ نے کہا اور جیب سے ایک گڈی نکال کر اس نے عثمان علی کی طرف بڑھا دی۔

"شکریہ جناب"...... عثمان علی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آؤ مارسیا"...... ہاورڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل آئی۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا"...... گوسٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر احسان نے لازماً منع کر دیا ہو گا کہ اس کا نمبر کسی کو نہ بتایا جائے ورنہ اس کی بہن ماں یا اس کی بھانجیوں یا بھانجوں کو لازماً اس کا علم ہو گا۔ اس لئے ہم وہیں جا رہے ہیں"۔ ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً چار گھنٹوں کی تیز ڈرائیونگ کے بعد ان کی کار نیلم گڑھ میں داخل ہو گئی۔ یہ کافی بڑا قصبہ تھا لیکن روشن ہاؤس کا انہیں جلد ہی علم ہو گیا۔ یہ ایک قدیم دور کا بنا ہوا کافی بڑا مکان تھا۔ ہاورڈ نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

"پہلے اس مکان میں گیس فائر کرنا ہو گی ورنہ یہاں مسئلہ بھی بن سکتا ہے"...... ہاورڈ نے جیب سے گیس پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

"ویسے بھی ہم غیر ملکی ہیں اس لئے یہ لوگ شاید ہم سے نہ ہی ملیں"...... گوسٹی نے کہا۔

"تم بیٹھو۔ میں آ رہا ہوں"...... ہاورڈ نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ مکان چونکہ آبادی سے قدرے ہٹ کر بنا ہوا تھا اس لئے کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ ہاورڈ نے دیوار کے قریب جا کر پسٹل سے چار کیپسول اندر فائر کئے اور پھر

واپس مڑ کر وہ کار کی طرف آ گیا۔ اس نے کار آگے بڑھا کر اسے مکان
کے عقبی سائیڈ پر لے جا کر روک دیا۔ عقبی دیوار کے ساتھ ایک
پرانا درخت تھا جس کی شاخیں اس مکان کے اندر تک چلی گئی
تھیں۔

" آؤ اب گیس کے اثرات ختم ہو گئے ہوں گے "...... ہاورڈ نے
کہا اور کار سے باہر نکل کر وہ تیزی سے درخت کی طرف بڑھا اور پھر
درخت پر سے ہوتا ہوا وہ بڑی آسانی سے اندر کود گیا۔ گوسٹی نے اس
کی پیروی کی۔ مکان پر خاموشی طاری تھی اور اس کا انداز دیہاتی تھا۔
انہوں نے تھوڑی دیر بعد ہی سارا مکان گھوم لیا۔ وہاں ایک کمرے
میں ایک بوڑھی عورت بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس عورت کو
دیکھ کر ہاورڈ سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر احسان کی ماں ہے۔ پھر اس نے اس
کی بہن اور اس کے بچوں کو بھی ٹریس کر لیا۔ یہ ایک بارہ تیرہ
سال کا لڑکا اور سات آٹھ سال کی لڑکی تھی۔ ہاورڈ کے کہنے پر ان سب
کو ایک بڑے کمرے میں اکٹھا کر لیا گیا۔ باقی وہاں چار ملازمین بھی
بے ہوش پڑے ہوئے تھے جنہیں ہاورڈ نے بے ہوشی کے عالم میں ہی
گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا۔ پھر اس نے ایک سٹور نما کمرے سے
رسیاں ڈھونڈ نکالیں اور چاروں کو اس نے کرسیوں پر ان رسیوں کی
مدد سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک لمبی گردن والی بوتل
نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے باری باری ان چاروں کی ناک
سے لگا دیا۔ آخر میں اس نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور اسے جیب میں

ڈال کر وہ اور گوسٹی سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر
بعد سب سے پہلے وہ جوان عورت کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئی۔
اس کے بعد اس کی لڑکی۔ پھر بوڑھی عورت اور آخر میں وہ لڑکا ہوش
میں آ گیا۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کون ہو تم "...... سب نے حیرت اور خوف کے
ملے جلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" مجھے ڈاکٹر احسان کا فون نمبر چاہئے۔ اگر بتا دو تو میں تمہیں
زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ تمہاری گردنیں کاٹ دوں گا "...... ہاورڈ نے
غراتے ہوئے کہا لیکن تھوڑی ہی دیر کی کوشش کے بعد وہ سمجھ گیا کہ
اس بوڑھی عورت اور اس جوان عورت کو واقعی اس کا فون نمبر
معلوم نہیں تھا اور ڈاکٹر احسان کا بھانجا اور بھانجی دونوں ابھی بچے
تھے اس لئے انہیں ویسے بھی معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔

" اس بوڑھی کو ذبح کر دو مارسیا "...... اچانک ایک خیال کے
تحت ہاورڈ نے کہا۔ اسے اچانک شک پڑا تھا کہ ڈاکٹر احسان کی بہن
نمبر جانتی ہے لیکن بتا نہیں رہی۔ گوسٹی سر ہلاتی ہوئی اٹھی۔ اس نے
جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور جا کر بوڑھی عورت کی گردن پر
رکھ دیا۔ بوڑھی عورت کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔

" رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ بڑی اماں کو مت مارو "۔ اچانک
اس لڑکے نے چیختے ہوئے کہا تو ہاورڈ تیزی سے اس کی طرف مڑ گیا۔

" کیا نام ہے تمہارا "...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"میرا نام نعمان ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ بڑی اماں کو مت مارو"۔ لڑکے نے کہا۔

"میں چیک بھی کروں گا اس لئے سوچ لو۔ اگر غلط بتایا تو نہ صرف تمہاری بڑی اماں بلکہ تمہاری ماں کو بھی ذبح کر دیں گے اور اگر تم نے سچ بتا دیا تو میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ چھوڑ کر ہم واپس چلے جائیں گے"...... ہاورڈ نے کہا تو اس لڑکے نے نمبر بتا دیا۔

"یہ کہاں کا نمبر ہے اتنا لمبا"...... ہاورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ماموں نے بتایا تھا کہ یہ ایک مسلم ملک دماک کا نمبر ہے"۔ نعمان نے جواب دیا تو ہاورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"دماک۔ اوہ۔ تو ڈاکٹر احسان دماک میں ہے"...... ہاورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہیں موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"دماک کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... ہاورڈ نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جو نمبر بتا گیا وہ واقعی وہی تھا جو نعمان کے بتائے ہوئے نمبروں کے آغاز میں تھا۔ ہاورڈ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نعمان کا بتایا ہوا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔

"تم بات کرو گے نعمان۔ لیکن اگر تم نے ہمارے بارے میں کچھ بتایا تو سب کو ذبح کر دیں گے۔ عام سی باتیں کرو"...... ہاورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اٹھ کر رسیور نعمان کے کان سے لگا دیا جبکہ گوسٹی اسی طرح خنجر اس بوڑھی عورت کی گردن پر رکھے کھڑی تھی۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں نیلم گڑھ پاکیشیا سے نعمان بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر احسان صاحب کا بھانجا۔ ان سے بات کرا دیں"...... نعمان نے کہا۔ گو اس کے لہجے میں گھبراہٹ نمایاں تھی لیکن وہ بچہ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب رہا تھا۔

"ہولڈ کریں۔ ہم چیک کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاورڈ سمجھ گیا کہ وہاں کوئی ایسی مشین موجود ہے جس سے وہ چیک کریں گے کہ کیا واقعی کال جہاں سے کہا جا رہا وہیں سے کی جا رہی ہے یا نہیں۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں نعمان۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے جبکہ میں نے تمہیں خصوصی طور پر منع کیا تھا کہ کال مت کرنا"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماموں آج میرا نتیجہ آگیا ہے اور میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا ہوں۔ آپ جلد از جلد مجھے انعام دیں"...... نعمان نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ مبارک ہو۔ اپنی ماں کو بھی مبارک باد دینا۔ میں

خود تو آ نہیں سکتا البتہ انعام بھجوا دوں گا۔ اس وقت میں بے حد معروف ہوں اور رات کو میں خود فون کروں گا۔ اللہ حافظ "۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاورڈ نے رسیور نعمان کے کان سے علیحدہ کیا اور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آجاؤ مارسیا"...... ہاورڈ نے کہا تو مارسیا تیزی سے پیچھے ہٹی۔ اس کے ساتھ ہی ہاورڈ نے جیب سے مشین پسٹل نکالا جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی چند لمحوں میں ڈاکٹر احسان کی ماں اس کی بہن۔ بھانجا اور بھانجی چاروں ہلاک ہو چکے تھے۔

"آؤ اب نکل چلیں"...... ہاورڈ نے مشین پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریڈ ایجنسی کا چیف ڈکسن اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈکسن نے کہا۔

"پاکیشیا سے لارک کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... ڈکسن نے کہا۔

"لارک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد لارک کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈکسن بول رہا ہوں"...... ڈکسن نے کہا۔

"باس جو کام آپ نے میرے ذمے لگایا تھا اس کی رپورٹ دینی ہے"...... لارک نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ کیا رپورٹ ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

" ڈاکٹر احسان اور دیگر ماہرین کا گروپ پاکیشیا میں ہی موجود ہے اور علی عمران نے انہیں کہیں چھپا رکھا ہے"...... لارک نے کہا۔

" تفصیل بتاؤ۔ کیسے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

" سیکرٹری وزارت خزانہ رانا ثروت سے میرے گہرے تعلقات ہیں۔ میں نے اسے دس ہزار ڈالر دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ میرے کہنے پر ڈاکٹر احسان سے فون پر بات کرے تاکہ چیک ہو سکے کہ ڈاکٹر احسان کہاں سے بول رہا ہے۔ میں نے چیکنگ مشینری سیکرٹری کے فون سے منسلک کر دی۔ اس کے بعد رانا ثروت نے ڈاکٹر احسان سے بات کی لیکن اس کا فون نمبر تو معلوم نہ ہو سکا البتہ یہ بات طے ہو گئی کہ وہ بول پاکیشیا سے ہی رہا تھا"...... لارک نے کہا۔

" رانا ثروت نے مجھے فون کر کے بتایا کہ عمران سیکرٹری خارجہ سر سلطان کے ہمراہ اس کی رہائش گاہ پر پہنچا اور اس نے رانا ثروت سے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس نے خصوصی طور پر کیوں ڈاکٹر احسان سے بات کی ہے لیکن رانا ثروت نے اسے بتایا کہ دوسرے روز مالیاتی معاملے میں ایک خصوصی میٹنگ ہے جس میں ایک معاملے پر بحث ہونی تھی اس لئے رانا ثروت نے ڈاکٹر احسان سے اس معاملے کے بارے میں مشورہ کیا ہے۔ چنانچہ عمران مطمئن ہو کر واپس چلا گیا۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ عمران نے انہیں

چھپایا ہوا ہے۔ ان کا فون نمبر ہماری جدید ترین مشینری بھی چیک نہیں کر سکی"...... لارک نے جواب دیا۔

" اور رانا ثروت کا کیا ہوا"...... ڈکسن نے پوچھا۔

" کیا ہونا تھا۔ کیا مطلب"...... لارک نے چونک کر کہا۔

" مطلب ہے کہ وہ زندہ ہے یا نہیں"...... ڈکسن نے کہا۔

" وہ زندہ ہے جناب۔ اسے کیا ہونا تھا۔ وہ بہت بڑا عہدیدار ہے۔ سیکرٹری ہے"...... لارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اور تمہارے پاس تو عمران نہیں پہنچا"...... ڈکسن نے کہا۔

" میرے پاس۔ نہیں۔ وہ میرے پاس کیوں آئے گا"...... لارک نے کہا۔

" تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے لارک۔ بہرحال اگر وہ نہیں پہنچا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے شک نہیں پڑا۔ لیکن مسئلہ اس گروپ کی لوکیشن کو چیک کرانا ہے۔ تم اس سلسلے میں مزید کیا کر سکتے ہو"...... ڈکسن نے کہا۔

" میں نے تو کوشش کی ہے جناب۔ لیکن اب مزید کیا ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود کسی سے بات کرتا ہوں"۔ ڈکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" عمران پر ہاتھ ڈالے بغیر بات نہیں بنے گی لیکن اس پر ہاتھ کون ڈالے۔ ہاورڈ اور گوسٹی تو اس قابل نہیں ہیں"...... ڈکسن نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کسی ایسے ایجنٹ کے بارے میں سوچ رہا تھا جو عمران کا مقابل ثابت ہوسکے کہ اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو ڈکسن نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... ڈکسن نے کہا۔

"پاکیشیا سے ہاورڈ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو ڈکسن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کراؤ بات"...... ڈکسن نے کہا۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ہاورڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے مشن کے بارے میں"...... ڈکسن نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"باس میں نے حتمی طور پر معلوم کر لیا ہے۔ ماہرین کا گروپ پاکیشیا میں نہیں ہے بلکہ مسلم ملک دماک میں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈکسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ دماک میں۔ کیسے معلوم ہوا"...... ڈکسن نے کہا تو ہاورڈ نے عثمان علی سے ملاقات اور پھر نیلم گڑھ پہنچ کر ساری کارروائی اور فون پر ڈاکٹر احسان سے ہونے والی بات چیت اور انکوائری سے دماک کا رابطہ نمبر معلوم کرنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران درست کہہ رہا تھا کہ گروپ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے اور مجھے معلوم ہے کہ دماک میں اسلامی سیکورٹی کونسل کا آفس ہے اور اس کا انچارج عمران کی طرح خطرناک ایجنٹ کرنل فریدی ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس۔ میں بھی اسے اچھی طرح جانتا ہوں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"پھر اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"میں اور گوسٹی دماک شفٹ ہو جاتے ہیں اور خاموشی سے وہاں کام کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس گروپ کو ٹریس کر لوں گا کیونکہ فون نمبر مجھے معلوم ہے اور فون نمبر سے لوکیشن ٹریس کی جا سکتی ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کرنل فریدی بے حد ہوشیار اور محتاط آدمی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ فون نمبر سے تم لوکیشن ٹریس نہ کر سکو۔ بہرحال تم وہاں شفٹ ہو جاؤ اور پھر مجھ سے رابطہ کرنا۔ میں اس دوران اپنے ذرائع سے اس فون نمبر کو چیک کراتا ہوں"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس۔ فون نمبر نوٹ کریں"...... ہاورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

"اوکے"...... ڈکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تو یہ ہے اصل ڈاجنگ۔ عمران نے گروپ کو تو کرنل فریدی کی نگرانی میں دماک میں رکھا ہوا ہے اور مختلف کالیں کرا کر وہ ظاہر

یہی کر رہا ہے کہ گروپ پاکیشیا میں ہے۔ اگر لارک عمران کے بارے میں بات نہ کرتا تو پھر شاید مجھے ہاورڈ کی بات پر یقین نہ آتا لیکن عمران آسانی سے ایسے چکر چلا سکتا ہے کہ دماک سے ہونے والی کال کو مشینری پر پاکیشیا ہی ظاہر کرے"...... ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے دماک کا رابطہ نمبر دیں"...... ڈکسن نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتایا گیا۔ ڈکسن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گلستان کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راحت سے بات کراؤ۔ میں ایکریمیا سے پارس بول رہا ہوں"۔ ڈکسن نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ راحت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا یہ نمبر محفوظ ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل محفوظ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈکسن بول رہا ہوں"...... ڈکسن نے کہا۔

"اوہ آپ باس۔ حکم فرمایئے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی راحت کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔ کیونکہ راحت دماک میں ریڈ ایجنسی کی نمائندگی کرتا تھا۔ وہ گلستان کلب کا مالک بھی تھا اور مینجر بھی۔

"ایک فون نمبر نوٹ کرو۔ یہ دماک کا نمبر ہے اس کی لوکیشن چیک کرنی ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈکسن نے نمبر بتا دیا۔

"اب تھوڑا سا پس منظر بھی سن لو تاکہ تم اسی انداز کا کام کر سکو"...... ڈکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

"کرنل فریدی تو ان دونوں دماک سے باہر گیا ہوا ہے۔ ویسے یقیناً اس نے اس نمبر کو خفیہ رکھوایا ہوا ہو گا لیکن میں لوکیشن ٹریس کر لوں گا"...... راحت نے کہا۔

"اتنی حتمی بات کیسے کر رہے ہو"...... ڈکسن نے کہا۔

"باس۔ یہ نمبر سٹیلائٹ کا ہے اور جس سٹیلائٹ کا یہ نمبر ہے اس کا چیف انجینئر میرا دوست ہے۔ میں اسے بھاری رقم دے کر لوکیشن معلوم کر لوں گا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی"۔ راحت نے کہا۔

"گڈ۔ کتنی دیر میں کام ہو سکتا ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"اگر وہ مل جائے تو ایک گھنٹے کے اندر"...... راحت نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے تو مجھے کال کر لینا"۔ ڈکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو اچھا ہے کہ کرنل فریدی ڈھاک میں موجود نہیں ہے۔ اگر لوکیشن کا علم ہو جائے تو ہاورڈ بڑی آسانی سے کام کر لے گا"۔ ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز سے فائل نکالی اور کام میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ ڈائریکٹ فون کی گھنٹی تھی اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈکسن بول رہا ہوں"...... ڈکسن نے کہا۔

"راحت بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ تم۔ کیا رپورٹ ہے"...... ڈکسن نے چونک کر کہا۔

"کامیابی باس۔ میں نے اس فون نمبر کی لوکیشن چیک کر لی ہے"...... راحت نے کہا۔

"گڈ شو۔ کیا تفصیل ہے"...... ڈکسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ڈھاک کی معروف کالونی ساربان کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں یہ نمبر نصب ہے۔ ڈاکٹر یوسف عزیز کے نام پر ہے اور یہ کوٹھی ڈاکٹر یوسف عزیز کی رہائش گاہ ہے"...... راحت نے کہا۔

"کس طرح معلوم کیا ہے۔ کیا آسانی سے معلوم ہو گیا ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے پہلے ایکس چینج میں ٹرائی کی لیکن مجھے بتایا کہ یہ ٹاپ سیکرٹ نمبر ہے۔ اس کے بعد میں نے اس چیف انجینئر سے رابطہ کیا اور دس ہزار ڈالر دینے پر اس نے معلوم کر کے بتا دیا"۔ راحت نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہاورڈ اور گوسٹی کو تو تم جانتے ہو"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ اس کیس کے سلسلے میں ڈھاک پہنچ رہے ہیں۔ میں انہیں کہہ دوں گا کہ وہ تم سے رابطہ کر لیں۔ تم نے وہاں مشن کی تکمیل میں ان کی مدد کرنی ہے۔ ویسے اس اطلاع پر تمہیں خصوصی انعام دیا جائے گا"...... ڈکسن نے کہا۔

"تھینک یو باس"...... راحت نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈکسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ چونکہ ان دونوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے عمران ان دنوں مطالعہ میں مصروف رہتا تھا۔ سلیمان چونکہ گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے وہ فلیٹ پر اکیلا رہ رہا تھا۔ ناشتہ اور کھانا وہ ہوٹل سے کھا لیا کرتا تھا۔ البتہ چائے اسے خود بنانی پڑتی تھی۔ وہ کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے کتاب پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ سر سلطان کی آواز اور لہجے سے شدید صدمے کی جھلک نمایاں تھی۔

"اوہ آپ۔ کیا ہوا ہے۔ آپ کی آواز اور لہجہ بتا رہا ہے کہ کوئی افسوس ناک بات ہو گئی ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں بیٹے۔ انتہائی افسوس ناک حادثہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر احسان جو کہ ماہر معاشیات ہیں ان کے آبائی گھر میں ان کی والدہ، بیوہ بہن اور دو نوجوان بھانجا اور بھانجی کے ساتھ ساتھ چار ملازمین کو کسی نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہوا۔ کب ہوا ہے اور آپ تک اطلاع کیسے پہنچی"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعہ نیلم گڑھ میں ہوا ہے۔ وہاں کی پولیس نے یہاں دارالحکومت کے اعلیٰ افسران کو اطلاع دی اور اس میں انہوں نے ڈاکٹر احسان کا بھی نام لیا۔ اعلیٰ افسران نے اسٹیٹ بینک سے معلومات کیں تو یہ معاملہ گورنر اسٹیٹ بینک کے نوٹس میں آیا۔ انہوں نے وزارت خزانہ کے ڈپٹی سیکرٹری بشارت سے بات کی تو ڈاکٹر بشارت نے ڈاکٹر احسان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھ سے بات کی کیونکہ انہیں کہیں سے معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر احسان ان دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں کوئی ملکی کام کر رہے ہیں اور سب یہ جانتے ہیں کہ سیکرٹ سروس سے بات چیت میرے ذریعے ہوتی ہے۔ اس طرح مجھے معلوم ہوا تو میں نے فوری طور پر صدر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائی۔ وہ

بھی بے حد افسردہ ہوئے اور انہوں نے اس سانحہ کے ذمہ داران کو گرفتار کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ اب میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ ڈاکٹر احسان کو تم نے فوراً اطلاع دینی ہے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"پولیس نے مجرموں کا کھوج لگایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایک کار دیکھی گئی ہے جس میں ایک غیر ملکی جوڑا سوار تھا۔ یہ کار اس گھر کے قریب ہی کھڑی رہی جہاں یہ واردات ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا"...... سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے خود وہاں جانا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر گہرے غم کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر احسان سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند منٹ تک لائن پر خاموشی طاری رہی۔ عمران سمجھ گیا کہ خصوصی انتظامات کی وجہ سے کال کو باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہو گا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر

احسان کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ آپ کے لئے ایک ایسی خبر ہے جسے میں سنانے کا حوصلہ نہیں کر پا رہا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ انتہائی باہمت اور حوصلہ مند ہیں"...... عمران نے کہا۔ اسے واقعی یہ خبر ڈاکٹر احسان کو بتاتے ہوئے انتہائی ذہنی الجھن محسوس ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا عمران صاحب۔ جلدی بتائیں پلیز"...... ڈاکٹر احسان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کی والدہ کو ڈاکوؤں نے شہید کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکوؤں نے شہید کر دیا ہے۔ اماں کو۔ اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ اوہ"...... ڈاکٹر احسان کی حالت واقعی خراب ہو گئی تھی۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو صبر دے ڈاکٹر احسان صاحب۔ جو مقدر میں لکھا ہو بہرحال وہی ہوتا ہے"...... عمران نے باقاعدہ افسوس کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوا کیسے۔ پلیز تفصیل بتائیں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"ابھی تفصیل کا علم نہیں ہے۔ میں خود وہاں جا کر تفصیل معلوم کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن میرے بھانجے نعمان کو تو میرے فون نمبر کا علم ہے۔ کل

میری اس سے بات بھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے بھی رات کو فون کرنے کا کہا تھا لیکن رات کو بھی میں اہم کام میں مصروف رہا۔ اس لئے مجھے یاد نہیں رہا۔ انہوں نے تو مجھے ابھی تک فون بھی نہیں کیا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ یہ اس کے لئے نئی بات تھی کہ ڈاکٹر احسان کے بھانجے کو ان کا فون نمبر معلوم تھا۔

" ڈاکٹر صاحب۔ اب کیا بتاؤں۔ آپ کی والدہ کے ساتھ ساتھ آپ کی ہمشیرہ اور بھانجی اور بھانجے کو بھی شہید کر دیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسے رسیور گرنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

" یس"...... عمران نے کہا۔

" ڈاکٹر صاحب بے ہوش ہو گئے ہیں۔ آپ نے ان سے کیا بات کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آپ ان کے گروپ کے کسی دوسرے ڈاکٹر بلا کر میری بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

" ڈاکٹر آغا سے بات کریں"...... چند لمحوں بعد کہا گیا۔

" ڈاکٹر آغا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر آغا کی آواز سنائی دی۔ عمران چونکہ پہلے مصر جا کر ان سے مل چکا تھا اس لئے وہ اس کی آواز پہچانتا تھا اور پاکیشیا میں بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

" علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ کیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر احسان اچانک بے ہوش ہو گئے ہیں"...... ڈاکٹر آغا نے کہا تو عمران نے انہیں تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ ویری سیڈ۔ رئیلی ویری سیڈ"...... ڈاکٹر آغا نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ سب مل کر ڈاکٹر صاحب کا حوصلہ بڑھائیں"...... عمران نے کہا۔

" وہ تو ہم کر لیں گے لتنے بڑے حادثے کے بعد ظاہر ہے فوری طور پر یہاں اب مزید کام نہ ہو سکے گا اور ویسے بھی ہم سب کو شاید ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پاکیشیا آنا پڑے تاکہ ان کے خاندان کے اس دکھ میں شریک ہو سکیں"...... ڈاکٹر آغا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ آ جائیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

" اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" یہ سب کیسے ہوا۔ وہ غیر ملکی کون تھے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک ایک خیال کے آتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ بالکل ایسا ہی ہوگا۔ یہ کارروائی ہاورڈ نے کی ہو گی۔ اس نے یقیناً ڈاکٹر احسان کے بھانجے سے فون نمبر معلوم کر لیا ہو گا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر افسردگی کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات بھی تھے کیونکہ اگر یہ کارروائی ہاورڈ نے کی ہے تو اس کے نقطہ نظر سے یہ انتہائی گھٹیا حرکت تھی۔

دماک کی ایک رہائش گاہ میں ہاورڈ اور گوسٹی دونوں موجود تھے۔ وہ دونوں آج ہی پاکیشیا سے یہاں دماک پہنچے تھے اور یہ رہائش گاہ انہوں نے ایک پراپرٹی سینڈیکیٹ کے ذریعے حاصل کی تھی۔ ان کی شرط کے مطابق پراپرٹی سنیڈیکیٹ والوں نے ایک جدید ماڈل کی کار بھی رہائش گاہ میں پہنچا دی تھی اور وہ دونوں اس کار میں سوار ہو کر مخصوص مارکیٹ سے جا کر اپنے مطلب کا اسلحہ بھی خرید لائے تھے تاکہ کسی بھی وقت اگر ماہرین کے گروپ کے خلاف حرکت میں آنا پڑے تو انہیں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ وہ دونوں یہاں اصل شکلوں میں تھے۔ انہوں نے اپنے میک اپ ختم کر دیئے تھے کیونکہ یہاں عمران نہیں تھا جو انہیں پہچانتا تھا۔ گو انہیں معلوم تھا کہ کرنل فریدی یہاں موجود ہے لیکن چونکہ ان کا کبھی کرنل فریدی سے آمنا سامنا نہ ہوا تھا اس لئے انہیں یقین تھا کہ کرنل فریدی انہیں

نہیں جانتا ہوگا۔

"اب پہلے فون نمبر کے مطابق اس کی لوکیشن ٹریس کی جائے تب ہی کام آگے بڑھ سکے گا"...... گوسٹی نے کہا۔

"میں پہلے چیف کو فون کر لوں۔ اس نے کہا تھا کہ دماک پہنچتے ہی اسے فون کر لیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے ذرائع سے زیادہ آسانی سے لوکیشن چیک کرا سکتا ہے اس لئے یقیناً اس نے لوکیشن چیک کرالی ہوگی"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سرہلا دیا۔ ہاورڈ نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... ہاورڈ نے کہا تو دوسری طرف سے دماک سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔ تو ہاورڈ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ریڈ ایجنسی کے چیف ڈکسن کی آواز سنائی دی۔ چونکہ ہاورڈ نے ڈائریکٹ فون کے نمبر پریس کئے تھے اس لئے براہ راست چیف نے ہی رسیور اٹھایا تھا۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں باس۔ دماک سے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کہاں سے بول رہے ہو۔ کیا ہوٹل سے"...... چیف نے پوچھا۔

"نو سر۔ میں نے اور گوسٹی نے یہاں پہنچ کر ایک پراپرٹی سینڈیکیٹ کے ذریعے ایک کوٹھی حاصل کی ہے اور اب ہم اس

کوٹھی میں موجود ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کیا فون نمبر ہے تمہارا"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو ہاورڈ نے فون پیس پر موجود نمبر بتا دیا۔

"میں ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں فون کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاورڈ نے بھی رسیور رکھ دیا۔ چونکہ اس نے نمبروں کے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے گوسٹی بھی ساری بات چیت بخوبی سن رہی تھی۔

"کیا مطلب۔ چیف نے ایسا کیوں کیا ہے"...... گوسٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف اس اہم مشن میں محتاط رہنا چاہتا ہوگا"...... ہاورڈ نے کہا اور پھر چار پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہاورڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ہاورڈ بول رہا ہوں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ڈکسن بول رہا ہوں ہاورڈ"...... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

"یس باس"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تم نے جو فون نمبر بتایا تھا اس فون نمبر کی لوکیشن ٹریس کر لی گئی ہے۔ دماک میں ریڈ ایجنسی کا فارن ایجنٹ ہے۔ وہ گلستان کلب کا مالک اور مینجر راحت ہے۔ یہ لوکیشن میرے کہنے پر راحت نے

معلوم کی ہے۔ اس کے مطابق یہ دماک کی ایک رہائشی کالونی ساربان کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ ہے اور راحت نے جدید ترین آلات کی مدد سے یہ بھی چیک کر لیا ہے کہ اس کوٹھی میں دس افراد موجود ہیں۔ اندر انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی انتظام بھی موجود ہے۔ راحت خود اس کے خلاف کارروائی کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے روک دیا ہے کیونکہ بغیر تصدیق کے اتنا بڑا اقدام درست نہیں ہے اور پھر یہ کارروائی تم جیسا کوئی ایجنٹ ہی کر سکتا ہے۔ راحت نے کوٹھی کے اندر موجود افراد کی فلم بھی تیار کی ہے۔ تمہاری فائل میں ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان کی تصویر بھی موجود ہے۔ تم راحت کے پاس جا کر یہ فلم دیکھو۔ اگر اس میں ڈاکٹر احسان موجود ہے تو پھر یہی کوٹھی ہماری مطلوبہ کوٹھی ہے۔ اسے تم میزائلوں سے اڑا دو اور اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر تم اس کا حفاظتی نظام بریک کر دو اور اندر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کر کے وہاں موجود تمام لوگوں کا میک اپ سپیشل میک اپ واشر سے واش کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہیں یہاں میک اپ میں رکھا گیا ہو۔ اگر میک اپ واش ہو جائے تو ان کا خاتمہ کر دو"...... چیف ڈکسن نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا فون نمبر میں نے راحت کو بتا دیا ہے اور تمہارے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔ تم گلستان کلب میں جا کر اس سے ملو اور پھر تمام

کارروائی کرو۔ راحت تمہارے تحت کام کرے گا"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس"...... ہاورڈ نے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ گوسٹی۔ اب کام کا وقت آگیا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہمیں پہلے اس کوٹھی کا چکر لگا کر راحت کے پاس جانا چاہئے"۔ گوسٹی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کوئی خاص وجہ"...... ہاورڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ہمیں خود ایک نظر اس کوٹھی کی لوکیشن دیکھ لینی چاہئے۔ اس طرح اس کے خلاف کارروائی کا منصوبہ بناتے ہوئے خاصی آسانی ہو جائے گی"...... گوسٹی نے کہا تو ہاورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار ساربان کالونی میں داخل ہو رہی تھی۔ چونکہ ہاورڈ پہلے کئی بار دماک آ چکا تھا اس لئے یہ جگہ اس کے لئے نئی نہ تھی۔ وہ اس کی سڑکوں اور کالونیوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ ساربان کالونی میں داخل ہو کر وہ مختلف سڑکوں سے گزرتے رہے اور آخر کار خاصی تگ و دو کے بعد وہ اس کوٹھی کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گئے جس کے بارے میں چیف نے بتایا تھا۔ یہ نیلے رنگ کی ایک متوسط ٹائپ کی کوٹھی تھی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔ گیٹ پر ڈاکٹر یوسف عزیز کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ وہ کار چلاتے ہوئے بھی کوٹھی کو دیکھتے ہوئے آگے نکل گئے اور پھر کچھ فاصلے پر جا کر

کر انہوں نے سائیڈ پر کار موڑ دی اور اب وہ اس سڑک پر پہنچ گئے جو
اس کوٹھی کے عقب سے گزرتی تھی۔ عقبی طرف سے کوٹھی کی چار
دیواری خاصی اونچی تھی۔

" یہ کوٹھی تو مجھے خالی دکھائی دیتی ہے"...... گوسٹی نے کہا تو
ہاورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی ہے۔ اس پر چھائی
ہوئی خاموشی کچھ عجیب سی لگتی ہے"...... ہاورڈ نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے کار کافی آگے لے جا کر ایک مخصوص پارکنگ میں
روک دی۔

"آؤ اسے اچھی طرح چیک کر لیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

" تم کار ہی میں بیٹھو۔ میں اکیلی جاتی ہوں۔ اس طرح کسی کو
شک نہیں پڑے گا"...... گوسٹی نے کہا تو ہاورڈ نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ گوسٹی کار سے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس کوٹھی کی طرف چلی
گئی۔ پارکنگ ایسی جگہ پر تھی کہ وہاں سے کوٹھی کا گیٹ واضح طور پر
نظر آ رہا تھا۔ گوسٹی سیدھی گیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر
اس نے گیٹ پر پہنچ کر کال بیل بجائی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور
ایک مقامی آدمی باہر آ گیا۔ گوسٹی اس سے بات چیت کرتی رہی۔ پھر
سر ہلاتی ہوئی واپس مڑی تو وہ آدمی واپس اندر چلا گیا اور گوسٹی واپس
کار میں آنے کی بجائے سائیڈ گلی میں داخل ہو کر ہاورڈ کی نظروں سے
غائب ہو گئی۔ ہاورڈ خاموش بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اسے گوسٹی کی

صلاحیتوں کا بخوبی علم تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد اس نے کوٹھی کا
پھاٹک کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر اس پھاٹک سے گوسٹی باہر آئی تو وہ
بے اختیار چونک پڑا۔ گوسٹی نے وہیں پھاٹک پر کھڑے کھڑے اسے
کوٹھی کی طرف آنے کا اشارہ کیا تو ہاورڈ کار سے اترا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ گوسٹی کے اس طرح پھاٹک سے باہر
آنے کا مطلب تھا کہ گوسٹی نے سائیڈ سے اندر بے ہوش کر دینے
والی گیس فائر کی اور پھر عقبی طرف سے ہی اندر گئی اور پھر پھاٹک
سے باہر آ گئی۔ ہاورڈ جب پھاٹک پر پہنچا تو گوسٹی اس دوران واپس مڑ
کر اندر چلی گئی تھی۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ ہاورڈ کوٹھی کے اندر داخل
ہو گیا۔

" آؤ ہاورڈ۔ کوٹھی تو واقعی خالی ہے۔ بس یہ ایک چوکیدار یہاں
موجود ہے۔ البتہ میں نے کوٹھی کو چیک کیا ہے۔ لگتا ہے یہاں کافی
لوگ رہائش پذیر رہے ہیں"...... گوسٹی نے کہا تو ہاورڈ نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاورڈ نے خود بھی پوری کوٹھی چیک کر
لی۔ وہاں واقعی ایسے آثار موجود تھے کہ وہاں کافی تعداد میں لوگ
رہتے رہے ہوں اور وہاں مشینری بھی نصب رہی تھی جسے اب اکھاڑ
لیا گیا تھا۔

" اب اس چوکیدار کو ہوش میں لا کر معلوم کرنا پڑے گا"۔ ہاورڈ
نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اسے اٹھا کر کار میں ڈالیں اور گلستان کلب لے

چلیں۔ راحت اس سے خود ہی ساری پوچھ گچھ کر لے گا۔ یہاں کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"تمہاری تجویز بھی ٹھیک ہے لیکن پھر مجھے یہاں کار اندر لے آنا پڑے گی"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ایک اور کام ہو سکتا ہے کہ یہاں سے راحت کو کال کر کے اسے کہیں کہ وہ اس آدمی کو اٹھوا کر یہاں سے لے جائے"۔ گوسٹی نے کہا۔

"کمال ہے تم یا تو بالکل خاموش رہتی ہو لیکن جب کام کرنے پر آتی ہو تو تمہارا ذہن انتہائی تیزی سے کام کرنے لگتا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"مجھے کام کرنے کا موقع ہی کہاں ملا ہے"...... گوسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہاورڈ نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گلستان کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"راحت سے بات کرائیں۔ میں ہاورڈ بول رہا ہوں"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ میں مینجر راحت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا یہ فون محفوظ ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہاں۔ آپ کون ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تمہیں میرا نام نہیں بتایا گیا حالانکہ میں نے بتایا ہے کہ میں ہاورڈ بول رہا ہوں ریڈ ایجنسی کا ہاورڈ"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ آپ۔ استقبالیہ لڑکی نے ہارڈ بتایا تھا۔ شاید اسے سننے میں غلطی لگ گئی ہے۔ میں تو آپ کا منتظر تھا۔ چیف نے فون کر کے مجھے بتایا ہے کہ آپ دماک پہنچ چکے ہیں"...... راحت نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے جس کوٹھی کے بارے میں چیف کو بتایا تھا۔ میں اس کوٹھی سے ہی بول رہا ہوں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے راحت کی حیرت کی شدت سے قدرے چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے اس کے لئے یہ انتہائی سخت ذہنی دھماکہ تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ تم نے کب اس کوٹھی کو چیک کرایا تھا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کل رات۔ کیوں"...... راحت نے کہا۔

"اس وقت کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے اس میں صرف ایک ملازم موجود ہے اور کوئی نہیں ہے لیکن کوٹھی کی حالت بتا رہی ہے کہ یہاں کچھ لوگ رہتے رہے ہیں اور یہاں مشینری بھی رہی ہے۔ اس

لئے اب اس ملازم سے ہی سب معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ تم اس آدمی کو اپنے کلب لے جانے کا انتظام کرو کیونکہ یہاں کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے"...... ہاورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ویری سیڈ۔ میں تو اس کوٹھی پر ریڈ کرنے کا سارا انتظام کئے بیٹھا تھا۔ بہرحال میں خود آرہا ہوں"...... راحت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو ہاورڈ نے خود جا کر پھاٹک کھولا۔ باہر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی موجود تھا۔ ساتھ ہی ایک ویگن بھی موجود تھی۔

"میرا نام راحت ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"آجاؤ۔ میں ہاورڈ ہوں"...... ہاورڈ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو راحت اندر آ گیا۔

"یہ گوسٹی ہے اور گوسٹی یہ راحت ہے"...... برآمدے میں کھڑی گوسٹی سے راحت کا تعارف کراتے ہوئے ہاورڈ نے کہا اور ان دونوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔

"تم ویگن اندر لے آؤ پھر اس آدمی کو اس میں ڈالو"...... ہاورڈ نے کہا تو راحت نے اثبات میں سر ہلا دیا اور واپس مڑ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور پھر ویگن کو اندر لے آیا۔ ویگن سے اتر کر اس نے واپس جا کر پھاٹک بند کر دیا اور پھر ویگن میں بیٹھ کر اسے پورچ میں لا کر روکا اور نیچے اتر آیا۔

"وہ اندر کمرے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے"...... گوسٹی نے کہا اور

پھر راحت کو ساتھ لے کر اس کمرے میں گئی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں باہر آئے تو راحت کے کاندھوں پر چوکیدار بے ہوشی کے عالم میں لدا ہوا تھا۔ راحت نے اسے ویگن کی عقبی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔

"آپ کی کار کہاں ہے"...... راحت نے پوچھا۔

"وہ پاس ہی پارکنگ میں۔ تم چلو۔ ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں لیکن تم سے رابطہ کیسے ہو گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"آپ کاؤنٹر پر اپنا نام بتائیں گے تو آپ کو میرے آفس پہنچا دیا جائے گا"...... راحت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویگن میں بیٹھ کر اسے موڑا جبکہ اس بار ہاورڈ نے آگے بڑھ کر خود ہی پھاٹک کھول دیا اور راحت ویگن باہر لے گیا تو ہاورڈ نے پھاٹک بند کر دیا۔

"آؤ گوسٹی"...... ہاورڈ نے چھوٹے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار گلستان کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گلستان کلب کی عمارت جدید بھی تھی اور خاصے وسیع ایریئے میں بنی ہوئی تھی اور کلب بھی امیر طبقے کا لگتا تھا کیونکہ اس میں آنے جانے والے سب افراد امراء طبقے کے افراد نظر آرہے تھے۔ انہوں نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب کا ہال خاصا وسیع تھا اور اسے واقعی انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس پر تین خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔ ان میں

سے دو لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک لڑکی سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے فون رکھا ہوا تھا۔

"میرا نام ہاورڈ ہے اور ہم نے راحت صاحب سے ملنا ہے"۔ ہاورڈ نے کاؤنٹر کے قریب جا کر کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ یس سر"...... لڑکی نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر کھڑے ایک نوجوان کو ہاتھ سے اشارہ کر کے بلایا۔

"انہیں باس کے آفس میں پہنچا آؤ۔ یہ باس کے معزز مہمان ہیں"...... لڑکی نے کہا۔

"یس مس۔ آیئے سر"...... اس نوجوان نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس نوجوان کی رہنمائی میں ایک بڑے آفس میں پہنچ گئے۔ راحت وہاں موجود تھا۔

"آیئے جناب۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا تاکہ اس چوکیدار سے معلومات حاصل کی جا سکیں"...... راحت نے اٹھتے ہوئے کہا تو ہاورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک لفٹ کے ذریعے ایک بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں ایک راڈز والی کرسی پر وہ چوکیدار جکڑا ہوا موجود تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔

"اسے پانی پلاؤ راحت۔ یہ ہوش میں آ جائے گا"...... گوسٹی نے کہا تو راحت نے وہاں موجود ایک آدمی کو حکم دیا۔ اس آدمی نے الماری میں سے پانی کی بھری ہوئی بوتل نکالی۔ پھر اس آدمی کا سر اوپر

اٹھا کر اس نے زبردستی اس کا منہ کھولا اور پانی کی بوتل اس کے منہ میں ڈال دی۔ جب کچھ پانی اس کے حلق میں اتر گیا تو اس نے بوتل ہٹائی اور اسے ایک سائیڈ پر رکھ دیا جبکہ ہاورڈ، گوسٹی اور راحت تینوں اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ہاورڈ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ تم کون لوگ ہو۔ یہ خاتون تو گیٹ پر آئی تھی"...... اس نے گوسٹی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہارا نام پوچھا ہے"...... ہاورڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام رمزی ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"اس کوٹھی میں موجود افراد کہاں گئے ہیں"...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ پاکیشیا گئے ہیں"...... رمزی نے جواب دیا تو ہاورڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کتنے افراد رہتے تھے یہاں"...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"آپ کون ہیں اور کیوں یہ سب کچھ پوچھ رہے ہیں"...... اس بار رمزی نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر الماری سے کوڑا نکالو اور اس کی بوٹیاں اڑا دو"...... اس بار راحت نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جس نے رمزی کے حلق میں پانی ڈالا تھا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ میں تو بے گناہ ہوں۔ میں تو پراپرٹی ڈیلر کا ملازم ہوں"...... رمزی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تم سب کچھ سچ سچ بتا دو تو تمہیں خاموشی سے واپس پہنچا دیا جائے گا ورنہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی اور تم سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاؤ گے"...... ہاورڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں"۔ رمزی کی حالت اب زیادہ خراب ہو گئی تھی کیونکہ ماسٹر نے الماری سے جو کوڑا نکالا تھا اس کی شکل اس قدر خوفناک تھی کہ رمزی کی حالت اسے دیکھتے ہی خراب ہو گئی تھی۔

"آخری موقع ہے تمہارے پاس۔ بتاؤ"...... ہاورڈ نے کہا۔

"وہاں مجھ سمیت دس افراد رہتے تھے جن میں سے مجھ سمیت چار ملازم تھے جبکہ چھ صاحب تھے۔ وہ چھ کے چھ صاحب نیچے تہہ خانے میں بیٹھ کر طویل باتیں کرتے رہتے تھے اور ٹائپ کرتے رہتے تھے۔ ان میں سے بڑا پاکیشیا کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر احسان تھا۔ کل پاکیشیا سے اچانک فون کال آئی تو ڈاکٹر احسان کال سن کر بے

ہوش ہو گئے۔ مجھے پتہ چلا کہ پاکیشیا میں ڈاکوؤں نے ڈاکٹر احسان کی ماں، بہن، بھانجے اور بھانجی کو ہلاک کر دیا ہے جس کی اطلاع ملتے ہی ڈاکٹر احسان بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب انہیں ہوش میں لایا گیا تو سب صاحبان نے مل کر انہیں حوصلہ دیا۔ پھر ڈاکٹر احسان نے پاکیشیا فون کیا تو ان سب نے پاکیشیا جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد چند لوگ آئے اور انہوں نے وہاں موجود تمام مشینری اکھاڑی اور گاڑیوں میں ڈال کر چلے گئے۔ ساری رات کام ہوتا رہا۔ صبح کو یہ سب کوٹھی خالی کر کے اور سامان لے کر ایئرپورٹ چلے گئے جہاں سے انہوں نے اپنا علیحدہ جہاز کرائے پر لیا اور پاکیشیا چلے گئے۔ باقی ملازم بھی فارغ کر دیئے گئے۔ میں چونکہ وہاں پراپرٹی ڈیلر کی طرف سے چوکیدار تھا اس لئے میں وہیں رہا"...... رمزی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آج صبح گئے ہیں"...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"جی ہاں آج صبح۔ میں خود ان کے ساتھ ایئرپورٹ گیا تھا"۔ رمزی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ راحت اسے واپس پہنچا دو"...... ہاورڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو راحت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گوسٹی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب دوبارہ راحت کے آفس میں موجود تھے۔

"اگر ڈاکٹر احسان کی فیملی کے ساتھ کچھ ہوا تھا تو وہی پاکیشیا

جاتے۔ یہ سب کیوں چلے گئے ہیں۔ پھر جس انداز میں انہوں نے کوٹھی خالی کی ہے اس سے تو پتہ چلتا ہے کہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے"...... راحت نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی"...... ہاورڈ نے کہا تو راحت نے پاس پڑا ہوا فون اٹھا کر ہاورڈ کے سامنے رکھ دیا۔ ہاورڈ نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ پہلے چیف سے فون پر بات کر چکا تھا اس لئے اسے رابطہ نمبر یاد تھا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ڈکسن کی آواز سنائی دی۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں باس۔ دماک سے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہاں۔ کیا ہوا۔ کیا مشن مکمل ہو گیا"...... ڈکسن نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو ہاورڈ نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلیو ختم ہو گیا اور اب وہ یہاں واپس بھی نہیں آئیں گے اور نجانے کہاں ٹھہریں۔ یہ تو بہت غلط کام ہوا"...... چیف نے کہا۔

"میرا خیال ہے چیف کہ ہم کامیاب ہو سکتے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کھل کر بات کرو"...... چیف نے کہا۔

"باس۔ مشرق میں مرنے والوں کی رسومات کافی روز تک جاری رہتی ہیں اور یہ لوگ آج گئے ہیں تو لازماً چار پانچ روز تک وہاں رہیں

ے۔ اس گاؤں کو میں جانتا ہوں۔ اس لئے ہم وہاں جا کر بھی ان کا ہ کر سکتے ہیں"...... یقیناً ان ماہرین کی رہائش کے لئے علیحدہ ظام کیا گیا ہو گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"لیکن تم وہاں کس حیثیت سے جاؤ گے۔ ہو سکتا ہے کہ تم اجنبی نے کی وجہ سے مشکوک ہو جاؤ"...... چیف نے کہا۔

"باس۔ ہیومن رائٹس کے خصوصی نمائندے بن کر ہم وہاں جا تے ہیں بشرطیکہ ہمارے پاس ان کے اصل کارڈز ہوں اور اگر یکنگ کی جائے تو یہ کارڈز اوکے کر دیئے جائیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ تم کن ناموں اور حلیوں میں وہاں جانا ہتے ہو"...... چیف نے کہا۔

"مائیک اور مارسیا والے کاغذات اور حلیئے درست رہیں گے"۔ رڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کارڈ تیار کرا کر میں سپیشل ٹریولر ایجنسی کے یعے راحت کے پاس بھجوا دیتا ہوں۔ تم جانے کی تیاری کر دو اور اگر ہیں مدد کی ضرورت ہو تو لارک گروپ سے رابطہ کر لینا۔ میں نے ں کے بارے میں تمہیں پہلے بتایا تھا"۔ چیف نے کہا۔

"نہیں باس۔ ہمیں وہاں کسی گروپ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ہ گوسٹ کام کر لیں گے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال ضرورت پڑنے پر تم رابطہ کر سکتے ہو"۔ چیف نے کہا۔

"یس باس"...... ہاورڈ نے کہا۔

"میں لارک کو تمہارے بارے میں بریف کر دوں گا۔ کاغذات دو گھنٹے میں پہنچ جائیں گے"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاورڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"راحت تم ہمیں وہ فلم دکھا دو تاکہ ان لوگوں کو ہم دیکھ سکیں تاکہ وہاں انہیں پہچاننے میں وقت نہ ہو کیونکہ اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ اس کوٹھی میں مطلوبہ گروپ ہی موجود تھا"...... ہاورڈ نے کہا تو راحت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران صاحب۔ بڑی ہولناک واردات کی ہے ملزموں ...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس چارٹرڈ طیارے پر سوار پاکیشیا سے دماک کی طرف بڑھے چلے جا تھے۔ ان کے ساتھ جوانا اور ٹائیگر بھی تھے جو عقبی سیٹوں پر د تھے جبکہ صفدر عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

ہاں۔ انتہائی سفاکانہ واردات ہے یہ"...... عمران نے سنجیدہ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا آپ کو مکمل یقین ہے کہ یہ واردات ریڈ ایجنسی کے ہاورڈ وستی نے کی ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک

تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تمہیں اس بات پر شبہ ہے"۔ عمران ونک کر کہا۔

" ہاں۔ میرا خیال ہے کہ سرکاری ایجنٹ اس انداز میں بے
افراد اور خصوصاً بچوں کو ہلاک نہیں کر سکتے جبکہ گوسٹی بہر
عورت ہے"....... صفدر نے کہا۔

" ریڈ ایجنسی کے ایجنٹ سفاکی میں مشہور ہیں۔ یہی وجہ ہے
ریڈ ایجنسی کو قصائی ایجنسی بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں سفاکی باقاعد
اعلیٰ صفت کے طور پر شمار کی جاتی ہے"....... عمران نے جواب دیے
ہوئے کہا۔

" آپ نے بتایا تھا کہ یہ دونوں آپ کے ہاتھ لگے تھے۔ آپ اگر
انہیں اس وقت ہلاک کر دیتے تو یہ واردات نہ ہوتی"....... صفدر
نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ میں بھی ان کی سطح پر اتر آتا اور بے
گناہوں کو گولی مار دیتا"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بے گناہ کیسے۔ وہ غیر ملکی ایجنٹ تھے اور پاکیشیا اور مسلم
ممالک کے معاشی مستقبل کے خلاف کام کر رہے تھے"....... صفدر
نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر کوئی شخص یہ سوچے کہ وہ بازار جا کر ایک گن خریدے گا
اور پھر اس گن سے دو سو آدمیوں کو ہلاک کر دے گا تو کیا تم صرف
اس سوچ پر اسے گولی مار دو گے"....... عمران نے کہا۔

" انہوں نے صرف سوچا ہی نہیں بلکہ ایسا کیا بھی ہے"۔ صفدر
نے جواب دیا۔

"اس وقت انہوں نے صرف سوچا تھا۔ البتہ اب انہوں نے جو
ت کی ہے اس کا خمیازہ انہیں لازماً بھگتنا پڑے گا"....... عمران
واب دیا۔

"عمران صاحب۔ اس جہاز میں شاید خوش قسمتی بھی ہمارے
سوار ہو گئی ہے کہ آپ میرے سوالوں کا جواب انتہائی سنجیدگی
یتے رہے ہیں۔ اب یہ بھی بتا دیں کہ آپ کو یقین کیسے ہو گیا
کہ یہ واردات اس ہاورڈ اور گوسٹی کی ہے اور وہ اب دماک پہنچ
ں"....... صفدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل
لیا۔

"خوش قسمتی اس جہاز پر سوار نہیں ہوئی بلکہ سوار ہونے سے
خصت ہو گئی ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"....... صفدر نے چونک کر کہا۔

"میں نے بڑی کوشش کی کہ تمہارا چیف صالحہ کو ساتھ بھیج
لیکن چیف نے صاف انکار کر دیا اور میرے پوچھنے پر اس نے
کہ صفدر عمل کرنے کی بجائے خوش قسمتی پر انحصار شروع کر
ہے"....... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ میرے سوال کا جواب دیں عمران صاحب"....... صفدر نے

"ظاہر ہے صالحہ کی عدم موجودگی میں اب صرف سوال جواب ہی
ہیں۔ رومانٹک گفتگو تو نہیں ہو سکتی"....... عمران نے کہا تو

صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"چلیں ایسا ہی سہی"...... صفدر نے ایک لحاظ سے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاورڈ اور گوسٹی گو وہاں میک میں گئے تھے لیکن ان سے حماقت یہ ہوئی کہ وہ وہاں اپنا مشین پسٹل چھوڑ آئے ہیں۔ یہ مشین پسٹل عقبی دیوار کے قریب باڑ کی اوٹ میں گھاس پر موجود تھا اور دونوں وہیں سے اس مکان میں داخل ہوئے تھے اور وہیں سے واپس گئے کیونکہ اس طرف ان کی کار باہر کھڑی رہی تھی۔ اس مشین پسٹل پر ریڈ ایجنسی کا مخصوص نشان موجود تھا۔ پھر ان کے قدوقامت بھی وہی تھے اور سب سے اہم بات وہی کہ ایسی صفائی ریڈ ایجنسی کا خاصا ہے اور ریڈ ایجنسی کے صرف یہی دونوں ایجنٹ یہاں کام کر رہے تھے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن یہ کیسے طے ہو گیا کہ وہ دماک پہنچ گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"وہ جن حلیوں میں وہاں گئے تھے انہی حلیوں میں ایئرپورٹ پہنچے اور پھر انہی حلیوں میں وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے دماک روانہ ہو گئے"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔

"دماک میں تو کرنل فریدی صاحب موجود ہیں۔ آپ ان سے بات کر سکتے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کسی مشن کے سلسلے میں دماک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور دوسری بات یہ کہ لطف اس وقت آتا ہے جب اپنا شکار خود کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب تک ہم وہاں پہنچیں وہ لوگ اس گروپ کو ٹریس کر کے ختم بھی کر چکے ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ تمہارے چیف نے یہ اطلاع ملتے ہی کہ فون نمبر ریڈ ایجنسی کو معلوم ہو چکا ہے اور دونوں ایجنٹ دماک روانہ ہو گئے ہیں فوری طور پر دماک سے ان لوگوں کو مستقل طور پر یہاں آنے کا حکم دے دیا اور آج صبح چارٹرڈ طیارے سے وہ سب لوگ پاکیشیا پہنچ بھی چکے ہیں اور وہاں کوٹھی بھی مستقل طور پر خالی کر دی گئی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو ہمیں وہاں نہیں جانا چاہئے تھا۔ اب وہاں جا کر کیا کریں گے ہم"...... صفدر نے کہا۔

"تو تم نے کیا سوچا تھا کہ ہم کیوں جا رہے ہیں وہاں"۔ عمران نے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ ہم اس کوٹھی کی حفاظت کریں گے جہاں وہ ماہرین کام کر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ سب ماہرین ڈاکٹر احسان کے ساتھ ابھی کچھ دن رہیں گے کیونکہ ڈاکٹر احسان کے ساتھ جو واردات

گزری ہے اس کے بعد وہ کم از کم ایک ماہ تک ذہنی طور پر کام نہ کر سکیں گے اور مذہبی رسومات میں ظاہر ہے پورا گروپ شامل ہو گا۔ اس کے بعد وہ سب اپنے اپنے ملکوں کو چلے جائیں گے۔ پھر ایک ماہ بعد جب حالات نارمل ہو جائیں گے تو ان کو نئے سرے سے کہیں ایڈجسٹ کر دیا جائے گا چاہے پاکیشیا میں ہی رکھا جائے یا کسی اور مسلم ملک میں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا سوال تو اپنی جگہ رہا کہ پھر ہم وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس ہاورڈ اور گوسٹی سے ڈاکٹر احسان کی والدہ، بہن اور دونوں بچوں کے قتل کا انتقام لینے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ ایسی بات تو میرے سامنے نہ کیا کریں۔ اب کم از کم اتنا تو میں جان گیا ہوں کہ آپ صرف اس کام کے لئے اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتے اور نہ چیف مجھے آپ کے ساتھ بھیج سکتا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہارا کیا اندازہ ہے کہ ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"جو صورت حال آپ نے بتائی ہے اس سے پہلے تو میرا واقعی یہ خیال تھا کہ ہم وہاں جا کر گروپ کی حفاظت کریں گے تاکہ ریڈ ایجنسی کے ایجنٹ ان کا خاتمہ نہ کر سکیں لیکن اب چونکہ صورت حال تبدیل ہو چکی ہے اس لئے اب میرے ذہن میں واقعی کوئی

آئیڈیا نہیں آرہا"...... صفدر نے بڑے واضح انداز میں اعتراف کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہاورڈ اور گوسٹی وہاں پہنچے ہیں اور لامحالہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ماہرین وہاں سے پاکیشیا پہنچ گئے ہیں تو وہ ان کے پیچھے پاکیشیا نہیں آئیں گے کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ جائیں گے کہ وہاں مذہبی رسومات صرف چند روز رہیں گی اس کے بعد وہ لامحالہ ڈماک ہی واپس آئیں گے۔ اس طرح انہیں یہاں چیک کر کے ختم کیا جا سکتا ہے تاکہ آئندہ کی صورت حال کو سنبھالا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے عمران صاحب۔ لیکن کیا ریڈ ایجنسی کے پاس صرف دو ہی ایجنٹ ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے صفدر لیکن ان دونوں نے جو سفاکی دکھائی ہے اس کا خمیازہ تو یہ بھگت لیں۔ پھر جو آئیں گے ان سے بھی نمٹ لیا جائے گا"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس طرح کی باتوں میں وقت گزرتا چلا گیا اور چارٹرڈ طیارہ ڈماک ایئرپورٹ پر پہنچ گیا۔ ایئرپورٹ پر مخصوص مراحل طے کرنے کے بعد وہ سب جب ایئرپورٹ سے باہر آئے تو عمران نے ایک ٹیکسی ہائیر کی اور اسے ساربان کالونی چلنے کا کہہ دیا۔ اس بار ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ عمران خود جبکہ عقبی سیٹ پر ٹائیگر، جوانا اور صفدر تینوں بڑی مشکل سے بیٹھے ہوئے تھے۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے

کے بعد ٹیکسی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی تو عمران نے پہلے
ہی چوک پر ٹیکسی رکوا دی اور وہ سب نیچے اتر آئے۔ ٹائیگر نے میٹر
دیکھ کر ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور وہ سب پیدل آگے بڑھنے لگے۔
"یہاں اس کالونی میں کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔
" اس کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں ماہرین معاشیات
رہائش پذیر تھے اور میں پہلے یہاں اس لئے آیا ہوں تاکہ معلوم کر
سکوں کہ کیا ہارڈ اور گوسٹ واقعی اس کوٹھی کو ٹریس کرنے میں
کامیاب بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ اس کوٹھی کے فون نمبر کو
خصوصی طور پر کرنل فریدی نے سیکرٹ کرایا تھا اس لئے ہو سکتا
ہے کہ وہ اسے ٹریس نہ کر سکے ہوں۔ اس طرح ہم اس کوٹھی میں
رہائش بھی رکھ سکتے ہیں اور یہاں سے انہیں ٹریس بھی کر سکتے
ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر
تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کوٹھی کا
چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔
" اوہ۔ یہ پھاٹک کیوں کھلا ہوا ہے۔ یہاں چوکیدار تو ہونا
چاہئے"۔ عمران نے چونک کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اندر داخل
ہوا ہی تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ پھاٹک کی سائیڈ میں
ایک مقامی آدمی زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے آگے
بڑھا اور اس پر جھک گیا۔ عمران کے ساتھی بھی اندر آ گئے تھے۔
"یہ کون ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جوانا اسے اٹھا کر اندر لے چلو"...... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے
کہا تو جوانا سرہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے زمین پر بے ہوش پڑے
ہوئے اس آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ سب عمارت کی
طرف بڑھ گئے۔
" یہ صرف بے ہوش ہے۔ اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے
ہوش میں لاؤ۔ میں اس دوران کوٹھی کا راؤنڈ لگا لوں"...... عمران
نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کوٹھی کا
راؤنڈ لگا لیا۔ کوٹھی خالی تھی لیکن بہرحال فرنیچر اس میں موجود تھا۔
پھر جب یہ بڑے کمرے میں پہنچا تو اس آدمی کو ہوش آ چکا تھا۔ اس
کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔
" پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مہمانوں میں ہو۔ ہم
ڈاکٹر احسان اور ان کے گروپ کے ہی آدمی ہیں"...... عمران نے
اس آدمی کی حالت دیکھتے ہوئے کہا تو اس کا لٹکا ہوا چہرہ یکلخت
نارمل ہو گیا۔
" مم۔ مم۔ مجھے یہاں کون چھوڑ گیا ہے"...... اس آدمی نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" اس کا مطلب ہے کہ تمہیں یہاں اس کوٹھی میں بے ہوش
نہیں کیا گیا کسی اور جگہ بے ہوش کیا گیا ہے۔ ہم تو سمجھے تھے کہ
تمہیں یہیں بے ہوش کر کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ تم کوٹھی کے کھلے
گیٹ کے ساتھ اندر زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ ہمیں تفصیل سے بتاؤ

کہ کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ اور ہاں پہلے اپنا نام بتاؤ"...... عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

" میرا نام رمزی ہے اور یہاں پراپرٹی ڈیلر کی طرف سے بطور چوکیدار رہتا ہوں۔ جب ڈاکٹر احسان اور ان کے ساتھی یہاں رہتے تھے تب بھی میں بطور چوکیدار رہتا تھا۔ پھر اچانک وہ سب چلے گئے میں اکیلا اس کوٹھی میں تھا کہ ایک عورت نے کال بیل بجائی۔ میں باہر گیا تو اس عورت نے مجھ سے ڈاکٹر یوسف کے بارے میں پوچھا۔ یہ کوٹھی پہلے ڈاکٹر یوسف کی ملکیت تھی جس نے اسے پراپرٹی ڈیلر کو فروخت کر دیا تھا۔ البتہ اس کی نیم پلیٹ ویسے ہی پھاٹک پر موجود ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر یوسف یہ کوٹھی فروخت کر گئے ہیں اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ اب کہاں شفٹ ہوئے ہیں۔ وہ عورت چلی گئی اور میں واپس اندر آ گیا لیکن میں کمرے میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک میرا ذہن کسی لٹو کی طرح گھومنے لگا اور میں بے ہوش ہو گیا اور پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں کسی اور کوٹھی کے ایک بڑے کمرے میں کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا تھا اور سامنے وہ عورت اور دو مرد موجود تھے اور ایک دوسرا آدمی بھی تھا۔ انہوں نے مجھے کوڑے مارنے کی دھمکی دی تو میں نے انہیں سب کچھ بتا دیا کہ وہ پاکیشیا چارٹرڈ طیارے سے چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد مجھے دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے"...... رمزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کیا تم اس جگہ کو یا ان میں سے کسی آدمی کو پہچانتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں۔ وہ سب میرے لئے اجنبی تھے"...... رمزی نے جواب دیا۔

" ان کے حلیئے بتاؤ"...... عمران نے کہا تو رمزی نے حلیئے بتا دیئے۔

" ٹھیک ہے۔ اب تم محفوظ ہو۔ بے فکر رہو۔ وہ اگر تمہیں مارنا چاہتے تو وہیں مار دیتے۔ تم جا کر ہمارے لئے کافی بنا لاؤ"...... عمران نے کہا تو رمزی سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران کے فقرے کے بعد اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" وہ عورت یقیناً گوسٹی تھی لیکن یہاں میں نے دیکھا کہ مشینری کے اکھاڑے جانے کے آثار موجود ہیں اور یہی حماقت کی گئی ہے۔ ہاورڈ ان آثار کو دیکھ کر فوراً سمجھ گیا ہو گا کہ اب اس کوٹھی میں ڈاکٹر احسان اور اس کے ساتھیوں کی واپسی نہیں ہو گی۔ اس لئے اب دو صورتیں ہیں کہ یا تو وہ دوبارہ پاکیشیا جائے گا یا پھر اس بات کا انتظار کرے گا کہ پاکیشیا سے انہیں رپورٹ مل سکے کہ اب وہ کہاں جاتے ہیں۔ یہاں دماک آتے ہیں یا پاکیشیا میں رہتے ہیں یا کسی اور مسلم ملک میں جاتے ہیں"...... عمران نے رمزی کے باہر جانے کے بعد صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" باس۔یہاں میموری ٹیپ فون موجود ہے اور میں نے چیک کیا ہے کہ آج ہی فون کیا گیا ہے"...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

" کیا اس پر ٹائم اور ڈیٹ بھی موجود ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

" یس باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر مخصوص بٹن پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے فون پر موجود سکرین پر تیزی سے نمبر نظر آنے لگے۔ نمبر بدلتے جا رہے تھے۔ جب ایک نمبر رک گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ چند مخصوص نمبر پریس کر دیئے تو فون کے نچلے حصے سے ٹیپ چلنے کی آواز سنائی دینے لگی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ ٹیپ ختم ہونے پر عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" ویری گڈ۔ یہ ہاورڈ کی آواز تھی اور اس نے یہاں سے گلستان کلب کے راحت کو کال کیا ہے۔ راحت یہاں ریڈ ایجنسی کا ایجنٹ ہے اور یقیناً اس رمزی کو اٹھا کر راحت اپنے گلستان کلب لے گیا ہو گا اس لئے اب راحت سے ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں کہاں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ ہاورڈ اور گوسٹی دونوں گلستان کلب میں ہی موجود ہوں"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ بہرحال اب ہمیں گلستان کلب جانا ہو گا۔

بس راحت سے اب مزید معلومات مل سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ماسٹر۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اس راحت کو اٹھا کر یہاں لے آتا ہوں"...... جوانا نے اچانک کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹائیگر تم جوانا کے ساتھ جاؤ اور اس راحت کو اٹھا کر یہاں لے آؤ"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ جوانا کی بجائے میں ٹائیگر کے ساتھ جاؤں گا۔ جوانا یہاں آپ کے پاس رہے گا"...... اچانک صفدر نے بڑے حتمی لہجے میں کہا تو جوانا چونک کر حیرت بھرے انداز میں صفدر کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے صفدر کی بات کی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہیں آسکی۔

" تم فکر مت کرو صفدر۔ جوانا اب وہ جوانا نہیں رہا۔ اب یہ مہذب جوانا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو صفدر صاحب نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ میں یہاں قتل و غارت کر دوں گا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اب مجھے اپنے آپ پر کنٹرول کرنا آگیا ہے"...... جوانا نے کہا۔

" عمران صاحب۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم سب وہاں جائیں اور اس راحت سے معلوم کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ہاورڈ اور گوسٹی وہاں موجود ہوں تو ہم وہاں ان کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں ورنہ جیسے ہی راحت کے

اغوا کا انہیں علم ہو گا تو یہ دونوں ہوشیار ہو جائیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری بات درست ہے صفدر۔ بالکل درست۔ اب ہم سب کو جانا ہو گا۔ آؤ"....... عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے سارے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے

"میری سمجھ میں تمہاری یہ ہیومن رائٹس والی بات نہیں آئی"۔ گوسٹی نے اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے ہاورڈ سے کہا۔ وہ دونوں چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاکیشیا جا رہے تھے اس لئے اس وقت وہ دونوں چھوٹے لیکن تیز رفتار طیارے میں اکیلے تھے۔

"کیوں۔ کیا ہوا"....... ہاورڈ نے جو ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا چونک کر کہا۔

"نیلم گڑھ ایک قصبہ ہے۔ وہاں مرنے والوں کی مذہبی رسومات ادا کی جائیں گی اور ہو سکتا ہے کہ وہاں ڈاکٹر احسان کی وجہ سے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام بھی موجود ہوں لیکن وہاں اس مذہبی تقریب میں ہیومن رائٹس کا کیا کام"....... گوسٹی نے کہا۔

"وہاں آٹھ افراد قتل ہوئے ہیں جن میں ایک بوڑھی عورت اور ایک جوان عورت کے ساتھ ساتھ دو معصوم بچے بھی تھے اور تمہیں

شاید معلوم نہیں لیکن مجھے راحت نے بتایا تھا کہ ورلڈ نیوز میں ان
کی ہلاکت کو انتہائی سفاکانہ سٹوری کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور
ہیومن رائٹس سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ ان پسماندہ ملکوں میں
ایسی سفاکانہ ہلاکتوں کو روکنے کے لئے کام کرے۔ لازماً پاکیشیا کے
اخبارات نے بھی اسے خوب اچھالا ہو گا۔ ایسی صورت میں ہیومن
رائٹس کے دو نمائندے اگر اس مذہبی تقریب میں بھی شرکت کریں
اور اس واقعے کی اپنے طور پر تفصیلات حاصل کرنا چاہیں تاکہ وہ اپنے
ہیڈ آفس کو اس بارے میں تفصیلی رپورٹ دے سکیں تو کسی کو
کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... ہاورڈ نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

"لیکن وہاں یقیناً عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہو گی اور
جو کچھ تم نے بتایا ہے یہ سب کچھ حکام کے حلق سے تو شاید اتر جائے
لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حلق سے نہیں اترے گا اور
ہم دونوں وہاں اکیلے ہوں گے"...... گوسٹی نے کہا۔

"عمران وہاں کیوں ہو گا۔ اسے کیا معلوم کہ یہ واردات ہم نے
کی ہے"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا۔

"ایجنسیوں کے پاس اس بات کا پتہ چلانے کے ہزاروں طریقے
ہوتے ہیں اور تم بھی جانتے ہو اور میں بھی اور اب تمہیں یہ بات بتا
دوں کہ میرا مشین پسٹل وہیں کہیں گر گیا تھا اور یہ مشین پسٹل عام
پولیس کے ہاتھ لگا تو پھر تو شاید اسے چیک نہ کیا جا سکے گا اور اگر یہ

ران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا تو اس پر ریڈ ایجنسی
مخصوص نشان موجود ہے"...... گوسٹی نے کہا تو ہاورڈ بے اختیار
ھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا"...... ہاورڈ نے
لجے میں کہا۔

"چونکہ ہم پاکیشیا سے نکل آئے تھے اس لئے مجھے بتانے کا خیال
ہ رہا تھا۔ لیکن اب جبکہ ہم دوبارہ پاکیشیا جا رہے ہیں تو اس کا
ل مجھے آیا ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو مسئلہ واقعی خراب ہو جائے گا لیکن پھر کیا کیا جائے۔
ہاں کس حیثیت سے جائیں۔ اگر مقامی میک اپ کیا جائے تو
ا نہ مقامی زبان آتی ہے اور نہ ہی وہاں کے مقامی رواجوں سے
آگاہی ہے اور اس طرح تو ہم فوری چیک ہو جائیں گے"۔ ہاورڈ
کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران اس گروپ کی حفاظت خصوصی طور پر
ے گا اور یہ لوگ بھی صرف تھوڑی دیر کے لئے مذہبی رسم میں
ہو کر واپس دارالحکومت آ جائیں گے اس لئے ہمیں اپنا کام
کومت سے ہی منسلک رکھنا چاہئے"...... گوسٹی نے کہا۔

ہونہہ۔ بات تمہاری ٹھیک ہے۔ واقعی میں غلط اندازہ لگا رہا
ہ یہ لوگ وہاں چار پانچ روز تک رہیں گے۔ موجودہ صورت
ی واقعی ایسا نہیں ہو گا اور ان کی رہائش کا انتظام دارالحکومت

میں ہی ہو گا اور یقیناً وہ عمران ہی کرے گا۔ لیکن ہم انہیں ٹریس
کیسے کریں گے"...... ہاورڈ نے کہا۔

" ہم نے راحت کے پاس وہ فلم دیکھی ہے اس لئے میں بھی انہیں
پہچانتی ہوں۔ میں اکیلی وہاں جاؤں گی اور تمہیں تو معلوم ہے ک
میرے پاس یارک ٹائمز کی سپیشل رپورٹر کا خصوصی کارڈ موجود ہے
اور اس کارڈ کو باقاعدہ تسلیم بھی کیا جاتا ہے اور مجھے سپیشل
رپورٹنگ کا تجربہ بھی ہے اس لئے میں یارک ٹائمز کی سپیشل رپور
بن کر وہاں جاؤں گی اور وہاں صرف ان کی نگرانی کروں گی۔ جب
لوگ وہاں سے واپس دارالحکومت پہنچیں گے تو میں چیک کر لوں
کہ یہ کہاں جاتے ہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ شبہ سے بچنے کے
میں پاکیشیا کی مارکیٹ سے ایس ایس خرید لوں۔ اس کی مدد سے
طویل فاصلے سے بھی ان لوگوں کی لوکیشن چیک کر سکتی ہوں۔ ا
طرح ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ کہاں ٹھہرے ہیں اور
وہاں اچانک ریڈ کر کے ہم ان کا حتمی طور پر خاتمہ کر سکتے ہیں
گوسٹی نے کہا۔

" ویری گڈ گوسٹی۔ تم نے واقعی بہترین اور بے داغ پلاننگ
ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی ہو گا"...... ہاورڈ نے اس کی منصو
بندی سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

" وہاں پاکیشیا میں رہائش گاہ، کاریں اور اسلحہ حاصل کرنے
لئے تمہارا کیا پروگرام ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

" اسلحہ مارکیٹ سے خرید لیں گے اور کوٹھی کسی پراپرٹی
سنڈیکیٹ سے مل جائے گی کاروں سمیت"...... ہاورڈ نے کہا۔

" یہ اچھا ہے۔ ورنہ میرا خیال تھا کہ شاید تم لارک والی ٹپ
استعمال کرو گے"...... گوسٹی نے کہا۔

" نہیں۔ میں وہاں کسی ٹپ کو استعمال نہیں کرنا چاہتا کیونکہ
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسے معاملات میں انتہائی تیزی سے
کام کرتی ہے اور ہم خوامخواہ مارے جائیں گے"...... ہاورڈ نے کہا تو
گوسٹی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

گلستان کلب دو منزلہ عمارت پر مشتمل تھا۔ البتہ اس کا ایریا خاصا وسیع تھا۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر لے جا کر پارکنگ میں روک دی اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔ کلب طبقہ امراء کا ہی لگتا تھا کیونکہ وہاں آنے جانے والے سب امیر اور اعلیٰ طبقے کے افراد تھے۔ عمران، صفدر، ٹائیگر اور جوانا چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے ہال میں داخل ہوئے تو وسیع و عریض ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ ایک طرف وسیع کاؤنٹر تھا جہاں تین لڑکیاں موجود تھیں۔ ان میں سے دو تو سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک سٹول پر بیٹھی تھی اور اس کے سامنے فون رکھا ہوا تھا اور وہ رسیور کان سے لگائے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ عمران کاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے ایک سائیڈ پر خالی میز کی طرف بڑھ گیا تو اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے مڑ گئے۔

"ہاٹ کافی لے آؤ"...... ان کے بیٹھتے ہی سر پر پہنچ جانے والے

ویٹر سے مخاطب ہو کر عمران نے کہا تو ویٹر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ یہاں آ کر بیٹھ گئے"...... صفدر نے کہا۔

"تم نے شاید جولیا کی عدم موجودگی میں اس کی سیٹ سنبھال لی ہے۔ تم سپر ایجنٹ ہو۔ کچھ تو اپنی سپر ایجنسی کا خیال کرو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ پہلے یہ کنفرم کرنا چاہتے ہیں کہ راحت آفس میں موجود ہے یا نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"دیکھا۔ ایک چابک سے سدھر گئے ہو۔ یہ ہوتی ہے ٹرینی کی مہارت"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے ویٹر نے ہاٹ کافی کے برتن میز پر رکھنے شروع کر دیئے۔

"مینجر راحت صاحب آفس میں ہیں"...... عمران نے بڑے سرسری سے لہجے میں ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ لیکن وہ کسی اجنبی سے نہیں ملتے۔ آپ کو جو کام ہو وہ اسسٹنٹ مینجر رابرٹ سے مل کر کرا لیں"...... ویٹر نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"اب زبردستی کرنا پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس کے آفس کا پتہ تو چلے کہ کہاں ہے"...... صفدر نے کہا۔

" کاؤنٹر سے معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کافی پینے کے بعد عمران نے ویٹر کو بلایا اور ایک بڑا سا نوٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔

" باقی تمہاری ٹپ۔ ویسے مینجر راحت کا آفس تہہ خانوں میں ہے یا دوسری منزل پر"...... عمران نے پہلے کی طرح سرسری سے لہجے میں کہا۔

" دوسری منزل پر"...... ویٹر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی واپس مڑ گیا۔

" آؤ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے جہاں فون کرنے والی لڑکی اب فارغ بیٹھی ہوئی تھی۔

" مینجر راحت سے کہو کہ ریڈ ایجنسی کے ایشیا سیکشن کے لوگ آئے ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ وہ سب اپنے اصل حلیوں میں تھے اس لئے عمران نے یہ بات کی تھی۔

" ریڈ ایجنسی ایشیا سیکشن"...... لڑکی نے چونک کر کہا۔

" مس جلدی کریں۔ اٹ از ایمرجنسی"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔ لڑکی نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" کاؤنٹر سے میری بول رہی ہوں چیف۔ کاؤنٹر پر چار ایشیائی افراد

موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق ریڈ ایجنسی کے ایشیا سیکشن سے ہے"...... میری نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" چیف سے بات کریں"...... میری نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور ہاتھ میں لے لیا۔

" ہیلو"...... عمران نے رسیور لے کر کہا۔

" آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میرا نام ولیپ ہے اور میرا تعلق کافرستان سے ہے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ مگر آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" ریڈ ایجنسی کے چیف ڈکسن نے ہمیں حکم دیا ہے کہ یہاں پہنچ کر آپ سے ملیں اور پھر آپ ہماری بات چیف سے کرائیں۔ اس کے بعد چیف آپ کو ہمارے بارے میں کوئی خاص ہدایت دے گا"۔ عمران نے کہا۔

" سوری جناب۔ میں اجنبیوں سے نہیں ملتا۔ میں پہلے چیف سے بات کروں گا اس کے بعد آپ سے بات ہو سکتی ہے۔ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہم تو ایئر پورٹ سے سیدھے یہاں آ رہے ہیں۔ اب آپ جہاں کہیں وہیں ٹھہر جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ یہاں ہوٹل گلشن میں ٹھہر جائیں۔ میں وہاں آپ کو کال کر لوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چیف نے اجازت دے دی ہے۔ کہاں ہے ان کا آفس"۔ عمران نے میری سے کہا۔

"دوسری منزل پر۔ لفٹ سے چلے جائیں"...... لڑکی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر ایک طرف بنی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ چکے تھے۔ وہاں گیلری میں دو مسلح افراد موجود تھے۔

"چیف نے ملاقات کے لئے اجازت دی ہے"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ان کے لئے یہاں کھڑے ہوں اور دونوں مسلح افراد نے اثبات میں سرہلا دیئے اور عمران آگے بڑھ گیا۔ آخر میں ایک دروازہ تھا۔ عمران نے اس پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے۔ یہ واقعی ایک وسیع آفس تھا جسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک مقامی آدمی موجود تھا جو رسیور کان سے لگائے نمبر پریس کرنے میں مصروف تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر وہ بے

اختیار اچھل پڑا۔ اس نے بجلی کی تیزی سے رسیور کریڈل پر رکھا اور دراز کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران جو اس دوران میز کی سائیڈ پر پہنچ چکا تھا ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"ہم دوست ہیں دشمن نہیں مسٹر راحت۔ ہمیں انتہائی ایمرجنسی تھی اس لئے مجبوراً اس انداز میں آنا پڑا۔ ہاتھ اوپر کر لو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ آفس ساؤنڈ پروف تھا اور سب سے آخر میں آنے والے ٹائیگر نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا تھا۔

"مم۔ مم۔ مگر تم کون ہو۔ کیا چاہتے ہو"...... راحت نے کہا اور عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا کہ وہ فیلڈ میں کام کرنے والا آدمی نہیں ہے۔

"ادھر آؤ۔ مجھ سے بات کرو۔ ہم صرف چند منٹ لیں گے"۔ عمران نے کہا تو راحت اٹھا اور سائیڈ سے نکل کر ایک طرف پڑے ہوئے صوفے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مسٹر راحت۔ اب یہ بتا دیں کہ ریڈ ایجنسی کے ہاورڈ اور گوسٹی کہاں ہیں"...... عمران نے اس کے صوفے پر بیٹھتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آ گیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا اور اس کے مشین پسٹل نکالتے ہی اس کے ساتھیوں نے بھی مشین پسٹل نکال لئے۔

"تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو"...... راحت کی حالت

یکلخت غیر ہوتی چلی گئی تھی۔ وہ اس طرح بول رہا تھا جیسے موت اسے یقینی نظر آ رہی ہو۔

" جو پوچھا ہے اس کا جواب دو اور یہ سن لو کہ ہم نے چند باتیں پوچھنی ہیں۔ اس بارے میں ہمیں چونکہ پہلے سے علم ہے اس لئے یہ سوال میں نے صرف تصدیق کے لئے پوچھا ہے۔ اگر تم صحیح جواب دو گے تو ہم سمجھ جائیں گے کہ تم سچ بول رہے ہو۔ ورنہ دوسری صورت میں جواب تو تم دو گے لیکن تمہارے جسم کی کوئی ہڈی سلامت نہ رہے گی۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے تمہاری چیخیں بھی باہر کوئی نہیں سن سکے گا"...... عمران نے کہا۔

" لیکن تم ہو کون۔ پہلے یہ تو بتاؤ"...... راحت نے کہا۔

" جتنا ہمارے بارے میں کم جانو گے اتنا ہی فائدے میں رہو گے۔ میرے سوال کا جواب دو۔ ورنہ "...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد پڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کی نال راحت کی کنپٹی سے لگا کر اسے دبا دیا۔

" وہ پاکیشیا چلے گئے ہیں"...... راحت نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

" کب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

" تین گھنٹے پہلے ان کے چارٹرڈ طیارے نے یہاں سے پرواز کی ہے"...... راحت نے کہا۔

" کیا تفصیل ہے اس چارٹرڈ طیارے کی اور وہ دونوں کیوں گئے

ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

" طیارہ ایسٹاک کمپنی کا ہے۔ میں نے ہی بکنگ کرائی تھی۔ لیکن میں ایئر پورٹ ساتھ نہیں گیا"...... راحت نے کہا۔

" میں نے پوچھا ہے کہ یہ کیوں گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم"...... راحت نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا سائیڈ پر جا گرا۔ عمران کا زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔

" مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ پلیز پلیز"۔ راحت نے سیدھے ہو کر منہ کے کونوں سے نکلنے والے خون کے قطروں کو بازو سے پونچھتے ہوئے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ ایک ہی تھپڑ سے تکلیف کے مارے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ عمران کے ایک ہی زور دار تھپڑ نے اس کی حالت واقعی خراب کر دی تھی۔ وہ یقیناً صرف کرسی پر بیٹھنے اور حکم چلانے والا ایجنٹ ہی تھا۔ فیلڈ میں شاید اس نے کبھی کام ہی نہ کیا تھا۔ اس لئے اس کی یہ حالت ہو رہی تھی۔

" ہم نے رات کو ساربان کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ کو چیک کیا تھا کیونکہ ریڈ ایجنسی کے چیف ڈکسن نے ایک فون نمبر دیا تھا کہ اس کی لوکیشن چیک کی جائے جو میں نے چیک کر لی اور لوکیشن بتانے والے کو بھی دس ہزار ڈالر دیئے۔ میں اس پوری کوٹھی کو میزائلوں سے اڑانا چاہتا تھا لیکن چیف نے کہا کہ ہاورڈ اور گوسٹی

یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہ پہلے چیکنگ کریں گے پھر کارروائی ہو گی۔ میں ان کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ دونوں ایئر پورٹ سے اتر کر سیدھے اس کوٹھی پر پہنچے تو وہاں صرف ایک چوکیدار تھا۔ کوٹھی خالی ہو چکی تھی۔ انہوں نے فون کر کے مجھے ساری بات بتائی اور پھر میں ویگن لے کر وہاں گیا اور چوکیدار کو اٹھا کر ہم یہاں لے آئے۔ چوکیدار نے بتایا کہ مشینری بھی اکھاڑ لی گئی ہے اور وہ سب صبح چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا چلے گئے ہیں تو ہاورڈ اور گوسٹی نے بھی پاکیشیا جانے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے چیف سے بات کی اور انہیں کہا کہ وہ انہیں ہیومن رائٹس کے کارڈز بجھوا دے اور جب یہ کارڈز آئے تو وہ چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا چلے گئے"...... راحت نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا نام ہیں ان کے"...... عمران نے پوچھا۔

"مائیک اور مارسیا کے ناموں والے کاغذات ان کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں مرنے والوں کی مذہبی رسومات میں سب ماہرین شرکت کریں گے اور وہاں وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیں گے"...... راحت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کی سپیشل فریکونسی کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ انہوں نے بتائی ہے کیونکہ میں نے ان سے کوئی رابطہ تو نہیں کرنا تھا"...... راحت نے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"اس کا خیال رکھنا جوانا۔ میں فون کر لوں"...... عمران نے کہا اور میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس نے اس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ دماک سے۔ اب سے تین گھنٹے پہلے دماک سے ایسٹاک کمپنی کا ایک چارٹرڈ طیارہ پاکیشیا کے لئے روانہ ہوا ہے اور وہاں پہنچنے والا ہو گا۔ اس میں ریڈ ایجنسی کا ہاورڈ اور گوسٹی دونوں ایجنٹ موجود ہیں۔ وہ گروپ کے خاتمہ کے لئے دوبارہ پاکیشیا پہنچ رہے ہیں۔ آپ برائے کرم انہیں کور کر لیں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"راحت اب میں تمہارے سامنے دو صورتیں رکھتا ہوں ان میں سے جو تمہیں پسند آئے وہ تم منتخب کر لو"...... عمران نے مڑ کر

انتہائی سنجیدہ لہجے میں راحت سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کون سی صورتیں "...... راحت نے چونک کر کہا۔

" پہلی صورت تو یہ ہے کہ تم ہمارے لئے یہاں سے پاکیشیا کے لئے طیارہ چارٹرڈ کراؤ اور ساتھ جا کر ہمیں ایئرپورٹ چھوڑ آؤ اور دوسری صورت یہ کہ ہم گولی مار کر تمہیں ہلاک کر دیں اور پھر خود جا کر طیارہ چارٹرڈ کرا کر پاکیشیا چلے جائیں کیونکہ یہ لازمی بات ہے کہ ہمارے جاتے ہی تم نے ریڈ ایجنسی کے چیف ڈکسن کو رپورٹ دے دینی ہے اور اس طرح معاملات خراب ہو سکتے ہیں۔ البتہ ہم یہاں سے چلے جائیں تو پھر چاہے تم رپورٹ دے دینا کیونکہ اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا "...... عمران نے کہا۔

" م۔ مجھے پہلی صورت منظور ہے اور یہ بھی وعدہ کہ تمہارے جانے کے بعد بھی میں رپورٹ نہیں دوں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ چیف بے حد سخت آدمی ہے۔ اس نے فوراً میرے ڈیتھ آرڈر دے دینے ہیں جبکہ اب کسی کو بھی معلوم نہیں کہ تم یہاں آئے بھی ہو یا نہیں "...... راحت نے کہا۔

" گڈ۔ تم واقعی سمجھدار آدمی ہو۔ ٹھیک ہے اب سب کچھ نارمل انداز میں کرو "...... عمران نے کہا تو راحت اٹھا اور دوبارہ میز کے پیچھے کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے اور واقعی تھوڑی دیر بعد جب اس نے رسیور رکھا تو وہ پاکیشیا کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرا چکا تھا۔

ہاورڈ اور گوسٹی دونوں چارٹرڈ طیارے میں موجود تھے۔ اب پاکیشیا کا ایئرپورٹ صرف آدھے گھنٹے کے فاصلے پر رہ گیا تھا کہ سیکنڈ پائلٹ اپنے کیبن سے باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔

" آپ کی کال ہے جناب۔ ایکریمیا سے "...... سیکنڈ پائلٹ نے کہا اور فون پیس ہاورڈ کی طرف بڑھا دیا اور پھر خود واپس چلا گیا۔

" ایکریمیا سے چیف کی۔ لیکن انہیں اس طیارے کا مخصوص نمبر کیسے معلوم ہو گیا "...... ہاورڈ نے حیران ہو کر کہا اور پھر فون کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہاورڈ بول رہا ہوں "...... ہاورڈ نے کہا۔

" ڈکسن بول رہا ہوں ہاورڈ۔ کیا تمہارا طیارہ پاکیشیا پہنچ چکا ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں جناب۔ آدھے گھنٹے بعد پہنچے گا"...... ہاورڈ نے حیران ہو کر کہا۔

"وہاں پاکیشیا ایئر پورٹ پر تمہاری گرفتاری یا ہلاکت کے انتظامات کئے جاچکے ہیں اس لئے تم پائلٹ سے بات کر کے طیارے کو پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایئر پورٹ کی بجائے ان کے دوسرے بڑے شہر کوہسار کے ایئر پورٹ پر لینڈ کراؤ اور وہاں سے کار کے ذریعے دارالحکومت پہنچو"...... چیف نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا اور یہاں بھی آپ نے رابطہ کر لیا"...... ہاورڈ نے حیران ہو کر کہا۔

"راحت نے مجھے کال کر کے تفصیل بتائی ہے اور اس طیارے کا نمبر بھی اس نے بتایا ہے۔ پہلے یہ کام کرو اور پھر مجھے کال کرو۔ میں تفصیل بتا دوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاورڈ نے فون آف کیا اور اسے اٹھائے وہ کیپٹن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آکر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا"...... گوسٹی نے پوچھا۔

"ہم دارالحکومت سے پہلے کوہسار ایئر پورٹ پر ڈراپ ہو جائیں گے۔ پائلٹ سے میری بات ہو گئی ہے"...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پائلٹ کو کہہ دینا تھا کہ وہ اس بات کی اطلاع دارالحکومت ایئر پورٹ کے حکام نہ دے ورنہ کوہسار میں بھی سرکاری ایجنسیاں موجود

ہوں گی"...... گوسٹی نے کہا۔

"میں نے کہہ دیا ہے اور پائلٹ کو ایک گڈی نوٹوں کی بھی دے دی ہے۔ وہ طیارے میں ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے کوہسار ایئر پورٹ پر اترنے کی اجازت لے لے گا اور بعد میں دارالحکومت کے ایئر پورٹ پر جا اترے گا"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"راحت کو کیسے معلوم ہو گیا یہ سب کچھ"...... گوسٹی نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"...... ہاورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود کارڈلیس فون کو آن کر کے تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ریڈ ایجنسی کے چیف ڈکسن کی آواز سنائی دی۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں باس"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کیا تم نے بندوبست کر لیا ہے کوہسار میں اترنے کا"۔ چیف نے کہا۔

"یس باس"...... ہاورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساری تفصیل جو اس نے گوسٹی کو بتائی تھی دوہرا دی۔

"گڈ۔ لیکن اب تمہیں پاکیشیا میں بے حد ہوشیاری سے کام کرنا پڑے گا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں اور عمران یقیناً وہاں پہنچتے ہی سب سے پہلے تم دونوں کو ہی ٹریس کرنے کی کوشش کرے گا"...... چیف ڈکسن نے کہا۔

" ہم نے ہیومن رائٹس والی تجویز ختم کر دی ہے باس۔ گوسٹی نے اس سلسلے میں واقعی اہم باتیں کی ہیں اور اب گوسٹی کی پلاننگ کے تحت ہم نئے انداز میں کارروائی کریں گے"...... ہاورڈ نے کہا۔

" پوری تفصیل بتاؤ"...... ڈکسن نے کہا تو ہاورڈ نے گوسٹی کے یارک ٹائمز کی رپورٹر بننے سمیت ساری پلاننگ تفصیل سے بتا دی۔

" گڈ۔ یہ واقعی اچھی تجویز ہے۔ اگر کوئی اسلحہ وغیرہ تمہیں نہ ملے تو تم لارک کی خدمات حاصل کر سکتے ہو"...... ڈکسن نے کہا۔

" یس باس"...... ہاورڈ نے کہا۔

" یہ سن لو ہاورڈ کہ اب تک تمہاری کارکردگی تمہارے اپنے کام کرنے کے معیار پر پوری نہیں اتر رہی اس لئے میں ناکامی کے الفاظ نہیں سنوں گا۔ ہمیں ہر صورت میں اس گروپ کا خاتمہ کرنا ہے۔ ہر صورت میں۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو"...... ڈکسن نے کہا۔

" یس باس۔ ایسا ہی ہو گا۔ وہ پہلے ٹریس نہ ہو رہے تھے۔ اب وہ ٹریس ہو گئے ہیں اس لئے اب یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... ہاورڈ نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اس نے فون آف کر دیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا رپورٹ ہے ہاورڈ اور گوسٹی کے بارے میں"...... عمران نے کہا۔

" انہیں شاید کوئی اطلاع مل گئی تھی اس لئے انہوں نے اپنا طیارہ کوہسار میں ہی لینڈ کرا لیا اور پھر وہاں سے خالی طیارہ دارالحکومت آیا۔ وہ دونوں کوہسار میں ہی ڈراپ ہو گئے۔ گو بظاہر پائلٹ نے کسی فنی خرابی کی بات کی لیکن مجھے یقین نہیں آیا کیونکہ اگر کوئی خرابی ہوتی تو وہ دونوں وہاں کوہسار میں ڈراپ نہ ہوتے۔ اس لئے میں نے تنویر کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ پائلٹ سے اصل بات

معلوم کرے اور اس نے مجھے بتایا کہ پسنجر کے نام ایکریمیا سے کسی ڈکسن کی کال آئی۔ پھر پسنجر نے ایکریمیا کال کی اس کے بعد پسنجر نے پائلٹ کو بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ فنی خرابی کا بہانہ بنا کر کوہسار میں لینڈ کر جائے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ راحت نے ڈکسن کو پوری رپورٹ دے دی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب انہیں تلاش کرنا ہو گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے احکامات دے دیئے ہیں۔ کوہسار ایئر پورٹ سے ان دونوں کے کاغذات کی نقول منگوائی گئی تھیں اس لئے ان کے موجودہ حلیئے اور ناموں کے بارے میں تفصیلات جولیا تک پہنچا دی گئی ہیں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ریڈ ایجنٹ ہیں اس لئے اتنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں صاحب سے بات کراتا ہوں"۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اس طرح سلام کیا جیسے اس نے فون کیا ہی اس مقصد کے لئے ہو۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حضور فیض گنجور۔ موتی چور۔ اوہ سوری۔ یہ تو شاید مٹھائی کی دوکان پر لکھا ہوا ہوتا ہے موتی چور لڈو۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مٹھائی سپیشلسٹ کی اس قدر قدیم مٹھائی کا نام بدل دوں اور وہاں مٹھائی کی فہرست میں موتی چور لڈو کی بجائے موتی چور سرسلطان لکھ دیا جائے۔ ویسے نام کیسا رہے گا۔ واہ۔ مٹھائی لینے والا بھی خوش اور کھانے والا بھی اس سے زیادہ خوش کہ اتنی قیمتی مٹھائی کھا رہا ہے اور"۔۔۔۔۔۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی لیکن پھر اسے خود ہی اپنی بات روکنا پڑی کیونکہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ مٹھائی تو خوشی کے مواقع کی چیز ہے۔ کیوں بلیک زیرو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ سرسلطان جس عہدے پر ہیں اس عہدے پر

آپ ہی ایسے آدمی ہیں جو ان سے اس قسم کی بات کر لیتے ہیں ورنہ میں نے تو دیکھا ہے کہ صدر مملکت بھی ان سے انتہائی احترام سے بات کرتے ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تو میں نے کب ان کے احترام میں کوئی کمی کی ہے۔ اب تم خود بتاؤ۔ خالی سر سلطان کیا بات ہوئی۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کسی کو کہا جائے ٹانگ طاہر۔ اب تم خود بتاؤ ٹانگ طاہر کیا ہوا۔ اس طرح سر سلطان کیا ہوا۔ موتی چور سلطان ہو تو چلو کوئی بات تو بنتی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اسے معلوم تھا کہ سر سلطان کا فون ہو گا کیونکہ وہ ان کی عادت جانتا تھا۔ اب جب تک عمران سے ان کی تفصیلی بات نہیں ہو جائے گی وہ بے چین رہیں گے۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"کون بول رہے ہو تم۔ طاہر یا عمران"...... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہ طاہر نہ عمران بلکہ ایکسٹو"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کیا تمہارے اس توہین آمیز مذاق کا نشانہ اب میں ہی ر

گیا ہوں۔ اگر تم کہو تو میں یہ سیٹ ہی چھوڑ دوں"...... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے کہنے سے جناب آپ کیا کیا چھوڑیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے کہنے پر دنیا بھی چھوڑ سکتا ہوں۔ میرا مطلب ہے خود کشی بھی کر سکتا ہوں اور اگر تم نے اسی طرح توہین آمیز انداز میں میرے ساتھ مذاق کا سلسلہ جاری رکھا تو میں واقعی ایسا بھی کر گزروں گا"...... سر سلطان نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ میرے کہنے پر صرف ایک کام کر دیں اس کے بعد ہمیشہ کے لئے مذاق بند"...... عمران نے کہا۔

"کون سا کام"...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"آنٹی کو فون کر کے کہہ دیں کہ آپ عمران سے ناراض ہو گئے ہیں کیونکہ عمران نے آپ سے توہین آمیز مذاق کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ نہیں۔ میں اسے یہ نہیں کہہ سکتا"۔ سر سلطان نے انتہائی جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ جھوٹ تو نہیں۔ یہ سچ ہے۔ پھر آپ کیوں جھجک رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر اب حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید وہ سر سلطان کے اس طرح جھجکنے پر حیران ہو رہا تھا۔

"یہ سچ ہے۔ لیکن میں اسے ایسا نہیں کہہ سکتا ورنہ اسؔ نے میری جان کو آجانا ہے۔ تم نے نجانے اسے کیا گھول کر پلا رکھا ہے وہ تمہارے خلاف کسی کی بات سننا تو ایک طرف میری بات سننے کی بھی روادار نہیں ہے۔ اس نے وہ طوفان کھڑا کرنا ہے اور مجھے مجبوراً تم سے معافی مانگنی پڑ جاتی ہے اس لئے سوری۔ میں یہ نہیں کر سکتا"...... سر سلطان نے کہا۔

"تو پھر مذاق برداشت کرتے رہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب آخر میں کر بھی کیا سکتا ہوں"...... سر سلطان نے انتہائی بے بسی سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"سر سلطان آپ بہت زیادہ خشک معاملات میں سر کھپاتے رہتے ہیں اس لئے میں جان بوجھ کر آپ سے مذاق کرتا ہوں تاکہ آپ لیول میں رہیں اور آپ کی صحت درست رہے۔ ویسے میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ کی توہین کروں۔ اس لئے اب آئندہ آپ سے مذاق نہیں کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم میری توہین نہیں کرتے لیکن تم مذاق کرتے وقت ایسی باتیں کر جاتے ہو کہ انسان کی سوچ بھی زخمی ہو جاتی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"آئی ایم سوری سر سلطان۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی ایسے تاثرات ابھر آئے

تھے جیسے سر سلطان کی بات سن کر اسے بے حد افسوس ہو رہا ہو۔

"بہرحال بتاؤ کیسے فون کیا تھا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ڈاکٹر احسان کی والدہ، بہن، بھانجی اور بھانجے کی قل خوانی کب ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں کیا انتظامات ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کل صبح ہے۔ میرے پاس کارڈ آیا ہے۔ میں نے ابھی پڑھا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"جو ماہرین ان کے ساتھ دماک سے آئے ہیں وہ کہاں ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ سیکرٹری خزانہ کو معلوم ہو گا۔ ان کا تعلق تو ان کی وزارت سے ہے۔ ویسے چونکہ وہ ڈاکٹر احسان کے مہمان ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ وہیں نیلم گڑھ میں ہی رہائش پذیر ہوں"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ اب میں خود ہی ان سے بات کر لوں گا۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا سر سلطان اپنی بیگم سے واقعی ڈرتے ہیں جیسے آپ بتا رہے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہر شریف آدمی اپنی بیگم سے ڈرتا ہے اور سر سلطان تو سکہ بند شریف آدمی ہیں۔ ویسے جو کچھ سر سلطان بتا رہے تھے وہ اس حد تک ٹھیک ہے کہ اگر وہ میرے بارے میں آنٹی سے بات کرتے تو آنٹی

نے قطعاً ان کا لحاظ نہیں کرنا تھا۔ ورنہ آنٹی سر سلطان کا بے حد احترام
کرتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیوں۔ اس کی وجہ۔ آپ نے کیا واقعی سر سلطان کے بقول
انہیں کچھ گھول کر پلایا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے
اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" ہر آدمی کی کوئی نہ کوئی مخصوص کمزوری ہوتی ہے۔ اگر اس
کمزوری کو درست طور پر استعمال کیا جائے تو بڑے سے بڑے فولادی
آدمی کو بھی موم بنایا جا سکتا ہے۔ سر سلطان کی بیگم کے والد معروف
شکاری تھے۔ آنٹی کے والد جاگیردار نہیں تھے بلکہ وہ ایک معروف
جاگیردار جنہیں بوجہ جاگیرداری اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لئے
شکاری بننے کا شوق تھا، کے پاس بطور شکاری ملازم تھے اور انہیں
شکار سکھایا کرتے تھے۔ پھر آنٹی کے والد کو کسی جنگل سے چند ایسے
جواہرات مل گئے جن کی بے حد قیمت تھی۔ چنانچہ انہوں نے وہ
جواہرات فروخت کر دیئے اور ان سے حاصل ہونے والی رقم سے
شیئرز خرید لئے۔ اس طرح انہیں کسی کی ملازمت کرنے کی ضرورت
نہ رہی اور انہوں نے ملازمت چھوڑ دی اور صرف شکار کھیلنے تک ہی
اپنے آپ کو محدود کر لیا۔ ویسے وہ بہترین شکاری تھے اور انہوں نے
بطور شکاری اخبارات اور رسائل میں بھی بے شمار مضامین لکھے۔
اس طرح ان کا نام بین الاقوامی سطح پر بھی مشہور ہو گیا۔ آنٹی چونکہ
ان کی بیٹی ہیں اس لئے شکار ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے اور اپنے والد

کے شکاری ہونے پر فخر کرتی ہیں جبکہ سر سلطان کا تعلق ایک متوسط
طبقے کے علم دوست گھرانے سے ہے۔ ان کے پورے گھرانے کا
اوڑھنا بچھونا علم تھا اور انہوں نے اس دور میں جبکہ بہت کم لوگ
پڑھے لکھے ہوتے تھے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور سیکرٹریٹ میں ملازمت
کر لی اور اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور بہتر کارکردگی کی وجہ سے وہ آج
اس پوسٹ پر موجود ہیں۔ لیکن علم دوست گھرانے کا فرد ہونے کی
وجہ سے انہیں شکار وغیرہ سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے اس لئے وہ
شکار کی باتوں سے ہی الرجک ہیں۔ وہ شکار کو فضول اور وقت ضائع
کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس لئے مجبوراً آنٹی ان کے سامنے شکار
یا اپنے والد کے شکاری ہونے کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتیں
اور یہ صرف آنٹی کا بھتیجا علی عمران ہے جس نے نہ صرف آنٹی کے والد
کے شکار پر مبنی تمام کہانیاں پڑھ رکھی ہیں بلکہ وہ ان کی ایسی ایسی
شکاری صلاحیتوں سے بھی واقف ہے کہ ایسی صلاحیتیں آج تک دنیا
کے کسی شکاری میں نہ پیدا ہوئی ہیں اور نہ آئندہ قیامت تک پیدا ہو
سکتی ہیں اس لئے آنٹی اپنے والد کی شکاری صلاحیتوں کے قدر دان بلکہ
قدر شناس کے خلاف بھلا کیسے سر سلطان کی بات سن سکتی ہیں"۔
عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" ایسی ہی کوئی کمزوری آپ اپنی اماں بی کی بھی تلاش کر لیں تو کم
از کم جوتیاں کھانے سے تو بچ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"یہاں معاملہ الٹا ہے۔ اماں بی کی کمزوری میں ہوں اور میری کمزوری اماں بی ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں نے نیلم گڑھ فون کرنا ہے۔ وہاں کا رابطہ نمبر بھی بتا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ کیا نیلم گڑھ کی کوئی انکوائری ہے بھی یا نہیں"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہاں انکوائری ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... اس بار ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان علی صاحب کی رہائش گاہ کا نمبر دے دیں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روشن ہاؤس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں دارالحکومت سے۔ ڈاکٹر احسان

صاحب سے بات کرائیں"....... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"....... تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر احسان کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ آپ کے ساتھ دماک سے جو ماہرین یہاں آئے ہیں کیا وہ آپ کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ سیکورٹی کے نقطہ نظر سے وہ دارالحکومت میں ہی ہیں۔ میں نے انہیں وہاں ڈاکٹر پرویز صاحب کی رہائش گاہ پر ٹھہرایا ہوا ہے۔ ویسے بھی یہ ڈاکٹر پرویز صاحب کی ذاتی خواہش تھی کیونکہ ان سب کے ڈاکٹر پرویز صاحب سے انتہائی دوستانہ تعلقات بھی ہیں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"....... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ جن غیر ملکی ایجنٹوں نے آپ کی والدہ، ہمشیرہ اور بھانجے بھانجی کو شہید کیا ہے میں ان کا سراغ لگانے کے لئے دماک پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے آپ کے بھانجے سے آپ کا فون معلوم کر لیا تھا پھر اس فون نمبر کے ذریعے انہوں نے ساربان کالونی کی وہ رہائش تلاش کر لی تھی جہاں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اس لئے وہ آپ کے پیچھے دماک پہنچ گئے لیکن آپ اس دوران یہاں آ چکے تھے اس لئے وہ بھی اب آپ کے پیچھے یہاں آئے ہیں اور لامحالہ انہوں نے کوشش کی ہے کہ کسی طرح آپ کا اور اس گروپ کے شرکاء کا خاتمہ کر

سکیں اور ہم نے انہیں بہرحال گرفتار کرنے کا کام کرنا ہے۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کل قل خوانی کے دوران کوئی گڑبڑ کریں"...... ڈاکٹر احسان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایسی بات نہیں ہے۔ قل خوانی کے دوران تو تمام اعلیٰ حکام بھی وہاں موجود ہوں گے اور پولیس کا حفاظتی دستہ بھی ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی خفیہ طور پر وہاں موجود ہو گی اس لئے وہ وہاں کسی غلط حرکت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے بلکہ وہ شاید وہاں آئیں ہی نہ۔ البتہ قل خوانی سے پہلے یا قل خوانی کے بعد جب گروپ دارالحکومت پہنچے تو کوئی حرکت کریں۔ اس لئے چیف نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی فول پروف حفاظت کروں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا اور آپ کے چیف کا بے حد شکریہ۔ لیکن وہ کل رات یہاں سے چلے جائیں گے اپنے اپنے ملک اور مجھے تو ابھی ایک ماہ تک نیلم گڑھ میں ہی رہنا ہو گا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر صاحب۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی حفاظت فرمائے۔ آپ قطعی بے فکر رہیں ان ایجنٹوں کو جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ ویسے میری ایک تجویز ہے اگر آپ اس سے اتفاق کریں تو میں بتا دوں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ضرور بتائیں عمران صاحب"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"آپ قل خوانی کے موقع پر کھلے عام اعلان کر دیں کہ اب آپ مستقل طور پر یہاں پاکیشیا میں ہی رہیں گے اور جس پراجیکٹ پر آپ کام کر رہے تھے اب اس پر کام نہیں کر سکیں گے کیونکہ ان سفاکانہ ہلاکتوں کی وجہ سے آپ کا ذہن منتشر ہو گیا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی فون کر کے کہہ دیں کہ وہ بھی ایسا ہی کہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس پراجیکٹ سے پیچھے ہٹ جاؤں جس پر مسلم ورلڈ کے شاندار مستقبل کا انحصار ہے"...... ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ مسئلہ یہ ہے کہ فوری طور پر اب ظاہر ہے کہ اس منصوبے پر کام نہیں ہو سکتا اور آپ کی حفاظت تو یہاں کر لی جائے گی لیکن آپ کے ساتھیوں کی حفاظت دوسرے ممالک میں اس انداز میں نہ ہو سکے گی جس انداز میں آپ کی ہو گی اور ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی بے حد طاقتور ایجنسی ہے۔ اس کے پاس ایجنٹوں کی بھی کمی نہیں ہے اور وہ ہر ملک میں آپ کے ساتھیوں کے خلاف بیک وقت آپریشن بھی کر سکتے ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ آپ کے سارے ساتھیوں کے ساتھ کچھ ہو جائے تو پھر بھی یہ منصوبہ رک جائے گا جبکہ میں اس طرح ریڈ ایجنسی تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ منصوبہ ترک کر دیا ہے۔ اس طرح آپ کے ساتھی ہلاک ہونے سے بچ جائیں گے اور بعد میں خفیہ طور پر کسی بھی جگہ آپ

سب اکٹھے ہو کر یہ کام کر سکتے ہیں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میرے ساتھیوں نے اس سے یکسر انکار کر دینا ہے۔ ہم سب دل وجان سے یہی چاہتے ہیں کہ ایسا ہو جائے اور ہم نے تین چوتھائی کام بھی مکمل کر لیا ہے۔ کیونکہ وہاں وماک میں ہم نے دن رات کام کیا ہے"۔ ڈاکٹر احسان نے دوٹوک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر ایک کام کریں۔ اعلیٰ ترین مقصد کے لئے آپ قل خوانی کے بعد اس پراجیکٹ پر دوبارہ کام شروع کر دیں تاکہ جلد از جلد یہ منصوبہ مکمل ہو سکے۔ میں آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کی حفاظت کا فول پروف انتظام کر دوں گا"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ فوری طور پر ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرا ذہن فوری طور پر کام نہیں کر سکے گا۔ آئی ایم سوری"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں۔ بہرحال میں نے تو اپنا کام کرنا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کو بہتری منظور ہو گی"...... عمران نے کہا۔

" مجھے یقین ہے عمران صاحب کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر پرویز صاحب کی رہائش گاہ کہاں ہے اور ان کی رہائش گاہ کا

فون نمبر بھی بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیلات اور فون نمبر بتا دیا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" ڈاکٹر احسان صاحب فرضی طور پر بھی پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ چونکہ یہ منصوبہ ان کے نقطہ نظر سے مسلم ورلڈ کے مستقبل کو شاندار بنانے کا ہے اس لئے وہ پورے خلوص سے اس سے وابستہ ہو چکے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" تم جولیا سے کہہ کر نعمانی اور چوہان دونوں کو ڈاکٹر پرویز کی رہائش گاہ پر بھجوا دو تاکہ وہ وہاں اس کی نگرانی کرتے رہیں۔ ویسے فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن پھر بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا اور ہاں۔ کل صبح تم نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو نیلم گڑھ بھجوانا ہے۔ میں خود بھی وہاں ہوں گا۔ ہم نے وہاں بھی نگرانی کرنی ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا اور وہ بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نیلم گڑھ جیسے چھوٹے قصبے میں اس وقت عجیب سی صورت حال نظر آ رہی تھی۔ ہر طرف کاریں ہی کاریں نظر آ رہی تھیں۔ دارالحکومت کے تقریباً تمام اعلیٰ حکام وہاں پہنچے ہوئے تھے حتیٰ کہ صدر مملکت بذات خود بھی ڈاکٹر احسان کی والدہ، ہمشیرہ اور بھانجے بھانجی کی قل خوانی کی رسم میں شریک ہونے کے لئے نیلم گڑھ پہنچے تھے۔ اس لئے یہاں ہر طرف پولیس ہی پولیس نظر آ رہی تھی۔ قصبے کے ایک کھلے میدان میں ٹینٹ اور قناتیں لگا کر اس مذہبی رسم کی ادائیگی کے انتظامات کئے گئے تھے لیکن آنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ اتنے وسیع انتظامات کے باوجود جگہ کی تنگی محسوس ہو رہی تھی۔ دارالحکومت کا تقریباً تمام پریس بھی وہاں پہنچا ہوا تھا حتیٰ کہ غیر ملکی پریس کے نمائندے بھی وہاں موجود تھے جن میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ خواتین کے لئے روشن ہاؤس میں انتظامات کئے

گئے تھے۔ اور وہاں بھی بے پناہ رش تھا۔ گوسٹی ایک طرف خاموش کھڑی تھی۔ اس کے گلے میں ایک قیمتی کیمرہ لٹکا ہوا تھا۔ پولیس نے اس کا خصوصی کارڈ بھی چیک کیا تھا لیکن چونکہ کارڈ اصل تھا اس لئے پولیس نے مطمئن ہو کر اسے یہاں کی فوٹو گرافی اور رپوٹنگ کی اجازت دے دی تھی۔ پولیس نے پریس کے نمائندوں کو دوسروں سے امتیازی حیثیت دینے کے لئے سرخ رنگ کی مخصوص پٹیاں دی تھیں جو سب نے بازوؤں پر باندھی ہوئی تھیں۔ ایسی ہی ایک پٹی گوسٹی کے بازو پر بھی موجود تھی۔ اس نے پہلے خواتین میں جا کر فوٹو گرافی کی تھی اور اب وہ اس طرف آئی تھی۔ اس کی تیز نظروں نے ڈاکٹر احسان اور اس کے ساتھیوں کو بخوبی چیک کر لیا تھا۔ ڈاکٹر احسان کے ساتھی ایک ہی جگہ پر اکٹھے موجود تھے۔ مذہبی رسم اب اختتام کے قریب تھی اور گوسٹی کو علم تھا کہ کسی بھی لمحے یہ رسم ختم ہو جائے گی اس لئے وہ اب خاموش کھڑی ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو ڈاکٹر احسان کے ساتھی تھے۔ چونکہ وہ دماک میں راحت کے پاس فلم دیکھ چکی تھی اس لئے وہ اب انہیں بہت اچھی طرح پہچان گئی تھی۔ پھر اس رسم کے اختتام کا اعلان کر دیا گیا اور لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ سب ڈاکٹر احسان سے معانقہ کر کے اور انہیں صبر کی تلقین کر کے واپس جا رہے تھے۔ سب سے پہلے صدر مملکت واپس گئے اور پھر ایک ایک کر کے باقی اعلیٰ حکام بھی جانا شروع ہو گئے لیکن ڈاکٹر احسان کے ساتھی وہاں اس طرح موجود تھے جیسے

انہوں نے واپس ہی نہ جانا ہو۔

"اگر یہ یہیں رہیں تو زیادہ اچھا ہے۔ رات کو یہاں زیادہ آسانی سے کام کیا جا سکتا ہے"...... گوسٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن تھوڑی دیر بعد جب اس نے انہیں ڈاکٹر احسان سمیت واپس جاتے ہوئے دیکھا تو وہ چونک پڑی اور وہ تیزی سے اس طرف کو آ گئی جہاں کاریں موجود تھیں۔ پھر ایک اسٹیشن ویگن کی طرف انہیں بڑھتا ہوا اس نے دیکھ لیا۔ اسٹیشن ویگن کاروں کے درمیان پھنسی ہوئی تھی۔ اس کا ڈرائیور وہیں موجود تھا جو انہیں آتے دیکھ کر مستعد ہو گیا۔ گوسٹی نے جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کی مٹھی میں ایک مخصوص بٹن موجود تھا۔ اس وقت وہ اس اسٹیشن ویگن کے عقب میں موجود تھی اور پھر وہ تیزی سے جھکی اور اسٹیشن ویگن کے بمپر کے اندرونی طرف وہ بٹن چپکا دیا۔ وہ اس انداز میں لڑکھڑا کر جھکی تھی جیسے اس کا پیر اچانک مڑ گیا ہو اور وہ ویگن کے بمپر کا سہارا لے رہی ہو۔ پھر وہ سیدھی ہوئی اور اطمینان سے آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کافی فاصلے پر موجود اپنی کار تک پہنچ گئی۔ اس نے گلے سے کیمرہ اتار کر اسے بیڈ سیٹ پر رکھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ بھی دارالحکومت ہی آئیں گے اور اسے یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ان کی نگرانی کر رہے ہوں گے اس لئے

ان سے پہلے دارالحکومت پہنچ جانا چاہتی تھی۔ اس مخصوص بٹن کی وجہ سے اسے یقین تھا کہ وہ اس اسٹیشن ویگن کو چیک کر لے گی۔ پھر دارالحکومت پہنچ کر اس نے کار سڑک کے کنارے روکی اور ڈیش بورڈ کھول کر اس کے اندر موجود ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر ڈیش بورڈ بند کر دیا۔ اس ریموٹ نما آلے پر بٹن موجود تھے۔ اس نے دو بٹن پریس کئے تو آلے پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دارالحکومت کا نقشہ موجود تھا۔ اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اس نقشے پر ایک جگہ ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو گوسٹی سمجھ گئی کہ اس وقت وہ نقشے پر اس جگہ موجود ہے جہاں یہ نقطہ جل بجھ رہا ہے۔ اس نے اسے ڈیش بورڈ کے اوپر رکھ دیا اور خود اطمینان سے بیٹھ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اسٹیشن ویگن جیسے ہی اس کے قریب سے گزرے گی اسے اس سے سیٹی کی آواز سنائی دے گی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد واقعی اسٹیشن ویگن اس کی کار کے قریب سے تیزی سے گزری اور اس کے ساتھ ہی اسے آلے میں سے ایک لمحے کے لئے سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ گوسٹی خاموش بیٹھی رہی۔ ویسے تو گاڑیاں مسلسل گزر رہی تھیں لیکن وہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آلے میں سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی تو گوسٹی نے بجلی کی سی تیزی سے آلہ اٹھایا۔ اس کے دو نمبر پریس کئے۔ ان نمبروں کے پریس ہوتے ہی سکرین پر ایک سنہرے رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے

بجھنے لگا۔ سکرین پر جو نقشہ موجود تھا اس پر نمبر درج تھے۔ گوسٹی نے غور سے اس نمبر کو دیکھا جس پر یہ نقطہ جل بجھ رہا تھا اور پھر اس نے آلے کو سائیڈ سیٹ پر رکھا اور ڈیش بورڈ سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر اس نے اسے کھولا اور پھر اس پر جھک گئی۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک جگہ دائرہ سا لگا دیا۔

"اسٹیٹ بینک کالونی"...... گوسٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کاغذ تہہ کر کے اس نے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور آلے کو اٹھا کر اس نے اس کا ایک اور بٹن پریس کر دیا اور پھر اطمینان سے کار سٹارٹ کر کے وہ آگے بڑھ گئی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ اسٹیٹ بینک کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس نے آلہ اٹھا کر اس کا ایک اور بٹن پریس کیا اور پھر آلے کو سائیڈ سیٹ پر رکھ کر اس نے کار کو آہستہ آہستہ کالونی کی سڑکوں پر گھمانا شروع کر دیا۔ پھر جیسے ہی اس کی کار ایک سڑک پر مڑ کر آگے بڑھی اچانک آلے میں سے سیٹی کی آواز نکلی تو گوسٹی نے جھپٹ کر آلہ اٹھایا۔ اس پر نہ صرف ایک نقطہ جل بجھ رہا تھا بلکہ سائیڈ پر ایک تیر کا نشان بھی نظر آ رہا تھا۔ اس نے تیر کے نشان کے مطابق دائیں طرف دیکھا۔ کار اس نے اور زیادہ آہستہ کر لی تھی اور پھر اس کی نظریں ایک بڑی کوٹھی پر جم گئیں۔ اس نے کار آگے لے جا کر روکی اور پھر اس کوٹھی کے مین گیٹ کے بالکل قریب سے گزری تو ایک بار پھر آلے میں سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو گوسٹی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب یہ

بات طے ہو چکی تھی کہ وہ اسٹیشن ویگن جو ماہرین کو نیلم گڑھ سے لے کر آئی تھی اس کوٹھی میں ہے۔ کوٹھی کے ستون پر ڈاکٹر پرویز کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ اس نے کوٹھی کا نمبر دیکھا اور کار آگے بڑھا لے گئی۔ کافی فاصلے پر جا کر اس نے کار ایک پارکنگ میں روکی اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جی کالنگ ایچ۔ اوور"...... گوسٹی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ایچ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ہاورڈ کی آواز سنائی دی۔

"اسٹیٹ بینک کالونی کوٹھی نمبر اٹھارہ اے بلاک۔ اوور"۔ گوسٹی نے کہا۔

"کنفرم ہے یہ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ اوور"...... گوسٹی نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم وہیں رکو۔ میں لارک کے ساتھ آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گوسٹی نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ایک سیاہ رنگ کی کار اس پارکنگ میں داخل ہوئی جس میں گوسٹی کی کار بھی موجود تھی اور کار رکتے ہی ہاورڈ اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی باہر آ گیا۔ گوسٹی بھی کار سے اتر آئی۔

"وہ لوگ اندر ہیں ناں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہاں"...... گوسٹی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ لارک اب فائنل کارروائی کا کاشن دے دو"...... ہاورڈ نے اپنے ساتھ موجود آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ مادام گوسٹی کی کار میں واپس چلے جائیں تاکہ جب کارروائی ہو تو آپ کی یہاں موجودگی مارک نہ ہو سکے۔ آپ بہرحال غیر ملکی ہیں"...... لارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری رہائش گاہ پر چلے جاتے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوکے"...... لارک نے کہا تو ہاورڈ نے گوسٹی کو اشارہ کیا اور وہ دونوں کار میں پہنچ گئے۔ اس بار ڈرائیونگ سیٹ پر ہاورڈ تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر گوسٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ کار پارکنگ سے نکلی اور پھر کالونی سے باہر آ گئی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ہاورڈ نے کار ایک وسیع و عریض کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر روکی اور تین بار مخصوص ہارن دیا تو سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر آ گیا۔

"پھاٹک کھولو ٹونی"...... ہاورڈ نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر"...... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھلا اور ہاورڈ کار اندر لے گیا۔ اس نے

کار پورچ میں روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے برآمدے کی سیڑھیاں اترتا ہوا ایک بھاری جسم کا آدمی ان کی طرف آ گیا۔

"ہم نے یہاں لارک کا انتظار کرنا ہے"...... ہاورڈ نے اس آنے والے آدمی سے کہا۔

"آیئے"...... اس آدمی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سٹنگ روم کے انداز میں سجائے گئے کمرہ میں موجود تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دور سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔

"لارک آ گیا ہے شاید"...... گوسٹی نے کہا تو ہاورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو لارک اندر داخل ہوا۔ ہاورڈ اور گوسٹی اس کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گئے کہ وہ کامیاب واپس آیا ہے۔

"کیا خبر ہے لارک"...... ہاورڈ نے کہا۔

"وکٹری۔ ہنڈرڈ پرسنٹ وکٹری"...... لارک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تفصیل بتاؤ"...... ہاورڈ نے کہا۔

"آپ کے جانے کے بعد میں نے اپنے گروپ کو کال کر لیا۔ وہ پہلے سے ہی قریبی علاقے میں موجود تھے اور انہوں نے چند لمحوں میں اس کوٹھی پر چاروں طرف سے میزائلوں کی فائرنگ کر کے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ سب بجلی کی سی تیزی سے نکل گئے۔

میں بھی وہاں سے نکل آیا اور قریب ہی ایک جگہ رک گیا۔ پھر پولیس
اور ایمبولینس کی گاڑیاں جب وہاں پہنچیں تو میں بھی وہاں پہنچ گیا۔
کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی اور پھر ملبہ ہٹایا جانے لگا۔ وہاں
چونکہ بے شمار لوگ اکٹھے ہو گئے تھے اس لئے میں بھی وہاں موجود
رہا۔ پھر معلوم ہوا کہ اندر موجود دس افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کی
کٹی پھٹی لاشیں مل گئی ہیں جن میں کوٹھی کے مالک ڈاکٹر پرویز کی
لاش بھی شامل ہے۔

"وہ لاشیں اب کہاں ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"لاشیں اس وقت سنٹرل ہسپتال میں ہوں گی کیونکہ ظاہر ہے
قانونی طور پر ان کا پوسٹ مارٹم ہو گا"...... لارک نے کہا۔

"کیا کسی طرح ہم وہاں ان لاشوں کو دیکھ سکتے ہیں"...... ہاورڈ
نے کہا۔

"میرا پارک ٹائمز کا کارڈ کام دے سکتا ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ لیکن اس طرح صرف تم ہی جا سکو گی"...... ہاورڈ نے
کہا۔

"وہاں عام لوگوں کی تحویل میں ہوں گی یہ لاشیں۔ انہیں بھاری
رشوت دے کر چیکنگ ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"۔
لارک نے کہا۔

"تو پھر اس کا انتظام کرو۔ میں کنفرم کرنا چاہتا ہوں تاکہ پھر
چیف کو رپورٹ دی جا سکے"...... ہاورڈ نے کہا تو لارک سر ہلاتا ہوا

اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کٹی پھٹی لاشیں کیسے پہچانی جائیں گی"...... گوسٹی نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو آئیڈیا ہو جائے گا اور چھ افراد مختلف ملکوں کے
باشندے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کیا تمہیں شک ہے کہ وہ لوگ اندر موجود نہیں ہوں گے۔
حالانکہ میرا خیال ہے کہ شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے"...... گوسٹی
نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن تم میری عادت تو جانتی ہو کہ میں چیف کو
رپورٹ دینے سے پہلے ہر پوزیشن کو خود کنفرم کرتا ہوں"۔ ہاورڈ نے
کہا تو گوسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد
لارک سٹنگ روم میں داخل ہوا۔

"آئیے جناب۔ تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں"...... لارک نے
کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ چند لمحوں بعد وہ کاروں میں بیٹھے
کوٹھی سے نکلے اور مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک ہسپتال
میں پہنچ گئے۔ یہ کافی بڑا ہسپتال تھا لیکن لارک کا ایک آدمی وہاں
پہلے سے موجود تھا۔ وہ اس کی رہنمائی میں چلتے ہوئے آخرکار ایک
ایسے کمرے میں پہنچ گئے جو شاید مردہ خانے کے طور پر استعمال ہوتا
تھا۔ یہ بڑا سا ہال کمرہ تھا جس کے باہر دو پولیس مین موجود تھے لیکن
لارک کے آدمی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور انہیں اندر آنے کا
اشارہ کر کے وہ اندر داخل ہو گیا۔ پولیس مین خاموش کھڑے رہے۔

لارک کے آدمی کے پیچھے لارک اس کے بعد ہاورڈ اور آخر میں گوسٹی اندر داخل ہوئی۔ ہال میں کافی تعداد میں لاشیں موجود تھیں جنہیں سفید رنگ کے کپڑوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ ایک طرف میز پر دس افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"یہ سب لاشیں ہیں جناب۔ ڈاکٹر پرویز کی کوٹھی سے آنے والی لاشیں"...... لارک کے آدمی نے کہا۔

"ان کے چہروں سے چادریں ہٹاؤ"...... ہاورڈ نے کہا تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر ان کے چہروں سے چادریں ہٹا دیں تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں غور سے ان لاشوں کو دیکھتے رہے۔ ہاورڈ اور گوسٹی کے چہروں پر کامیابی کی چمک ابھر آئی تھی کیونکہ ان دس لاشوں میں ان چھ افراد کی لاشیں بھی موجود تھیں جو ڈاکٹر احسان کے ساتھ مل کر مسلم کرنسی کے سلسلے میں کام کر رہے تھے۔

"ڈاکٹر پرویز کی لاش کون سی ہے"...... ہاورڈ نے کہا تو لارک کے آدمی نے ایک لاش کی طرف اشارہ کر دیا۔

"گوسٹی۔ تمہارے پاس ایس تھری ایس کیمرہ ہے۔ اس سے ان کا فلم بنا لو"...... ہاورڈ نے کہا تو گوسٹی نے کاندھے سے لٹکا ہوا بیگ اتارا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا کیمرہ نکال لیا اور پھر اس کی مدد سے اس نے پہلے اس ہال کرے کی اور پھر ان لاشوں کی فلم بنانی شروع کر دی۔ آخر میں اس نے ایک ایک لاش کا کلوزاپ بھی لیا اور پھر کیمرہ آف کر کے اس نے اسے واپس بیگ میں ڈال لیا۔

"ٹھیک ہے آؤ چلیں"...... ہاورڈ نے کہا تو لارک نے جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس آدمی کو پکڑا دی۔

"شکریہ جناب"...... اس آدمی نے گڈی کو جلدی سے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا۔ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ہم نے انہیں چیک کیا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ یہاں تو سرکاری اجازت کے بغیر کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ایک کر کے سب لاشوں کے چہرے چادروں سے ڈھانپے اور وہ سب دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"اب تو آپ مطمئن ہیں جناب"...... لارک نے کار ہسپتال سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں چیف سے خصوصی طور پر تمہاری سفارش کروں گا"...... ہاورڈ نے کہا تو لارک نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار واپس لارک کی کوٹھی پہنچ گئی۔

"کیا یہاں محفوظ فون موجود ہے"...... ہاورڈ نے لارک سے کہا۔

"ہاں۔ نیچے تہہ خانے میں ہے۔ آئیے"...... لارک نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر ایک تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ یہ تہہ خانہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ لارک نے ایک الماری سے سرخ رنگ کا

ایک فون نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس کا رابطہ دیوار میں موجود ایک فون ساکٹ سے جوڑ دیا۔

"یہ خصوصی فون ہے جناب۔ آپ بے فکر ہو کر کال کریں"۔ لارک نے کہا تو ہاورڈ نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں باس"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ یس۔ تم۔ ڈکسن بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو ہاورڈ نے گوسٹی کے نیلم گڑھ تک جانے اور پھر خصوصی نگرانی سے لے کر کوٹھی کو میزائلوں سے اڑانے اور پھر ہسپتال جا کر لاشوں کی شناخت کرنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"ویری گڈ۔ تم نے یہ چیکنگ کر کے اچھا کیا ورنہ اس عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ایسی شاطرانہ چالیں چلتا ہے کہ بظاہر کامیابی آخر میں ناکامی میں تبدیل ہو جاتی ہے لیکن تم نے یہ چیکنگ کر لی ہے کہ لاشوں کے چہروں پر میک اپ تو نہیں تھا"...... ڈکسن نے کہا۔

"باس۔ ملبے میں دب کر کئی پھٹی لاشوں کے چہرے ہی اس حالت میں تھے کہ اگر میک اپ ہوتا تو لامحالہ معلوم ہو جاتا۔ ویسے میں نے اس نقطہ نظر سے بھی ایک ایک لاش کو غور سے دیکھا ہے۔

وہ سب اصل چہرے تھے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ وہ فلم جو گوسٹی نے تیار کی ہے لارک کے ذریعے مجھے بھجوا دو اور تم خود ابھی وہیں رہو۔ اس فلم کی حتمی چیکنگ کے بعد میں تمہیں خود کال کروں گا۔ ویسے تم نے لارک کی رہائش گاہ سے باہر نہیں جانا کیونکہ اب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ساری صورت حال کی بنا پر تمہیں ٹریس کرنے کی بھرپور کوشش کرے گی۔ لارک سے میری بات کراؤ"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس۔ میں لارک بول رہا ہوں"...... لارک نے ہاورڈ کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"لارک تمہاری کارکردگی واقعی قابل تعریف ہے لیکن تم نے جس گروپ کے ذریعے کوٹھی تباہ کرائی ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً اس گروپ کو ٹریس کر لے گی اس لئے تم اس گروپ کا خاتمہ کر دو۔ فوری طور پر۔ تاکہ تم تک کوئی نہ پہنچ سکے"...... ڈکسن نے کہا۔

"نہیں باس۔ وہ بہت بڑا اور طاقتور گروپ ہے اس لئے اس کا خاتمہ ناممکن ہے۔ ویسے آپ بے فکر رہیں۔ میں نے پہلے ہی اس پوائنٹ کو مدنظر رکھ کر کام کیا ہے۔ ایک تھرڈ پارٹی کے ذریعے بکنگ ہوئی ہے اور رقم دی گئی ہے۔ وہ میرے بارے میں جانتے ہی نہیں اور تھرڈ پارٹی کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ اسے کسی صورت چیک نہیں کیا جا سکتا"...... لارک نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ بہرحال پھر بھی تم نے ہر صورت میں محتاط رہنا

ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس"...... لارک نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب ایک بری خبر ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ڈاکٹر پرویز کی کوٹھی میزائلوں سے تباہ کر دی گئی ہے۔ ڈاکٹر پرویز سمیت چھ ماہرین معاشیات جو وہاں موجود تھے ہلاک ہو گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اتنی جلدی۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ لوگ اتنی جلدی یہ کارروائی کر دیں گے۔ ویری

سیٹ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روشن ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی اچھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر احسان کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان۔ وہ آپ کے ساتھی ماہرین وہاں موجود ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"جی موجود ہیں۔ کیوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب وہ مسلم کرنسی کے منصوبے کے خاتمے کا اعلان کرنے والی بات ختم ہو گئی ہے کیونکہ آپ کے ساتھیوں کے میک اپ میں جن لوگوں کو دارالحکومت بھجوایا گیا تھا انہیں دشمن ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہلاک کر دیا ہے۔ کب۔ کیسے"...... ڈاکٹر احسان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر پرویز کی رہائش گاہ کو

میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا ہے اور ان چھ ماہرین کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر پرویز صاحب بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر ان کی ہلاکت پر انتہائی افسوس ہے کیونکہ میرے ذہن میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس قدر جلدی ایسا ہو جائے گا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ کل جب اسٹیٹ بینک سیکرٹریٹ میں خصوصی میٹنگ کے بعد اعلان کیا جائے گا تب شاید وہ لوگ حرکت میں آئیں لیکن انہوں نے پہلے ہی واردات کر ڈالی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو آپ کی پلاننگ کی وجہ سے میرے ساتھی بچ گئے ہیں۔ مجھے ان لوگوں کی موت پر بے حد افسوس ہے جو ان کی جگہ ہلاک ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر پرویز صاحب بھی پاکیشیا کا سرمایہ تھے لیکن اگر میرے ساتھی ہلاک ہو جاتے تو مسلم کرنسی کا یہ منصوبہ یقیناً ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا اور یہ پورے مسلم ورلڈ کے لئے بہت بڑا المیہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے"...... ڈاکٹر احسان نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ مجھے بھی ذاتی طور پر ان لوگوں کی اس انداز میں ہلاکت پر دلی صدمہ پہنچا ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ہے ان سے ان کا پورا پورا حساب بھی لیا جائے گا لیکن اب آپ نے انہیں وہیں رکنا ہے جب تک میں خود آ کر آپ سے نہ مل لوں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا اب آپ ان کی موت کا باقاعدہ اعلان کروائیں گے۔

ایسی صورت میں بھی تو ان سب کے اہل خاندان بے حد پریشان ہو جائیں گے"....... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

" ریڈ ایجنسی، جس نے ساری کارروائی کی ہے صرف اس بات پر اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائے گی کہ ماہرین ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں موجود شک کو پوری طرح ختم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کے ساتھیوں کے خاندانوں کو اصل حقیقت کا اس وقت تک علم نہ ہو سکے جب تک کہ چند روز نہ گزر جائیں کیونکہ بہرحال آپ کے سب ساتھی بہت ہی معروف لوگ ہیں اس لئے ریڈ ایجنسی اور ایکریمین حکام لامحالہ اس بات کو کنفرم کرنے کے لئے کہ کیا واقعی آپ کے ساتھی ہی ہلاک ہوئے ہیں، سب کے خاندانوں کو باقاعدہ مانیٹر کریں گے۔ اس طرح وقتی طور پر آپ کے ساتھیوں کے خاندانوں کو واقعی شدید صدمہ پہنچے گا لیکن مسلم ورلڈ کے مجموعی مفادات کے سامنے ایسی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ آپ کو بھی بہرحال اپنے ساتھیوں کے جنازوں میں شرکت کرنا ہو گی اور بالکل فطری انداز اپنانا ہو گا"....... عمران نے کہا۔

" وہ لوگ مجھے ہلاک کرنے کی بھی تو پوری کوشش کریں گے"۔ ڈاکٹر احسان نے کہا۔

" ہاں۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی رہیں گے۔ آپ کی جگہ میرا آدمی لے گا۔ میں تمام انتظامات مکمل کر کے آپ سے اور آپ کے ساتھیوں سے ملوں

گا"....... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میرے ساتھی اپنے اپنے بچوں اور خاندانوں کے لوگوں کو اصل حقیقت بتا دیں اور ساتھ ہی انہیں کہہ دیں کہ وہ ایسا ظاہر کریں جیسا آپ چاہتے ہیں"....... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

" نہیں۔ ایسی صورت میں رد عمل فطری نہیں ہو گا اور مانیٹر کرنے والے ایک لمحے میں ساری صورت حال سمجھ جائیں گے اور ایک بار پھر آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف کارروائی شروع ہو جائے گی جبکہ چند روز کی تکلیف کے بعد وہ لوگ ہر لحاظ سے مطمئن ہو جائیں گے اور پھر اس منصوبے کو مکمل کر کے اچانک اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ کچھ نہ کر سکیں گے"۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں۔ اب اور کیا کیا جا سکتا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

" یہ آپ نے کیا کیا تھا۔ کون لوگ تھے۔ ان ماہرین کے میک اپ میں جو بے چارے ہلاک ہو گئے"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے ذاتی طور پر ان کی ہلاکت پر واقعی بے حد افسوس ہوا ہے۔ اصل میں میرے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ اتنی جلدی یہ سب کچھ

ہو جائے گا۔ مجھے خطرہ تھا کہ یہ ماہرین کسی بھی لمحے ہلاک کئے جا سکتے
ہیں اور یہ ماہرین معاشیات انتہائی تربیت یافتہ افراد ہیں اور صورت
حال یہ تھی کہ فوری طور پر اس منصوبے پر کام بھی نہیں ہو سکتا تھا
اور ان لوگوں نے اپنے اپنے ملک واپس جانا ہے اور ریڈ ایجنسی اگر
یہاں انہیں ہلاک نہیں کر سکتی تو لامحالہ وہ ان کے ملکوں میں ایک
ایک کر کے ان سب کا خاتمہ کر سکتی تھی۔ اس طرح مسلم کرنسی کا
منصوبہ لامحالہ ختم ہو جاتا اور ہم کسی طرح بھی ان کی نگرانی طویل
عرصے تک نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر میں نے منصوبہ بندی کی۔
ڈاکٹر احسان کو ایک ماہ چاہئے تھا۔ ایک ماہ بعد انہوں نے دوبارہ
اس پر کام کرنا تھا۔ چنانچہ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شہباز
سے بات کی۔ میرا منصوبہ یہ تھا کہ ایک ماہ کے لئے ان ماہرین کی
جگہ ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ لے لیں کیونکہ عام لوگوں کی نسبت
بہرحال یہ تربیت یافتہ افراد ہوں گے اس لئے آسانی سے مار نہ کھا
سکیں گے جبکہ ایک ماہ تک ان ماہرین کو ہم منظر عام پر نہیں آنے
دیں گے۔ میرے اس منصوبے سے کرنل شہباز نے اتفاق کیا۔ اس
پر میں نے ملٹری انٹیلی جنس میں سے ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جو
قدوقامت کے لحاظ سے ان ماہرین جیسے تھے اور پھر میں نے خود ان کا
ایسا میک اپ کیا جسے کسی صورت چیک نہ کیا جا سکتا ہو۔ اصل
ماہرین پہلے ڈاکٹر پرویز کی رہائش گاہ پر تھے۔ وہیں یہ تبدیلی عمل میں
لائی گئی اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد کو وہاں پہنچا کر اصل ماہرین

کو خفیہ طور پر نکال کر نیلم گوٹھ پہنچا دیا گیا۔ فرضی ماہرین ڈاکٹر پرویز
کی رہائش گاہ سے ایک ویگن میں نیلم گوٹھ پہنچے اور قل خوانی میں
شرکت کر کے وہ ویگن کے ذریعے واپس ڈاکٹر پرویز کی رہائش گاہ پر پہنچ
گئے۔ جبکہ اس دوران میں نے وہاں چیکنگ کی لیکن مجھے اعتراف ہے
کہ باوجود کوشش کے ہم ہاورڈ کو وہاں ٹریس نہیں کر سکے۔ وہاں غیر
ملکی بھی موجود تھے اور غیر ملکی پریس بھی موجود تھا اور یہ بات بھی طے
شدہ ہے کہ واپسی پر اس ویگن کی نہ نگرانی کی گئی اور نہ اس کا تعاقب
کیا گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس ویگن کو چیک کر رہے تھے۔ جب
ویگن ڈاکٹر پرویز کی کوٹھی میں داخل ہو گئی تو یہ دونوں واپس آ گئے۔
میرا بھی پروگرام یہ تھا کہ کل اسٹیٹ بینک سیکرٹریٹ میں خصوصی
میٹنگ کرا کر مسلم کرنسی کے منصوبے کو ناقابل عمل قرار دے کر
اس کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا جائے گا۔ پھر فرضی ماہرین اپنے اپنے
ملکوں کو واپس چلے جائیں گے۔ پھر ایک ماہ بعد خفیہ طور پر یہاں
ڈاکٹر احسان اور ماہرین کام کرتے رہیں گے اور پھر اچانک مسلم
کرنسی کے منصوبے کا باقاعدہ اعلان کر دیا جائے گا اور دنیا کے تمام
مسلم ممالک اسے فوری طور پر اپنانے کا اعلان کر دیں گے لیکن
ہاورڈ وغیرہ نے تیزی دکھائی اور فوری طور پر ڈاکٹر پرویز کی کوٹھی کو
میزائلوں سے اڑا دیا گیا۔ اس طرح ڈاکٹر پرویز ان کے ملازم اور ملٹری
انٹیلی جنس کے افراد سب ہلاک ہو گئے"...... عمران نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے بھی اس منصوبے کی ہوا تک نہیں لگنے دی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اب میں آیا تو اسی مقصد کے لئے تھا لیکن یہاں پہنچنے پر تم نے یہ افسوسناک خبر سنا دی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل شہباز صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل شہباز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل شہباز کی باوقار آواز سنائی دی۔

"کرنل صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ آپ تک یقیناً ڈاکٹر پرویز کی رہائش گاہ پر میزائلوں کے حملے کی اطلاع پہنچ چکی ہو گی۔ مجھے ذاتی طور پر ڈاکٹر پرویز اور آپ کے آدمیوں کی اس طرح ہلاکت پر بے حد افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت کرے۔ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ کارروائی اتنی جلدی ہو جائے گی ورنہ شاید ایسا نہ ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ بڑے کاموں کے لئے قربانیاں تو دینی پڑتی ہیں۔ مجھے اپنے آدمیوں کی ہلاکت پر افسوس ضرور ہوا ہے لیکن یہ

بہرحال اطمینان کا موجب ہے کہ آپ کی پلاننگ کی وجہ سے اصل ماہرین بچ گئے ہیں ورنہ اگر ان کی جگہ ماہرین ہلاک ہو جاتے تو پوری مسلم ورلڈ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جاتا"...... کرنل شہباز نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ بہرحال پھر بھی مجھے ذاتی طور پر افسوس ہے اور میں آپ کے ذریعے ان کے خاندانوں تک بھی افسوس کا پیغام پہنچانا چاہتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ چیف ایکسٹو کا بھی پیغام ہے کہ اگر آپ چاہیں تو چیف ان کے خاندانوں کے لئے خصوصی مراعات کے احکامات دے دیں"...... عمران نے کہا۔

"چیف کا میری طرف سے شکریہ ادا کر دیں۔ ویسے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہمارے آدمی تھے اور ہم ان کے خاندانوں کو خود ہی کور کریں گے۔ ان لوگوں کو واپس تو نہیں لایا جا سکتا لیکن بہرحال ان کے خاندانوں کو ان کی صرف جسمانی کمی محسوس ہو گی اور کچھ نہیں۔ باقی سب کچھ ہم خود کر لیں گے"...... کرنل شہباز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ریڈ ایجنسی کے ان ایجنٹوں کا خاتمہ بھی ضروری ہے اور ان لوگوں کا بھی جنہوں نے یہ میزائل فائر کئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اپنی

طرف کھسکایا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں موجود ہو۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ریڈ کلب میں باس"...... اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسٹیٹ بینک کالونی میں ڈاکٹر پرویز کی کوٹھی کو میزائلوں سے تباہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے چھ بین الاقوامی ماہرین معاشیات بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ تم معلوم کرو کہ یہ کس گروپ کا کام ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک پارٹی ہے لارک گروپ۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لارک ایکریمین ہے اور بڑے بڑے کاموں میں ہی ہاتھ ڈالتا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس لارک کو بھی چیک کراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ اس فائرنگ کے پیچھے اس کا ہی ہاتھ ہو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر

آف کر دیا۔

"اب مجھے ان فرضی ماہرین کی لاشیں ان کے ملکوں تک پہنچانی ہیں۔ ڈاکٹر احسان اور ان ماہرین کو کسی خصوصی جگہ پر شفٹ کرنے کے انتظامات کرنے ہوں گے اس لئے اب تم نے ٹائیگر سے رپورٹ لے کر ان کے خلاف کارروائی کرنی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو جو اس کے اٹھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا، نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہاورڈ اور گوسٹی کو پاکیشیا سے ایکریمیا آئے ہوئے آج تیسرا روز تھا۔ وہ پاکیشیا سے پہلے کافرستان اور پھر کافرستان سے یہاں پہنچے تھے۔ چیف سے ان کی فون پر بات ہوئی تھی اور چیف نے انہیں اس وقت تک محدود رہنے کا حکم دیا تھا جب تک کہ وہ انہیں دوبارہ کال نہ کرے اور آج انہیں تیسرا روز تھا لیکن ابھی تک چیف نے انہیں دوبارہ کال نہیں کیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف کے آدمی پاکیشیا میں کام کر رہے ہیں۔ وہ حتمی طور پر یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان ماہرین کی موت کا رد عمل کیا ہے اور اس رد عمل کو دیکھ کر چیف آئندہ کا لائحہ عمل طے کرے گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف کو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس عمران سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ انتقام لینے یہاں نہ پہنچ جائے۔ اس لئے

چیف نے ہمیں یہاں تک محدود رہنے کا کہا ہے"...... گوسٹی نے کہا۔

"عمران کو معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ واردات کس نے کی ہے ورنہ وہ ہمیں پاکیشیا سے نکلنے ہی نہ دیتا۔ وہ اس ٹائپ کا آدمی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس لئے بھی خاموش ہو گیا ہو کہ پاکیشیائی ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان زندہ ہے۔ جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں وہ پاکیشیا کے باشندے نہیں تھے"...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ڈاکٹر احسان کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہی ماہرین کو اکٹھا کر کے اس منصوبے پر کام کر رہا تھا"...... گوسٹی نے کہا۔

"چیف کے ذہن میں یہ ساری باتیں موجود ہوں گی۔ وہ بھی عمران کی طرح گہرائی میں سوچنے کا عادی ہے"...... ہاورڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہاورڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ڈکسن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ریڈ ایجنسی کے چیف ڈکسن کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس باس۔ آپ کی کال کے تو ہم انتہائی بے چینی سے منتظر تھے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کچھ ضروری معلومات حاصل کرنا تھیں اس لئے میں نے تمہیں

روکا تھا۔ اب تم پہلے میرے پاس آؤ تاکہ تفصیل سے بات ہو جائے۔ اس کے بعد تم بے شک تفریح کے لئے کسی جزیرے پر چلے جانا"۔ ڈکسن نے کہا۔

"شکریہ باس۔ ہم ابھی پہنچ رہے ہیں"...... ہاورڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ چیف کی عادت جانتا تھا۔ وہ تفریح کی بات اس وقت کرتا تھا جب وہ مشن کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہو جاتا تھا اور پھر تفریح کا تمام خرچہ بھی وہ ایجنسی پر ڈال دیتا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ چیف اس مشن سے پوری طرح مطمئن ہو گیا ہے"...... گوسٹی نے جو لاؤڈر پر چیف کی بات سن رہی تھی، نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آؤ"...... ہاورڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور گوسٹی بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ولنگٹن کی فراخ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ریڈ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ریڈ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ایک بزنس پلازہ کے تہہ خانوں میں بنایا گیا تھا اور وہاں تک پہنچنے کے لئے بے شمار مراحل سے گزرنا پڑتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ دونوں ان مراحل کے عادی تھے اس لئے انہیں اس سلسلے میں کوئی بوریت یا پریشانی نہیں ہوئی تھی اور پھر تمام مراحل سے گزرنے کے بعد وہ چیف کے آفس میں داخل ہوئے تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا چیف انہیں دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"خوش آمدید۔ تم دونوں نے اس بار جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ واقعی قابل قدر ہے"...... چیف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا شکریہ چیف۔ یہ سب کچھ آپ کی راہنمائی کی وجہ سے ہوا ہے"...... ہاورڈ اور گوسٹی نے باری باری جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو"...... چیف نے کہا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میں نے تمہیں اس لئے تمہاری رہائش گاہ تک محدود کر دیا تھا کہ مجھے خدشہ تھا کہ عمران لامحالہ تمہارے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرے گا اور دوسری بات یہ کہ میں پاکیشیا میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ردعمل بھی دیکھنا چاہتا تھا اور یہ بھی چیک کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی وہی ماہرین ہلاک ہوئے ہیں جو ہمارے مطلوبہ تھے یا ان کی جگہ کسی اور کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے"۔ چیف نے کہا تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا مطلب باس"...... ہاورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران کو میں تم سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔ وہ ایسی منصوبہ بندیاں کرنے کا عادی ہے اور اس کیس میں صورت حال ایسی تھی کہ عمران کی طرف سے ایسی منصوبہ بندی کی توقع کی جا سکتی تھی"...... چیف نے کہا۔

"کیسی صورت حال باس"...... ہاورڈ اور گوسٹی دونوں نے

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" دیکھو۔ اگر عمران تم دونوں کو ہلاک کر دیتا تو کیا اس سے ریڈ ایجنسی یا ایکریمیا ختم ہو جاتا۔ لامحالہ اسے معلوم تھا کہ تمہاری جگہ اور ایجنٹ اس مشن پر کام کرنے کے لئے پہنچ جاتے۔ دوسری یہ کہ اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے طویل عرصہ چاہئے کیونکہ یہ انتہائی تکنیکی کام ہے۔ دو جمع دو چار والا کام نہیں ہے۔ اس کام میں دو جمع دو نجانے کتنے بنانے پڑتے ہیں۔ اب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مسلسل یہ ڈیوٹی نہیں دے سکتے تھے کہ وہ ان ماہرین کی حفاظت کرتے رہتے۔ اس لئے وہ آسانی سے ایسا کر سکتا تھا کہ ان ماہرین کی جگہ دوسرے لوگوں کو سامنے لائے اور جب تم واقعی انہیں ہلاک کر دو تو ریڈ ایجنسی بھی مطمئن ہو جائے اور ایکریمیا بھی کہ انہوں نے مشن کی تکمیل کر دی ہے اور پوری دنیا کے معاشی افق پر منڈلانے والا یہ خطرہ ختم ہو گیا ہے لیکن بعد میں اچانک معلوم ہو کہ اصل ماہرین زندہ ہیں تو تم سوچو کہ اس وقت ہمارا اور ایکریمین حکام کا کیا حشر ہوتا"...... ڈکسن نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے باس۔ لیکن وہاں ایسا نہیں ہوا کیونکہ مذہبی رسم میں تمام ماہرین موجود تھے اور گوسٹی ان کی نگرانی کرتی رہی۔ پھر گوسٹی کی نگرانی میں ہی وہ اسٹیٹ بینک کالونی کی اس کوٹھی میں گئے اور اس کے بعد وہ اندر تھے کہ کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا۔ پھر ان کی لاشوں کو جا کر مردہ خانے میں باقاعدہ میں نے خود

دیکھا تھا اور میں نے خاص طور پر اس بات کے پیش نظر چیکنگ کی تھی کہ کہیں ان کے چہروں پر میک اپ تو نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کی فلم تیار کی گئی۔ ان حالات میں کسی منصوبہ بندی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا"...... ہاورڈ نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن پھر بھی چیکنگ کرنا ضروری تھا اس کے لئے سب سے بہتر زاویہ یہی تھا کہ ماہرین کے خاندانوں کو چیک کیا جائے۔ تمام ماہرین مختلف ممالک کے ہیں اور ان کے خاندانوں کا ایک دوسرے سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ چنانچہ ریڈ ایجنسی نے تمام ماہرین کے خاندانوں کے رد عمل اور ان کی مذہبی رسومات کی فلمیں تیار کرنے کی ہدایات جاری کر دیں۔ پاکیشیا سے ان ماہرین کی لاشیں ان کے ممالک پہنچ گئیں اور پھر جب ان کی فلمیں آئیں تو یہ بات طے ہو گئی کہ مرنے والے اصل تھے۔ ہر ملک کے اخبارات نے اپنے اپنے ماہر معاشیات کا زور دار ماتم کیا اور ان کے خاندانوں میں تو کہرام مچ گیا تھا۔ اس لئے یہ بات حتمی طور پر طے ہو گئی ہے کہ مرنے والے اصل ماہرین تھے۔ کل ان کی مذہبی رسم تھی جس میں خاندان کے علاوہ ان کے تمام ملنے جلنے والے اور رشتہ دار اور دوست شامل ہوئے ہیں اور اسے رسم قل خوانی کہا جاتا ہے۔ اس رسم کو بھی چیک کیا گیا۔ یہ بھی معمول کے مطابق تھی۔ اس کے علاوہ پاکیشیا میں بھی میں نے وسیع پیمانے پر چیکنگ کرائی اور عمران کا رد عمل چیک کیا۔ عمران کا رد عمل بتا رہا تھا کہ مرنے

والے اصل تھے۔ ان تمام رپورٹس کے ملنے کے بعد اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے تاکہ تمہیں یہ ساری تفصیلات بتائی جا سکیں اور تمہیں خراج تحسین بھی پیش کیا جاسکے کہ تم نے اس عفریت عمران کو شاید اس کی زندگی کی پہلی اور بھرپور شکست دی ہے"...... چیف نے کہا۔

"شکریہ باس۔ لیکن ابھی وہ پاکیشیا کا ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان زندہ ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ دیگر ماہرین کو بلا کر پھر کام شروع کر دے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"فی الحال تو اس کی ذہنی حالت درست نہیں ہے۔ پہلے تو تم نے اس کی والدہ، بہن، بھانجے اور بھانجی کو ہلاک کر دیا اور اب اس کے سارے ساتھی بھی ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے وہ اپنی آبائی رہائش گاہ پر تو موجود ہے لیکن اس کی ذہنی حالت اس قابل نہیں ہے کہ وہ اس قدر بڑے منصوبے پر کام کر سکے۔ ہاں۔ اگر دو چار ماہ بعد اس نے پھر ایسی حرکت کرنے کی کوشش کی تو اس کا خاتمہ کسی بھی وقت کرایا جا سکتا ہے"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ یہ عمران لازماً یہاں انتقام لینے آئے گا"...... گوسٹی نے کہا۔

"عمران نے بہت بھاگ دوڑ کی ہے لیکن وہ نہ لارک تک پہنچ سکا ہے اور نہ ہی وہ ان لوگوں تک پہنچ سکا ہے جنہوں نے ماہرین کو ہلاک کیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ واردات کس

نے کی ہے۔ وہ تمہارے بارے میں بھی کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکا"...... چیف نے کہا۔

"ہم نے اس بار کارروائی ہی ایسی کی تھی باس"...... ہاورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور اب تم اطمینان سے کسی بھی جزیرے پر جا کر جشن فتح منا سکتے ہو۔ تمہاری ایک ماہ کی چھٹی منظور کر لی گئی ہے اور تمہاری تفریح کے تمام اخراجات ریڈ ایجنسی ادا کرے گی"...... چیف نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"شکریہ چیف۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"...... ہاورڈ اور گوسٹی نے کہا تو چیف بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر ان دونوں نے سلام کیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر آ گئے۔ ان کے چہرے مسرت اور کامیابی سے جگمگا رہے تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو حسب عادت بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... دعا سلام کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے وہ بڑی دور سے دوڑتا ہوا آیا ہو اور اب اسے آرام کرنے کا موقع ملا ہو۔

"اب تو آپ نے دانش منزل آنا ہی چھوڑ دیا ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کروں۔ کام تو ہے نہیں اور بغیر کام کے تم سوائے چائے پلانے کے اور کچھ کرتے ہی نہیں۔ اس لئے بس میں ہوں اور ماتم یک شہر آرزو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ نے آخر میں کیا کہا ہے۔ کسی شعر کا مصرعہ ہے شاید"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اسے محاورہ ہی سمجھو۔ ویسے ہے کسی مصرعے کا جز۔ مطلب ہے کہ آرزوؤں کا ایک پورا شہر میرے اندر بسا ہوا ہے اور ایک بھی آرزو پوری نہیں ہو رہی اس لئے میں ہوں اور اس پورے شہر آرزو کا مجموعی ماتم کرتا رہتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کے اندر آرزوؤں کا شہر کیسے بس گیا۔ آپ تو اس وقت پاکیشیا کے سب سے بااختیار فرد ہیں جو چاہیں جب چاہیں حاصل کر لیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تو اٹھاؤ چیک بک اور اس پر دستخط کر کے ایک خالی چیک میرے حوالے کر دو"...... عمران نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میرا تو کسی بینک میں اکاؤنٹ ہی نہیں ہے عمران صاحب۔ اس لئے چیک کیسے دوں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے۔ میں تمہارے اکاؤنٹ کا چیک نہیں مانگ رہا۔ مجھے معلوم ہے کہ گنجی دھوئے گی کیا اور نچوڑے گی کیا۔ میں نے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اکاؤنٹ کا چیک مانگا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو اصل ایکسٹو کے پاس ہے۔ میرے پاس کہاں سے آیا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل ایکسٹو۔ وہ کون ہے"...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کا باورچی سلیمان"...... بلیک زیرو نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اکاؤنٹ پر فاتحہ پڑھ دی جائے۔ ایک یہی آرزو تھی آج وہ بھی ختم ہو گئی۔ اب تم خود بتاؤ۔ اب شہر آرزو کا ماتم کروں یا بینک آرزو کا ماتم کروں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں آپ کے لئے چائے لے آؤں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سٹار کارپوریشن"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"والٹر سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔ شاید طویل فاصلے سے کی جانے والی کال نے اس لڑکی کو چونکا دیا تھا۔

"والٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔

عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"کیا فون محفوظ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ قطعی محفوظ ہے۔ کھل کر بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ریڈ ایجنسی نے گزشتہ دنوں پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کیا ہے اس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کہ اس مشن کی تکمیل کے بعد ریڈ ایجنسی کا کیا رد عمل ہے۔ اس مشن پر کام ہاورڈ اور گوسٹی نے کیا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں بھی رپورٹ چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"کب مشن مکمل ہوا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تقریباً ایک ماہ پہلے کی بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ آپ کو کب تک معلومات چاہئیں"...... والٹر نے کہا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ معاوضہ ڈبل کر دیں تو دو گھنٹوں بعد یہ معلومات مل سکتی ہیں"...... والٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ڈبل لے لینا"...... عمران نے کہا۔

"آپ دو گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کر لیں"...... والٹر نے کہا تو

عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس دوران بلیک زیرو چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھ کر اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ چکا تھا۔ چائے کی دوسری پیالی اس کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔

" کیا آپ نیلم گڑھ میں رہے ہیں عمران صاحب۔ یہاں دارالحکومت میں تو آپ موجود نہیں تھے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" کچھ نہ پوچھو کہاں کہاں خوار ہوتا رہا ہوں۔ جن ممالک کے ماہرین تھے ان سب ممالک میں گیا ہوں۔ ان کے خاندانوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے تعزیت کی ہے۔ بڑے المناک صدمے تھے سب جگہوں پر۔ اس کے بعد یہاں آکر مجرموں کے پیچھے بھاگ کر خوار ہوتا رہا ہوں لیکن نہ ہی مجرموں کا سراغ ملا اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا ہے کہ یہ ساری کارروائی کس نے کی ہے اور کس کی شہ پر ہوئی ہے۔ آخر تھک ہار کر میں نے کوشش ہی چھوڑ دی "...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب۔ اتنی بڑی واردات ہو جائے اور اس کا کوئی کلیو نہ ملے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" تم نے سیکرٹ سروس کے ذریعے بھی تو انکوائری کرائی ہو گی۔ کیا رزلٹ نکلا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں نے تو نہیں کرائی کیونکہ آپ نے اس کا حکم ہی نہیں دیا تھا "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اچھا۔ اب تم خود بتاؤ جب انکوائری ہی نہ کرائی گئی ہو تو

رزلٹ کیا نکلے گا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" عمران صاحب۔ آخر مجھے پتہ تو چلے کہ آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ اس واردات کو ایک ماہ ہونے کے قریب ہے لیکن آپ کی طرف سے مکمل خاموشی ہے اور مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ اصل ماہرین اب کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" کہاں ہونے ہیں۔ بیچارے نیلم گڑھ میں جان کے خوف سے چھپے ہوئے ہیں "...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ تو وہ ابھی تک وہاں ہیں۔ کیوں۔ آپ نے تو کہا تھا کہ چند روز میں انہیں خاموشی سے ان کے گھروں تک پہنچا دیا جائے گا "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" پہنچا تو دیا جاتا لیکن وہاں ریڈ ایجنسی کے لوگ گدھوں کی طرح منڈلاتے پھر رہے تھے "...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

" کیوں۔ کیا انہیں ان کی موت پر یقین نہیں آیا "...... بلیک زیرو نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ کیا کہتے ہیں بد سے بدنام برا۔ وہی بات میرے ساتھ ہے۔ یقین کے باوجود انہیں یقین نہیں آرہا کہ عمران وہاں موجود ہو اور ماہرین ہلاک ہو جائیں۔ وہ اب تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ میری کوئی گیم بھی ہو سکتی ہے حالانکہ کہاں بیچارہ علی عمران اور کہاں دنیا

کی سب سے طاقتور اور پاور فل ریڈ ایجنسی"...... عمران نے کہا تو
بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔
"شک تو ان کا درست ہے۔ اگر آپ مجھے ساری صورت حال نہ
بتاتے تو مجھے بھی یقین نہ آتا کہ ایسا ہو چکا ہے"...... بلیک زیرو نے
کہا۔
"ارے۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اصل صورت حال
کیا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔
"ہاں۔ یہی کہ اصل ماہرین زندہ ہیں اور ان کی جگہ ملٹری انٹیلی
جنس کے افراد نے قربانی دی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران
نے اس طرح طویل سانس لیا جیسے اس کے سر سے ٹنوں بوجھ اتر گیا
ہو۔
"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تم نے میری عزت رکھ لی"...... عمران نے
کہا۔
"کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔
"میں سمجھتا تھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اصل ماہرین ہی ہلاک
ہوئے ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے اچھلا
لیکن پھر بے اختیار ہنس دیا۔
"آپ واقعی دوسروں کو ذہنی طور پر الجھا دینے کے ماہر ہیں"۔
بلیک زیرو نے کہا۔
"بس اسی ذہن نے ہی تو یہ ساری گڑبڑ کر رکھی ہے۔ اگر ذہن نہ

ہوتا تو اب میری جیبیں بڑے مالیت کے نوٹوں سے بھری ہوئی
ہوتیں۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ عقل اور دولت کی آپس میں دشمنی
ہے۔ جہاں ایک ہو وہاں دوسری نہیں ہوتی"...... عمران نے کہا اور
بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس طرح وہ دو گھنٹے تک باتیں
کرتے رہے پھر عمران نے رسیور اٹھایا اور سٹار کارپوریشن کے نمبر
ڈائل کر دیئے۔
"والٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کے بعد والٹر کی آواز سنائی
دی۔
"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے
کہا۔
"ریڈ ایجنسی کے چیف نے پاکیشیا مشن کو مکمل کر کے کلوز کر
دیا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہے کہ مشن مکمل ہو چکا ہے اور ہاورڈ
اور گوسٹی دونوں ایک ماہ کی رخصت جزیرہ ہونولو میں منا کر کل
واپس آئے ہیں"...... والٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ان کی رہائش کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"رینالڈ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ گرین پیلس"...... دوسری
طرف سے کہا گیا۔
"او کے۔ اب اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو اور
معاوضہ بھی"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے والٹر نے
تفصیل بتا دی تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" والٹر کو اس کی مطلوبہ رقم بھجوا دینا"....... عمران نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور اس پر ٹائیگر کی
فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔
" ہیلو ۔ ہیلو ۔ عمران کالنگ ۔ اوور"....... عمران نے بار بار کال
دیتے ہوئے کہا۔
" یس باس ۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو ۔ اوور"....... چند لمحوں بعد دوسری
طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
" وہ سٹار گروپ ان دنوں کہاں ہے جس نے ڈاکٹر پرویز کی کوٹھی
کو میزائلوں سے اڑایا تھا ۔ اوور"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے
اختیار چونک پڑا۔
" موجود ہے باس ۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" کتنے افراد کا گروپ ہے یہ ۔ اوور"....... عمران نے پوچھا۔
" چھ افراد پر مشتمل ہے ۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو ۔ اوور"....... عمران نے
پوچھا۔
" کیفے شیراز سے باس ۔ اوور"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔
" تم وہیں رکو ۔ میں جوانا کو بھیج رہا ہوں تمہارے پاس ۔ تم نے
جوانا کے ساتھ مل کر اس سارے گروپ کو اغوا کر کے رانا ہاؤس
پہنچانا ہے ۔ اوور"....... عمران نے کہا۔
" یس باس ۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے

اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
" کیا آپ کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ کارروائی ان لوگوں نے کی
ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔
" ہاں ۔ ٹائیگر نے ان کا سراغ لگا لیا تھا"....... عمران نے جواب
دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل
کرنے شروع کر دیئے۔
" رانا ہاؤس"....... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔
" عمران بول رہا ہوں ۔ جوانا کہاں ہے"....... عمران نے کہا۔
" موجود ہے باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" جوانا بول رہا ہوں ماسٹر"....... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی
دی۔
" جوانا تم نے کیفے شیراز دیکھا ہوا ہے"....... عمران نے کہا۔
" یس ماسٹر ۔ شارک روڈ پر ہے"....... جوانا نے کہا۔
" تم بڑی ویگن لے کر وہاں جاؤ ۔ وہاں ٹائیگر موجود ہے ۔ تم
دونوں نے مل کر ایک گروپ کے چھ افراد کو اغوا کر کے رانا ہاؤس
پہنچانا ہے لیکن خیال رکھنا کہ انہیں زندہ رانا ہاؤس تک پہنچنا
چاہیئے" ۔ عمران نے کہا۔
" یس ماسٹر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" رسیور جوزف کو دو"....... عمران نے کہا۔
" یس باس"....... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف جب یہ لوگ آجائیں تو انہیں بلیک روم میں کرسیوں پر جکڑ کر تم نے ان سے پوچھ گچھ کرنی ہے کہ انہوں نے ایک ماہ قبل اسٹیٹ بینک کالونی میں ڈاکٹر پرویز کی کوٹھی کو میزائلوں سے کس پارٹی کے کہنے پر اڑایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں معلوم کر لوں گا"...... دوسری طرف سے چونک کر جواب دیا گیا۔

"جس پارٹی کا یہ کہیں تو ٹائیگر اور جوانا کو بھجوا کر اس پارٹی کے ہیڈ کو اغوا کرانا اور پھر اسے بھی ان راڈز میں جکڑ کر مجھے فون کرنا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ پارٹی یقیناً ریڈ ۶ ایجنسی کے ایجنٹ ہی ہوں گے عمران صاحب۔ لیکن کیا وہ اب تک یہاں موجود ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کوئی مقامی پارٹی ہے۔ ایسی پارٹی جو ریڈ ۶ ایجنسی کے لئے کام کر رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ کو پہلے سے معلوم تھا تو آپ نے پہلے ان لوگوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی تم نے والٹر کی رپورٹ تو سنی ہے کہ ریڈ ۶ ایجنسی کے چیف نے مطمئن ہو کر کیس کلوز کر دیا ہے اور وہ ایجنٹ جنہوں نے یہ مشن مکمل کیا ہے وہ جزیرہ ہونولو میں چھٹیاں منا کر واپس آئے ہیں۔

اگر میں کارروائی کر دیتا تو تمہارا کیا خیال تھا کہ اس طرح کیس کلوز ہو سکتا تھا کہ تمام اسلامی ممالک کے خصوصی حکام تک یہ بات پہنچی تھی کہ اصل معاملات کیا ہیں اور اسی لئے مجھے ہر ملک کے ماہر معاشیات کے خاندان سے جا کر خود تعزیت کرنا پڑی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی آپ جیسی پلاننگ کوئی نہیں بنا سکتا۔ آپ نے واقعی ریڈ ۶ ایجنسی کو مکمل چکر دیا ہے۔ وہ ساری چیکنگ کے باوجود اصل بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے"...... بلیک زیرو نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میری پلاننگ کا کیا فائدہ کہ ماہرین ہلاک ہو گئے اور مسلم کرنسی کا سارا منصوبہ بھی خاک میں مل گیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر وہ آپس میں باتیں کرتے رہے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں۔ اگر باس سے آپ کا رابطہ ہو جائے تو انہیں کہیں دیں کہ اپنے غلام جوزف کو فون کر لیں"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ جوزف واقعی بے پناہ عقلمند ہے۔ ہر بات کا

خیال رکھتا ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ افریقہ کا پرنس ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔ دس منٹ ٹھہر کر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ چھ افراد پہلے لائے گئے جن میں ایک ان کا لیڈر تھا۔ اس سے میں نے پوچھ گچھ کی تو اس نے لارک کارپوریشن کے جنرل مینجر لارک کا نام لیا۔ لارک کے بارے میں معلوم کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ البتہ اس کا اسسٹنٹ شارپ موجود تھا۔ میں نے ٹائیگر اور جوانا کو وہاں بھیج دیا اور وہ شارپ کو لے کر آ گئے ہیں۔ اب آپ جیسے حکم دیں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"شارپ سے لارک کا مکمل سیٹ اپ معلوم کرو اور پھر پہلے آنے والے افراد کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دو۔ اس کے بعد ٹائیگر اور جوانا کی ڈیوٹی لگاؤ کہ وہ لارک کے اس پورے سیٹ اپ کا خاتمہ کر دیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ خود سامنے نہیں آ رہے۔ کیا مطلب"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے

کہا۔

"جوزف کو ٹریننگ دینے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں فانی آدمی ہوں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن شاگرد تو آپ کا ٹائیگر ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ صرف جنگل کا ٹائیگر ہے جبکہ جوزف پرنس ہے۔ اب فرق تم خود سمجھ سکتے ہو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روشن ہاؤس"۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی کسی ملازم کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر احسان سے بات کرائیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں جناب"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر احسان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ کیا پروگرام فائنل ہوا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کل شام دماک میں مسلم کرنسی کے منصوبے کا اعلان کر دیا جائے گا عمران صاحب اور آپ کے کہنے پر کرنل فریدی نے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ تمام مسلم ممالک کے اعلیٰ حکام کے وفد

کل صبح خاموشی سے دماک پہنچ جائیں گے اور مسلم کرنسی کو اپنانے کا ہر مسلم ملک کی طرف سے باقاعدہ اعلان کیا جائے گا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"کیا اس سے قبل کے تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ مسلم کرنسی کا اعلان ہوتے ہی اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہاں سے آپ کی روانگی کے تمام انتظامات مکمل ہیں ناں اور آپ ان سے مطمئن ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ انتظامات آپ نے کئے ہوں اور میں مطمئن نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے اصل میں تو جو کچھ آپ نے کیا ہے اس لحاظ سے مسلم کرنسی کا سہرا آپ کے سر ہی بندھتا ہے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"ارے ارے۔ جناب۔ محنت آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کی ہے۔ میں نے کیا کیا ہے۔ انشاء اللہ تاریخ میں آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کے نام ہمیشہ قائم دائم رہیں گے۔ بہرحال اب آپ سے ملاقات انشاء اللہ اس اعلان کے بعد ہی ہو گی۔ تب تک اللہ حافظ"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ڈکسن اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ ڈائریکٹ فون تھا۔ ڈکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... ڈکسن نے کہا۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈکسن بول رہا ہوں چیف آف ریڈ ایجنسی"...... ڈکسن نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ ڈکسن بول رہا ہوں"...... ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر ڈکسن۔ آپ نے یہ رپورٹ دی تھی کہ مسلم کرنسی کا مشن آپ نے مکمل کر کے کلوز کر دیا ہے اور سوائے پاکیشیائی ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان کے باقی تمام ماہرین ہلاک ہو چکے ہیں اور آپ نے ان کی ہلاکت کو کنفرم کر لیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے انتہائی تلخ سے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہوا ہے"...... ڈکسن نے قدرے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کہا کیونکہ چیف سیکرٹری کے لہجے کی سختی سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے۔

"آپ کے آفس میں ٹی وی موجود ہو گا۔ اس پر انٹرنیشنل اکنامک چینل لگائیں اور دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور پھر مجھے فون کریں"...... دوسری طرف سے پہلے سے بھی سخت اور تلخ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ اس طرح ختم ہو گیا جیسے چیف سیکرٹری نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا ہو۔

"کیا ہو رہا ہے وہاں"...... ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ریموٹ کنٹرول نکالا اور سامنے دیوار میں موجود ٹی وی کی جانب اس کا رخ کر کے اس نے بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ ڈکسن ریموٹ کنٹرول کے ذریعے چینل تبدیل کرتا چلا گیا اور جب انٹرنیشنل اکنامک چینل سامنے آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں سکرین سے جیسے چپک سی گئیں۔ یہ ایک کافی وسیع ہال تھا جس میں

کافی تعداد میں مختلف ممالک کے لوگ موجود تھے جس کی روسٹرم پر ایک آدمی کھڑا بول رہا تھا جبکہ اس کے پیچھے سٹیج پر چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے اور انہیں غور سے دیکھتے ہی ڈکسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ اب انہیں پہچان گیا تھا کہ روسٹرم پر موجود پاکیشیائی ماہر معاشیات ڈاکٹر احسان تھا جبکہ عقب میں سٹیج پر بیٹھے ہوئے چھ افراد وہ ماہرین معاشیات تھے جنہیں ہاورڈ اور گوسٹی نے پاکیشیا میں ہلاک کر دیا تھا لیکن اب وہ صحیح سلامت اور انتہائی اطمینان بھرے انداز میں سٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول پر آواز کا بٹن پریس کر دیا تو ڈاکٹر احسان کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ ڈکسن کے چہرے پر بے اختیار زردی سی پھیلتی چلی گئی کیونکہ ڈاکٹر احسان مسلم کرنسی کا اعلان کر رہے تھے اور اس سلسلے میں تکنیکی تفصیلات بتا رہے تھے۔ پھر ایک ایک کر کے تمام ماہرین معاشیات نے روسٹرم پر آ کر اس سلسلے میں بات کی۔ اس کے بعد ہال میں موجود تمام مسلم ممالک کے وفود کے لیڈروں نے مسلم کرنسی کو اپنانے کے حق میں تقریریں شروع کر دیں جنہیں سن کر ڈکسن کی حالت بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں دوڑنے والا خون یکلخت منجمد ہو گیا ہو۔ اسی لمحے

فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے لاشعوری طور پر ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی بند کیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈکسن کے منہ سے انتہائی کمزور سی آواز نکلی۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ چیف صاحب بات کریں گے"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مسٹر ڈکسن۔ آپ نے دیکھ لیا منظر۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ آپ کی وجہ سے ہم مطمئن ہو گئے تھے اس لئے وہ حفاظتی انتظامات بھی نہ کئے جا سکے جو پہلے سے معلوم ہونے پر کئے جا سکتے تھے اور اب اس اعلان سے چند گھنٹے پہلے تمام اسلامک ممالک نے ایکریمیا اور یورپ کے تمام بڑے بڑے بنکوں سے اپنی بیشتر دولت نکال کر مسلم ممالک کے بنکوں اور خصوصاً پاکیشیا کے بنکوں میں جمع کرا دی ہے۔ ہمیں چونکہ علم ہی نہیں تھا اس لئے ہم کوئی حفاظتی کارروائی ہی نہیں کر سکے ورنہ ہم کوئی قانون بنا سکتے تھے جس سے اس کارروائی کو روکا جا سکتا اور آپ کو شاید اندازہ ہی نہیں ہے کہ آپ کی اس غفلت کی وجہ سے ایکریمیا اور یورپ کی معیشت کو کس قدر ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے"۔ دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"جناب۔ میں نے تو پوری تسلی کی تھی۔ ہر طرح چیکنگ کی گئی تھی لیکن اب کیا کہا جا سکتا ہے"...... ڈکسن نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری مسٹر ڈکسن۔ آپ کے سلسلے میں ہم غور کریں گے کہ آپ اس قدر اہم سیٹ کے قابل بھی ہیں یا نہیں"۔ دوسری طرف سے انتہائی تلخ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈکسن نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ کاش۔ مقابل میں عمران نہ ہوتا۔ یہ شخص ناقابل شکست ہے۔ قطعاً ناقابل شکست"...... ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر نجانے اسے اسی انداز میں بیٹھے کتنی دیر گزر گئی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ پہلے تو کچھ دیر ڈکسن اسی حالت میں بیٹھا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں باس۔ یہ انٹرنیشنل اکنامک چینل پر تو باقاعدہ مسلم کرنسی کا اعلان کیا جا رہا ہے اور وہ سب ماہرین جو ہلاک ہو چکے تھے وہ بھی وہاں موجود ہیں جناب"...... ہاورڈ نے انتہائی بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے دیکھا ہے اور اب میں اپنی اور تمہاری عقلمندی پر بیٹھا ماتم کر رہا ہوں۔ عمران نے ایک بار پھر ہمیں شکست دے دی ہے۔ ایسی شکست جس کا خمیازہ صدیوں تک ایکریمیا اور یورپ بھگتتے رہیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس کوتاہی پر مجھے اس سیٹ سے

ہی ہٹا دیا جائے"...... ڈکسن نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا کسی سے بات کرنے کو۔ اسے واقعی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اسے زندہ آگ میں ڈال دیا ہو۔

"کاش ۔ کاش ۔ مقابل میں عمران نہ ہوتا۔ کوئی اور ہوتا۔ کاش"...... ڈکسن نے بار بار یہی فقرے دوہراتے ہوئے کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اس فقرے کی لاشعوری طور پر گردان کر رہا ہو۔

"یہ ۔ یہ سب آخر کیسے ہو گیا۔ یہ ہلاک شدہ ماہرین کیسے زندہ ہو گئے اور کیسے اور کہاں انہوں نے اس منصوبے کو مکمل کیا۔ یہ کیا ہوا"...... گوسٹی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے چیف کی باتیں سنی ہیں۔ چیف کو اس سارے معاملے کا قصور وار ٹھہرایا جا رہا ہے جبکہ چیف نے اپنی طرف سے مکمل انکوائری کرائی لیکن یہ عمران ۔ یہ یقیناً کوئی شیطانی روح ہے۔ نجانے اس نے یہ سب کیسے کر لیا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"میں اس عمران کا خاتمہ کر دوں گی۔ ہر صورت میں ۔ ہر قیمت پر۔ اس مسلم کرنسی کے بدلے عمران کا خاتمہ۔ یہ میرا فیصلہ ہے"...... گوسٹی نے انتہائی غصیلے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ان کا ملازم اندر داخل ہوا۔

"جناب۔ پاکیشیا سے آپ کے مہمان آئے ہیں مسٹر لارک"۔ ملازم نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پلیٹ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لارک اور یہاں ہماری رہائش گاہ پر"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پلیٹ میں رکھا ہوا کارڈ اٹھا لیا۔

"ہاں۔ یہ لارک ہے۔ ٹھیک ہے۔ اسے ڈرائینگ روم میں بٹھاؤ۔ ہم آ رہے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا تو ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ لارک اس وقت کیوں آیا ہے"...... گوسی نے کہا۔

"تم نے جو فیصلہ کیا ہے شاید قدرت نے اسے منظور کر لیا ہے۔ اس لارک کی مدد سے ہم واقعی اس عمران کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور یقین کرو اگر عمران ختم ہو جائے تو سمجھو مسلم کرنسی سے جو نقصان عیسائی اور یہودی دنیا کو پہنچے گا اس کا بہت حد تک ازالہ ہو جائے گا۔ اس لئے اب میں نے بھی تمہاری طرح فیصلہ کر لیا ہے کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے اس عمران کا خاتمہ کرنا ضروری ہو گیا ہے"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"آؤ پہلے لارک سے مل لیں تاکہ اس بارے میں کوئی ٹھوس پلاننگ بن سکے"...... گوسی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری سے گزر کر جیسے ہی ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے وہاں موجود لارک انہیں دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ بری طرح بجھا ہوا

نظر آ رہا تھا۔

"تم اور یہاں۔ کیسے آنا ہوا لارک"...... ہاورڈ نے مصافحے کے بعد کہا۔

"میں ایکریمیا بزنس کے سلسلے میں آیا تھا۔ آج میری واپسی تھی لیکن مجھے جو اطلاعات پاکیشیا سے ملی ہیں انہوں نے میری روح نکال لی ہے"...... لارک نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے چار روز ہوئے ہیں۔ کل اچانک پہلے سٹار گروپ کے چھ افراد کو ان کے اڈے سٹار کلب سے جبراً اغوا کیا گیا اور پھر میرے آدمیوں پر عذاب ٹوٹ پڑا۔ لارک کارپوریشن کے آفس کو تباہ کر دیا گیا۔ وہاں موجود تمام افراد کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ اس کے بعد میری رہائش گاہ پر حملہ ہوا۔ وہاں بھی تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا اور میرے پرائیویٹ آفس سے شاید انہوں نے وہ فائل حاصل کر لی جس میں میرے گروپ کے افراد کے تمام نام و پتے موجود تھے کیونکہ میرے پورے گروپ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں پڑی ملی ہیں۔ صرف میں بچ گیا ہوں۔ مجھے میرے ایک بہی خواہ نے یہاں ایکریمیا میں اطلاع دی تو میں رک گیا۔ میں نے وہاں اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق یہ تمام کارروائی ایک مقامی نوجوان جس کا نام ٹائیگر بتایا گیا ہے اور ایک دیوہیکل ایکریمی حبشی نے کی ہے جو ایک خوفناک تنظیم سنیک کلرز

کارکن ہے۔ ٹائیگر کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ زیر زمین دنیا کا
بڑا معروف غنڈہ ہے۔ اب ایک لحاظ سے میں بے دست و پا ہو گیا
ہوں۔ وہاں میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا۔ میں آپ کے پاس اس
لئے آیا ہوں کہ آپ چیف سے میری سفارش کر کے میری مالی امداد
کرا دیں"...... لارک نے کہا۔

"لیکن ان غنڈوں نے ایسا کیوں کیا ہے۔ کیا تمہارا ان سے کوئی
جھگڑا تھا"...... ہاورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ سٹار گروپ کے جبراً اغوا میں بھی یہ دونوں شامل تھے
اور میرے گروپ کے خلاف بھی تمام کارروائی اس گروپ نے کی ہے
جس پر مجھے شک ہوا کہ ان دونوں کا تعلق کہیں عمران سے نہ ہو۔
چنانچہ میں نے جب خصوصی طور پر اس سلسلے میں انکوائری کرائی تو
مجھے معلوم ہو گیا کہ میرا شک درست تھا۔ ٹائیگر ویسے تو زیر زمین
دنیا کا معروف غنڈہ ہے لیکن وہ اس علی عمران کا شاگرد ہے اور
دیو ہیکل ایکریمی حبشی کا نام جوانا ہے اور یہ جوانا پہلے ایکریمیا کے
بدنام زمانہ پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز کا رکن تھا۔ اس تنظیم
کے خاتمے کے بعد اب وہ عمران کا ملازم ہے۔ جوانا ایک اور افریقی
حبشی کے ساتھ پاکیشیا کے دارالحکومت کی ایک بہت بڑی عمارت
رانا ہاؤس میں رہتا ہے"...... لارک نے کہا۔

"لیکن ہمیں تو وہاں کارروائی کئے ہوئے ایک ماہ سے بھی زیادہ
عرصہ ہو گیا ہے۔ اب تک وہ کیوں خاموش رہے اور اب کیوں

اچانک انہوں نے یہ سب کچھ کر ڈالا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ بہرحال کارروائی تو اسی سلسلے میں
ہوئی ہے"...... لارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اس کارروائی کا اصل نتیجہ کیا نکلا"۔ ہاورڈ
نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسا نتیجہ"...... لارک نے چونک کر کہا۔

"ہم نے اس کارروائی کے نتیجے میں یہ سمجھ لیا کہ وہ ماہرین
معاشیات جو ایکریمیا کے خلاف منصوبہ بندی کر رہے تھے وہ ہلاک
ہو گئے ہیں اور تم ہمارے ساتھ ہسپتال بھی گئے تھے لیکن آج وہ
مرے ہوئے ماہرین زندہ سلامت ٹی وی پر نظر آ رہے ہیں اور جس
کام کو روکنے کے لئے ان کو ہلاک کیا گیا تھا اسی کام کا اعلان کر دیا گیا
ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہاری بحالی کے لئے تمہاری مدد کی جائے
جبکہ میرا خیال ہے کہ چیف اور ہم دونوں کو شاید ریڈ ایجنسی سے ہٹا
کر سزا نہ دی جائے"...... ہاورڈ نے کہا تو لارک بے اختیار اچھل پڑا۔

"چیف اور آپ دونوں کو سزا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے"...... لارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہماری غفلت اور لاپرواہی سے ایکریمیا اور یورپ کو ناقابل
تلافی نقصان ہوا ہے اور اب تمہارے آنے سے پہلے ہم نے فیصلہ کیا
ہے کہ اس کا انتقام لینے کے لئے ہمیں اس عمران کا ہر صورت میں
خاتمہ کرنا ہو گا اور تم بھی ہماری مدد کرو۔ اگر ہم یہ کام کر لینے میں

کامیاب ہو گئے تو تمہیں شاید اس قدر امداد ملے کہ تم پاکیشیا کے سب سے بڑے لارڈ بن جاؤ"...... ہاورڈ نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ آپ میری چیف سے بات کرائیں۔ اگر چیف نے بھی یہی بات کی تو میں آپ کے ساتھ کام کرنے کو تیار ہوں۔ اس عمران نے میرا پورا گروپ ختم کر دیا ہے اور میرا سب کچھ تباہ کر دیا ہے۔ اب اس سے انتقام لینا تو میری غیرت کا معاملہ بن گیا ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں ایک بار تو اس عمران کا خاتمہ کر ہی دوں گا۔ اس کے بعد جو چاہے میرے ساتھ ہوتا رہے"...... لارک نے کہا تو ہاورڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو چیف"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ہاورڈ بول رہا ہوں ۔ چیف سے بات کراؤ"...... ہاورڈ نے کہا۔

" آپ ان کی رہائش گاہ پر کال کریں۔ ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے اور وہ آرام کرنے اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو ہاورڈ نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ہاورڈ پہچان گیا کہ یہ چیف کے ہاؤس مینجر رچرڈ کی آواز ہے۔

" ہاورڈ بول رہا ہوں رچرڈ۔ چیف سے بات کراؤ"...... ہاورڈ نے کہا۔

" اوہ ۔ آپ ۔ اچھا ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو"...... چند لمحوں بعد ڈکسن کی آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

" چیف۔ میں اور گوسٹی ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دونوں پاکیشیا جا کر اس عمران کو ہر صورت میں ہلاک کر دیں۔ اس طرح یقیناً کسی حد تک اس نقصان کا مداوا ہو سکتا ہے جو اس کے ہاتھوں ہمیں پہنچا ہے۔ ابھی ہم نے یہ فیصلہ کیا ہی تھا کہ پاکیشیا سے لارک ہماری رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ اس نے بتایا کہ وہاں اچانک عمران کے آدمیوں نے خوفناک آپریشن کیا ہے اور اس سٹار گروپ کو جس نے ماہرین معاشیات کی کوٹھی پر میزائل فائر کئے تھے ان کے اڈے سے جبراً اغوا کیا گیا اور اس کے بعد وہ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد لارک کے آفس پر حملہ ہوا۔ وہاں موجود لوگوں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ پھر لارک کی رہائش گاہ پر حملہ ہوا۔ وہاں تمام ملازمین کو بھی گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ وہاں سے انہیں شاید وہ فائل مل گئی جس میں لارک گروپ کے تمام آدمیوں کے نام و پتے درج تھے پھر ان سب کی لاشیں ہی ملیں۔ لارک کسی بزنس کے سلسلے میں ایکریمیا آیا ہوا تھا اس لئے وہ بچ گیا ہے۔ اب وہ یہاں ہمارے پاس اس لئے آیا تھا کہ آپ سے سفارش کر کے اس کی مالی امداد کی جائے

تاکہ یہ اپنا کاروبار بحال کر سکے۔ میں نے اس بتایا ہے کہ ہم اس
عمران کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اگر یہ اس سلسلے میں
ہماری مدد کرے تو عمران کی موت کے بعد اسے اتنا انعام دیا جائے گا
کہ یہ پاکیشیا کا سب سے بڑا لارڈ بن جائے گا۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے
عمران کی کمزوریوں کا علم ہے۔ ایک بار تو یہ اسے ہلاک کر سکتا ہے۔
اگر آپ اسے کہیں۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے"...... ہاورڈ
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لارک سے میری بات کراؤ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس چیف۔ میں لارک بول رہا ہوں"...... لارک نے رسیور
لیتے ہوئے کہا جبکہ ہاورڈ نے اسے رسیور دے کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر
دیا۔

"تم نے اتنا بڑا دعویٰ کیسے کر دیا کہ تم عمران کو ہلاک کر سکتے
ہو"...... دوسری طرف سے ڈکسن نے کہا۔

"چیف۔ عمران کی دوستی سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ
فیاض سے ہے اور فیاض کی دوستی مجھ سے ہے اور مجھے معلوم ہے کہ
فیاض کی بیوی عمران کی بہن بنی ہوئی ہے۔ اگر میں اس سے جبراً
عمران کو فون کراؤں تو عمران بغیر سوچے سمجھے اس کی رہائش گاہ پر
پہنچ جائے گا اور پھر اچانک اسے ہلاک کرنا مشکل نہیں ہے"۔ لارک
نے کہا۔

"رسیور ہاورڈ کو دو"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں

کہا گیا تو لارک کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے
رسیور ہاورڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"یس باس"...... ہاورڈ نے رسیور لے کر کہا۔

"لارک بچوں جیسی باتیں کر رہا ہے۔ عمران اگر اس طرح ہلاک
ہو سکتا تو اب تک لاکھوں بار ہلاک ہو چکا ہوتا۔ تم ایسا کرو کہ اپنے
سیکشن کے سپیشل فنڈ سے اسے معقول رقم دے دو اور یہ بھی سن لو
کہ تم دونوں نے بھی عمران کے خلاف اس وقت تک کوئی کارروائی
نہیں کرنی جب تک میں تمہیں اس کی اجازت نہ دوں۔ میں اس
سلسلے میں اعلیٰ حکام سے بات کر کے خود کوئی پلان بناؤں گا اور ہو
سکتا ہے کہ اس بار فل ٹیم اس عمران کے خلاف پاکیشیا بھیجی جائے
یا اسے کسی چکر میں یہاں بلوا کر اس کا خاتمہ کیا جائے۔ بہرحال یہ
بات طے ہے کہ اگر عمران کا خاتمہ ہو جائے تو مسلم ورلڈ کے لئے یہ
اس سے بھی بڑا نقصان ہو گا جتنا مسلم کرنسی نے ایکریمیا اور یورپ
کو دیا ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"یس باس"...... ہاورڈ نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھ
دیئے جانے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"آج تو چھٹی کا دن ہے لارک۔ کل تم میرے سیکشن آفس آ جانا
میں تمہیں چیک دے دوں گا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"شکریہ جناب"...... لارک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ لارک کو فوری نہیں جانا چاہئے۔ عمران

یا اس کے ساتھی یقیناً اس کی تاک میں ہوں گے"...... گوسٹی نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں مادام گوسٹی۔ میں میک اپ اور نئے کاغذات کے ساتھ جاؤں گا اور ایک بار میں اپنے اڈے پر پہنچ جاؤں پھر میرے لئے کوئی مشکل نہیں رہے گی"...... لارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ فیصلہ کرنا تمہارا اپنا کام ہے"...... ہاورڈ نے کہا تو لارک اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ہاورڈ اور گوسٹی دونوں سے مصافحہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"مبارک ہو عمران صاحب۔ آپ نے واقعی مسلم ورلڈ کے لئے کرنسی کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر تاریخ ساز کام کیا ہے"۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے بلیک زیرو۔ میرا اس میں ذاتی طور پر کوئی کمال نہیں ہے اور نہ ہی اتنا بڑا تاریخ ساز کام میں کر سکتا تھا جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد شامل نہ ہوتی۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ یہ کام تاریخ ساز ہے۔ انشاء اللہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا عالمی مارکیٹ میں مسلم کرنسی کی ساکھ بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے گی۔ پھر اس کی وجہ سے اصل فائدہ پاکیشیا کو پہنچے گا اور انشاء اللہ آئندہ

سالوں میں پاکیشیا پوری دنیا کی اکنامک مارکیٹ کو بھی لیڈ کرنے کے قابل ہو جائے گا"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی مسلم کرنسی کے اس منصوبے کی کامیابی پر بے حد خوش نظر آرہا تھا۔

"عمران صاحب۔ وہ لارک جو یہاں ریڈ ایجنسی کا ایجنٹ تھا وہ ابھی نہیں ملا اور نہ ہی ریڈ ایجنسی کے وہ دو ایجنٹ جو یہاں واردات کر کے واپس چلے گئے تھے۔ پہلے تو آپ اس لئے خاموش تھے کہ منصوبے پر کام ہو رہا تھا لیکن اب تو ان کا خاتمہ ہونا ضروری ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ اتنا غصہ۔ اب جبکہ ہمارا اصل مشن کامیاب ہو گیا ہے تو اب کیا کسی سے انتقام لینا۔ بہرحال مشن کی کامیابی میں قربانیاں تو دینا پڑتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ان ایجنٹوں نے ڈاکٹر احسان کی والدہ، بہن، نوجوان بھانجے اور بھانجی کو انتہائی بے دردی سے ہلاک کر دیا تھا۔ ان ایجنٹوں کی وجہ سے لارک کے کہنے پر پاکیشیا کے ماہر معاشیات ڈاکٹر پرویز کو ہلاک کر دیا گیا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چھ تربیت یافتہ نوجوان ہلاک کر دیئے گئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے"...... بلیک زیرو نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ان کے لئے اتنا صدمہ ہی کافی ہے بلیک زیرو کہ آج جب مسلم کرنسی کا اعلان ہوا ہو گا تو وہ سب اپنے اپنے بال نوچ رہے ہوں

گے۔ بہرحال مشن میں تو ایسا ہوتا ہی ہے۔ ہمارے ہاتھوں نجانے کتنے لوگ مشن کے دوران ہلاک ہوئے ہوں گے۔ اب کیا ان سب کا انتقام لینے پوری دنیا کی سروسز میرے خلاف حرکت میں آ جائیں گی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اس منصوبے کے اعلان کے بعد ریڈ ایجنسی آپ کی ذات کو نشانہ بنائے گی"...... بلیک زیرو نے ایک اور پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بناتی رہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ بے شک یہ کام نہ کریں لیکن سیکرٹ سروس اس پر کام کرے گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ تم سیکرٹ سروس کو فضول اور بے مقصد معاملات میں الجھا دو"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جوانا اور میں جائیں گے۔ میں چھٹی لے کر چلا جاؤں گا۔ جوانا نے یہاں کام کیا ہے تو اب وہ ایکریمیا میں بھی کام کرنے پر تیار ہو جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر کسی مشن میں ان سے ٹکراؤ ہو جائے گا۔ یار زندہ صحبت باقی"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں رانا ہاؤس سے۔ باس ہیں یہاں"۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جوزف بغیر کسی اشد ضرورت کے دانش منزل فون نہیں کیا کرتا۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے"...... عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہ لارک جو ایکریمیا چلا گیا تھا واپس آگیا ہے۔ ٹائیگر اس کی تاک میں تھا۔ اس نے اسے چیک کر لیا اور اس نے جوانا کو فون کیا تو جوانا وہاں پہنچا اور اس لارک کو وہ دونوں اغوا کر کے یہاں رانا ہاؤس میں لے آئے ہیں۔ جوانا تو اسے وہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن ٹائیگر نے اسے روک دیا کہ شاید آپ اس سے کچھ پوچھنا چاہیں۔ اب آپ کا کیا حکم ہے"...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جوانا اور ٹائیگر اب کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دونوں بلیک روم میں ہیں۔ میں سپیشل روم سے بات کر رہا ہوں"...... جوزف نے شاید عمران کا بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"میں خود وہیں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لارک ایکریمیا سے واپس آیا ہے۔ یقیناً یہ وہاں ریڈ ٦ ایجنسی کے چیف ڈکسن سے ملا ہو گا۔ اس سے تازہ ترین معاملات کا پتہ چل سکتا ہے کہ مسلم کرنسی کے اعلان ہونے کے بعد ریڈ ٦ ایجنسی کا کیا

رد عمل ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"بے فکر رہو۔ جوانا اور ٹائیگر دونوں تمہارے خیالات پر عمل کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران کے اس فقرے کا مطلب تھا کہ لارک کے بعد ریڈ ٦ ایجنسی کا بھی نمبر آ سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ پھر وہ بلیک روم میں داخل ہوا تو کرسی پر بیٹھا ہوا ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا جبکہ جوانا پہلے ہی کھڑا تھا۔ سامنے راڈز والی کرسی میں جکڑا ہوا ایک آدمی موجود تھا جس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔

"یہ لارک ہے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور ساتھ ہی اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

"یس باس۔ لیکن باس یہ مختلف میک اپ اور نام سے ایکریمیا سے واپس آیا ہے لیکن اپنے کمرے میں پہنچ کر جب اس نے اپنے آپ کو اوپن کیا تو مجھے اطلاع مل گئی کیونکہ میں نے پہلے ہی اس سلسلے میں بندوبست کر رکھا تھا۔ میں نے جوانا کو فون کیا تو جوانا فوراً آ گیا اور ہم دونوں نے اس کے اڈے میں گھس کر اس کے بقیہ تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور اسے بے ہوش کر کے اٹھا کر یہاں لے آئے ہیں۔ یہاں پہنچ کر میں نے اس کا میک اپ واش کر دیا۔ اب یہ اپنی اصل شکل میں ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھا۔ اس نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے شیشی کا دہانہ لارک کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی کو ہٹایا اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لارک کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ آہستہ آہستہ اس نے آنکھیں کھولیں اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔

" یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو"۔ لارک نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں جوانا پر جم گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

" میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرا شاگرد رشید ہے ٹائیگر اور یہ میرا ساتھی ہے ماسٹر کلر کا جوانا"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ مم۔ مگر۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم نے مجھے کیوں جکڑا ہوا ہے"...... لارک نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم نے سٹار گروپ کو ریڈ ایجنسی کے ایجنٹوں ہاورڈ اور گوسٹ کے کہنے پر ہائر کیا اور پھر ان لوگوں نے اسٹیٹ بینک کالونی کی ایک

کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا جس میں پاکیشیا کے معروف ماہر معاشیات ڈاکٹر پرویز کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کے انتہائی قیمتی افراد بھی ہلاک ہو گئے۔ اس طرح تم نے اپنی طرف سے ایسا کام کیا جس سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ پورے عالم اسلام کے روشن معاشی مستقبل کو تاریک کیا جا سکتا تھا لیکن اس سٹار گروپ کو ٹریس کر لیا گیا اور انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دی گئیں۔ ان سے ہمیں تمہارے بارے میں علم ہوا۔ گو اس سے پہلے بھی تم نے کام کیا تھا لیکن اس وقت معاملات اس حد تک نہیں پہنچے تھے۔ بہرحال تمہارے پورے گروپ کا خاتمہ کر دیا گیا لیکن تم ایکریمیا جا چکے تھے اس لئے تم ہاتھ نہ آسکے اور اب تم میک اپ کر کے اور نئے نام سے یہاں واپس آئے ہو۔ لیکن ٹائیگر نے تمہیں ٹریپ کرنے کا پہلے سے بندوبست کر رکھا تھا۔ چنانچہ اسے اطلاع مل گئی اور نتیجہ میں اب تم یہاں ہو اور تمہارا میک اپ صاف کر دیا گیا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو لارک نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" ٹھیک ہے۔ اب مزید میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... لارک نے کہا۔

" تم ایکریمیا جا کر ہاورڈ اور گوسٹ سے ملے۔ تمہاری بات ریڈ ایجنسی کے چیف سے بھی ہوئی"...... عمران نے ویسے ہی اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ اس کا یہ تیر کامیاب رہے گا

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ لارک کو یقیناً یہاں اس کے گروپ اور اڈے کے خاتمے کی اطلاع مل گئی ہوگی اور لارک نے اپنے نقصان کو پورا کرنے کے لئے ریڈ ایجنسی سے رابطہ کیا ہوگا۔

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا"...... لارک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ معمولی باتیں ہیں۔ تم مجھے بتاؤ کہ وہاں میرے بارے میں کیا باتیں ہوئیں۔ یہ سن لو کہ مجھے اس بارے میں پہلے سے تفصیل کا علم ہے لیکن میں چیک کرنا چاہتا ہوں کہ تم سچ بولو گے یا نہیں۔ اگر تم سچ بولو گے اور مجھے حلف دو گے کہ آئندہ تم پاکیشیا کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرو گے تو میں تمہیں زندہ بھی چھوڑ سکتا ہوں کیونکہ بہرحال تم نے براہ راست کوئی اقدام نہیں کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کیا واقعی۔ کیا تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... لارک نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے کسی وعدے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی کافی ہے"...... عمران نے کہا تو لارک نے ہاورڈ اور گوسٹی سے ملنے سے لے کر ان سے ہونے والی تمام باتیں اور پھر ریڈ ایجنسی کے چیف سے ہونے والی تمام بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب باقاعدہ طور پر ریڈ ایجنسی میری ہلاکت کے مشن پر کام کرے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اب ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ ہی نہیں رہا۔ وہ تمہاری موت کو اپنے بڑے نقصان کی تلافی سمجھتے ہیں"۔ لارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم دوسرے روز جب چیک لینے ہاورڈ کے آفس گئے تو تمہارے ذمے کیا ڈیوٹی لگائی گئی تھی"...... عمران نے کہا تو لارک بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈیوٹی۔ مم۔ مم۔ مگر"...... لارک نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں بتاؤں کہ تمہارے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے کہ تم یہاں میری مصروفیات کو چیک کرو اور ان کی باقاعدہ رپورٹ دو"۔ عمران نے کہا تو لارک نے بجائے منہ سے کچھ کہنے کے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"اسے آف کر دو۔ یہ بہرحال پاکیشیائی مجرم ہے"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک روم سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر بھی باہر آگیا۔

"کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے باس۔ جوزف اس کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈالنے لے گیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سلام کر کے آگے بڑھ گیا جبکہ عمران سائیڈ روم میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیف آف ریڈ ایجنسی ڈکسن صاحب"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم نے فون کیا ہے۔ کیوں"...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس لئے تاکہ تم سے پوچھ سکوں کہ کب ریٹائر ہو رہے ہو ریڈ ایجنسی سے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... دوسری طرف سے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ اب تمہاری سربراہی میں ریڈ ایجنسی اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ تم ریڈ ایجنسی کی فل ٹیم کو مجھ جیسے ایک عام سے آدمی کی ہلاکت کا مشن دے رہے ہو۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تمہاری ذہنی کیفیت اب ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچ چکی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری ہلاکت اب ہمارے لئے مسلم کرنسی سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ مسلم کرنسی سے تو ہمارے معاشی ماہرین خود ہی نمٹتے رہیں گے لیکن تم نے جس انداز میں ہمیں اس سلسلے میں ڈاج دیا ہے اس کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اب تمہارا مزید زندہ رہنا ایکریمیا کے مفادات کے خلاف ہے اور یہ سن لو کہ اب چاہے تم دنیا کے کسی بھی خطے میں پہنچ جاؤ یا پاتال میں چھپ جاؤ ریڈ ایجنسی تمہیں ہر صورت میں اور ہر حالت میں ہلاک کر دے گی"...... ڈکسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہاری ایجنسی چیف سیکرٹری کے ماتحت ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... ڈکسن نے چونک کر کہا۔

"ایکریمیا کے چیف سیکرٹری سرکارنک ہیں"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا۔

"ہاں اور یہ بھی سن لو کہ سرکارنک مجھ سے زیادہ تمہیں ہلاک کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں"...... ڈکسن نے کہا۔

"سرکارنک پہلے سپیشل سیکرٹری برائے دفاع تھے اور اب دو سال قبل وہ چیف سیکرٹری تعینات ہوئے ہیں۔ ٹھیک ہے میں سرکارنک سے بات کرتا ہوں۔ اگر وہ واقعی تمہیں اور تمہاری ایجنسی کو تباہ کرانے پر تل گئے ہیں تو پھر مجبوری ہے"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

"یہ احمق ہو گیا ہے نانسنس"....... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... ایکریمین لہجے میں کہا گیا۔

"چیف سیکرٹری کا نمبر دیں"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو
دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا
دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری
صاحب سے میری بات کراؤ ورنہ ایکریمیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ
سکتا ہے"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں۔ تفصیل سے تعارف کرائیں"....... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"وہ میرا نام جانتے ہیں۔ کراؤ بات اور وقت ضائع مت کرو"۔
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں"....... دوسری طرف سے کہا
گیا۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز

سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں سرکارمک۔ آپ نہ صرف
میرے بارے میں بہت اچھی طرح جانتے ہیں بلکہ آپ کو یہ بھی
معلوم ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ کر بھی دیتا ہوں۔ اس لئے یہ
سن لیں کہ ابھی تو میں نے صرف مسلم کرنسی کو مارکیٹ میں لانے
کی حد تک اپنے آپ کو محدود رکھا ہوا ہے تاکہ یہ کرنسی اکنامکس کے
اصولوں کے تحت خود بخود انٹرنیشنل مارکیٹ میں اپنی جگہ بنا لے
لیکن اگر میں چاہوں تو ایکریمیا کے تمام بڑے کارپوریٹ بینکوں سے
تمام سرمایہ پلک جھپکنے میں غائب ہو سکتا ہے اور ریزرو بینک آف
ایکریمیا میں موجود سونے کے وہ ذخائر جن کے سر پر ڈالر کی ساکھ
مستحکم ہے وہ تمام ذخائر افریقہ کے بھوکے عوام کی فلاح و بہبود میں
استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ چاہے ماہر معاشیات نہ بھی
ہوں اتنی بات تو آپ سمجھ ہی سکتے ہیں کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں ڈالر
کا کیا حشر ہو گا اور ایکریمیا کی معیشت کس طرح پاتال میں جا پہنچے گی
اور پھر اسے سنبھالنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہو گا اور آپ اچھی
طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ایکریمیا کا وہی حشر ہو گا جو آپ لوگوں نے ایسے
اقدامات کر کے روسیاہ کا کیا اور روسیاہ کی ساری ریاستیں بکھر گئیں
اور وہاں کے عوام روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترس گئے۔ یہ کام
ایکریمیا کی ریاستوں اور عوام کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے
انتہائی تیز لہجے میں مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

" تم کیوں مجھے دھمکیاں دے رہو۔ وجہ "...... سرکارمک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ ریڈ ایجنسی کا احمق چیف ڈکسن سوچ رہا ہے کہ پاکیشیا کے بڑے بنیکوں کے خلاف وہی کارروائی کی جائے جو میں نے ایکریمیا کے بارے میں بتائی ہے۔ بظاہر وہ یہی ظاہر کر رہا ہے کہ یہ کارروائی وہ میری ذات کے خلاف کرنا چاہتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ میری ذات کے خلاف اس کی پوری ٹیم بھی کچھ نہیں کر سکتی "...... عمران نے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ڈکسن ایسی حرکت کرنا چاہتا ہے "۔ سرکارمک کے لہجے میں حیرت تھی۔

" اس سے میری فون پر بات ہوئی ہے اور جس انداز میں اس نے بات کی ہے اس سے میں اصل معاملات کو سمجھ گیا ہوں۔ میں ریڈ ایجنسی یا اس کی فل ٹیم سے خوفزدہ نہیں ہوں کیونکہ میں الحمد للہ مسلمان ہوں اور مسلمان صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور کسی سے نہیں۔ لیکن میں اس حد تک نہیں جانا چاہتا اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے آپ جو فیصلہ کریں گے اس کے مطابق میرا ردعمل ہو گا "۔ عمران نے کہا۔

" تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ڈکسن واقعی تمہاری ذات کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا لیکن اب میں نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔ میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں تم نے جو کچھ کہا ہے تم

واقعی ویسے کر سکتے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ میری زندگی میں ایکریمیا کا ایسا حشر ہو۔ اس لئے بے فکر رہو۔ ڈکسن اب کوئی اقدام نہیں کرے گا۔ ہم مسلم کرنسی کا مقابلہ مارکیٹ کے اصولوں کے تحت کریں گے "......چیف سیکرٹری نے کہا۔

" آپ جیسے ذمہ دار آدمی کی بات پر مجھے اعتماد ہے۔ اس لئے گڈ بائی "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ہاورڈ اور گوسٹی دونوں جیسے ہی چیف کے آفس میں داخل ہوئے تو چیف کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے کیونکہ چیف کا چہرہ بجھا ہوا سا دکھائی دے رہا تھا۔

"آؤ بیٹھو"...... چیف ڈکسن نے مردہ سے لہجے میں کہا تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا ہوا چیف۔ کیا آپ بیمار ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"نہیں۔ لیکن آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ بے بسی کسے کہتے ہیں"...... چیف نے کہا تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"بے بس۔ کیا مطلب باس"...... اس بار گوسٹی نے کہا۔

"تم دونوں یقیناً پاکیشیا جا کر عمران کے خلاف کام کرنے کے لئے تیاری کر چکے ہو گے"...... چیف نے کہا۔

"یس باس اور ہم آج رات ہی جانا چاہتے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اب یہ مشن ہمیشہ کے لئے ڈراپ کر دیا گیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اب اگر میں نے ریڈ ایجنسی کو پاکیشیا یا اس عمران کے خلاف استعمال کیا تو نہ صرف مجھے سیٹ سے ہٹا دیا جائے گا بلکہ میرا کورٹ مارشل بھی کر دیا جائے گا"...... چیف نے کہا تو ہاورڈ اور گوسٹی دونوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب باس۔ کیوں"...... ہاورڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران نے مجھے فون کال کی اور پھر اس نے مجھے دھمکیاں دیں۔ میں نے جواب میں اسے کہہ دیا کہ اب وہ کسی صورت بھی بچ نہیں سکتا۔ ریڈ ایجنسی اسے پاتال میں بھی نہیں چھوڑے گی اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گی جب تک تم ہلاک نہیں ہو جاتے۔ جس پر اس نے مجھے کہا کہ وہ چیف سیکرٹری سے بات کرے گا۔ لیکن چونکہ مجھے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری صاحب ہم سے بھی زیادہ اس عمران کے خاتمے میں انٹرسٹڈ ہیں اس لئے میں نے پرواہ نہ کی لیکن پھر کچھ دیر بعد چیف سیکرٹری صاحب کی کال آ گئی اور انہوں نے وہی کچھ کہا جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ اگر ہم نے اب پاکیشیا یا عمران کے خلاف کوئی اقدام کیا تو میرا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ عمران نے انہیں کہا ہے کہ اگر ریڈ

ایجنسی نے کوئی حرکت کی تو اس کے نتیجے میں ایکریمیا کے تمام بڑے کارپوریٹ بینکوں سے سرمایہ غائب کر دیا جائے گا۔ ریزرو بینک آف ایکریمیا کے سونے کے وہ تمام ذخائر جو ڈالر کے استحکام کی ضمانت ہیں انہیں بھی نکال کر افریقہ کے عوام میں تقسیم کر دیا جائے گا اور نتیجہ یہ کہ ڈالر ڈوب جائے گا اور ڈالر کے ڈوبتے ہی ایکریمیا کی معیشت مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور ایکریمیا کا وہی حشر ہو گا جو روسیاہ کا ہوا ہے۔ ایکریمیا کی تمام ریاستیں بکھر جائیں گی اور یہاں کے عوام روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترستے رہ جائیں گے"...... ڈکسن نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن کیا ایسا ممکن ہے"...... ہاورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ چیف سیکرٹری بھی جانتے ہیں، میں بھی اور تم بھی کہ عمران کے لئے سب کچھ ممکن ہے اس لئے چیف سیکرٹری نے ایکریمیا کے مفاد میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ریڈ ایجنسی پاکیشیا یا عمران کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی اور میں اب چاہوں بھی تو ایسا نہیں کر سکتا۔ کیا یہ بے بسی نہیں ہے کہ ہمیں عمران نے پہلے مسلم کرنسی کے مشن میں واضح شکست دی اور اب اس نے اس انداز میں صرف دھمکیاں دے کر ایکریمیا کی سب سے طاقتور ایجنسی کو بے بس کر کے رکھ دیا ہے"...... ڈکسن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ سرکاری طور پر ایسا نہیں کر سکتے نہ کریں لیکن ہم پرائیویٹ طور پر تو ایسا کر سکتے ہیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"نہیں۔ اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ ہم سے غلطی ہو رہی تھی۔ عمران تو شاید ہمارے ہاتھوں نہ مارا جا سکے لیکن ایکریمیا بہرحال تباہ ہو سکتا ہے اور تم چاہے پرائیویٹ طور پر ایسا کرو یا سرکاری طور پر اسے ریڈ ایجنسی کی طرف سے ہی سمجھا جائے گا اس لئے اب اسے بھول جاؤ"...... ڈکسن نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈکسن نے کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ہاورڈ اور گوسٹی تمہارے آفس میں موجود ہیں۔ ہاورڈ سے میری بات کراؤ"...... دوسری طرف سے علی عمران کی آواز سنائی دی تو ڈکسن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ میرے آفس میں ہیں"...... ڈکسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب چیف صاحب۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ میں خود ایکریمیا پہنچ کر ان کی نگرانی کروں۔ یہاں ایکریمیا میں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ موجود ہیں جو بڑی آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ڈکسن کے اس طرح ہونٹ بھنچ گئے جیسے وہ دانتوں سے ہونٹ کاٹ کر علیحدہ کر دینا چاہتا ہو لیکن

ساتھ ہی اس نے رسیور ہاورڈ کی طرف بڑھا دیا۔

" یس۔ ہاورڈ بول رہا ہوں "...... ہاورڈ نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

" علی عمران بول رہا ہوں ہاورڈ۔ تم نے جس لہجے اور جس انداز میں بات کی ہے اس کی وجہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تمہارے چیف نے یقیناً تمہیں بتا دیا ہو گا کہ ایکریمیا کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے لیکن میں تمہیں بتا دوں کہ تمہارے اور گوسٹی کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے۔ تم نے ڈاکٹر احسان کی والدہ، بہن اور نوجوان بھانجے اور بھانجی کو جس سفاکی سے ہلاک کیا تھا اس کے بعد تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن میں اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ تم نے یہ سب کچھ مشن کے سلسلے میں کیا تھا اور مشن کے دوران ایسی کاروائیاں نہ چاہتے ہوئے بھی مجبوراً کرنا پڑ جاتی ہیں لیکن اب تم نے اپنے چیف کو یہ کہہ کر کہ سرکاری طور پر نہ سہی پرائیویٹ طور پر پاکیشیا کے خلاف کام کیا جا سکتا ہے اپنی اصل ذہنیت کو آشکار کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہیں ایک موقع اور دینا چاہتا ہوں کیونکہ تم ریڈ ایجنسی کے اچھے ایجنٹ ہو اور میں نہیں چاہتا کہ بغیر کسی وجہ کے تم جیسے ایجنٹوں سے ریڈ ایجنسی محروم ہو جائے "...... عمران نے کہا۔

" یہ آج تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا "...... ہاورڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" ہاورڈ۔ تم نے جو جوتے پہن رکھے ہیں ان کے تلوں میں تھری

ایکس رینج بم موجود ہیں جنہیں کسی بھی لمحے ڈی چارج کیا جا سکتا ہے اور تم جانتے ہو کہ اگر انہیں ڈی چارج کر دیا گیا تو نہ تم رہو گے نہ تمہاری بیوی گوسٹی اور نہ تمہارا چیف ڈکسن اور نہ ریڈ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر۔ لیکن میں تمہیں ایک موقع اور دینا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں دس منٹ بعد پھر فون کروں گا تم انہیں آف کر دو "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاورڈ نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور رکھا اور جھک کر اس نے اپنے بوٹ کے تسمے کھولنے شروع کر دیئے۔ ڈکسن اور گوسٹی دونوں کے چہرے یکلخت تاریک پڑ چکے تھے اور پھر چند لمحوں بعد واقعی اس کے ایک بوٹ کے تلوے سے ایک سنہری رنگ کی پتلی سی پٹی باہر نکل آئی جس کا ایک کونہ اس طرح بار بار چمک رہا تھا جیسے اس پر لائٹ پڑ رہی ہو اور ہاورڈ نے بجلی کی سی تیزی سے اس پٹی کے دوسری طرف کا کونہ موڑ دیا اور کونہ مڑتے ہی وہ چمک ختم ہو گئی تو ڈکسن اور گوسٹی نے اس قدر طویل سانس لئے جیسے ان کے سروں سے ہزاروں ٹن بوجھ اتر گیا ہو۔

" یہ کیسے ہو گیا۔ ویری سیڈ۔ یہ تو واقعی انتہائی خوفناک بم ہے اور کسی بھی لمحے ڈی چارج ہو سکتا تھا۔ ویری سیڈ "...... ہاورڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ سرسوں کے پھول سے بھی زیادہ زرد نظر آ رہا تھا۔ گوسٹی اور ڈکسن کی حالت بھی اس سے مختلف نہیں تھی کیونکہ انہیں بھی معلوم تھا کہ اگر یہ بم ڈی چارج کر دیا جاتا تو وہی نتیجہ نکلتا جو عمران نے بتایا تھا۔

"عمران واقعی عفریت ہے۔ سمجھ میں نہ آنے والا عفریت"۔ ڈکسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ بوٹ میں نے الماری سے نکال کر پہنے ہیں۔ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یہ شخص جادوگر ہے۔ واقعی جادوگر۔ اس سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا"...... گوسٹی نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر واقعی دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈکسن نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈکسن نے کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بول رہا ہوں۔ اب بتاؤ تمہارا پاکیشیا کے خلاف کیا موڈ ہے"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"آئی ایم سوری عمران۔ ہم غلطی پر تھے۔ تم سے مقابلہ کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اس لئے بے فکر رہو۔ واقعی ریڈ ایجنسی اب آئندہ پاکیشیا کے خلاف یا تمہارے خلاف کوئی اقدام نہیں کرے گی۔ نہ سرکاری طور پر اور نہ ہی پرائیویٹ طور پر"...... ڈکسن نے بڑے واضح الفاظ میں کہا۔

"ہاورڈ اور گوسٹی کا کیا خیال ہے"...... عمران نے کہا۔

"آئی ایم سوری عمران۔ جو کچھ چیف نے کہا ہے وہی اب میرے خیالات ہیں"...... ہاورڈ نے جلدی سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"سنو ہاورڈ۔ مجھے اپنی ذات کے خلاف کسی کارروائی سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم میری آڑ میں پاکیشیا کو معاشی میدان میں تباہ کرنے کا پلان بنا رہے تھے اس لئے مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ اب اگر تمہارے چیف، تمہیں اور گوسٹی تینوں کو سمجھ آگئی ہے تو پھر مجھے تم سے کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اب ہماری ملاقات بڑے اچھے اور دوستانہ ماحول میں ہی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا"...... ہاورڈ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر ایسا ہے کہ گوسٹی کے بیگ کے خفیہ خانے میں بھی ایسا ہی ایک بم موجود ہے۔ اسے بھی بے کار کر دو۔ میں نے اس لئے یہ ڈبل کام کر دیا تھا کہ اگر تمہارا ذہن ناقابل اصلاح ہو جائے تو پھر اسے ختم ہی کر دیا جائے تو بہتر ہے لیکن اب جبکہ تم خود دوستی کے قائل ہو گئے ہو تو تمہیں بہرحال زندہ رہنے کا حق ہے۔ گڈ بائی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا جبکہ عمران کی بات سن کر گوسٹی بے اختیار اچھل پڑی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے بیگ کو کھولا اور پھر چند لمحوں بعد جب ایک بار پھر ویسا ہی بم اس کے بیگ سے بھی برآمد ہو گیا جیسا ہاورڈ کے بوٹ سے برآمد ہوا تھا تو ان تینوں کے جسم بے اختیار خوف سے لرزنے لگ گئے۔ وہ واقعی اس طرح کانپ رہے تھے جیسے وہ ریڈ ایجنسی جیسی انتہائی طاقتور ایجنسی کے افراد ہونے کی بجائے چھوٹے بچے ہوں۔

"اب تو مجھے عمران کے نام سے بھی خوف آنے لگ گیا ہے"۔
گوسٹی نے بم کو ناکارہ کرتے ہوئے کہا تو ڈکسن اور ہاورڈ دونوں نے اس طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ بھی گوسٹی کی بات سے سو فیصد متفق ہوں۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک نئی اور انتہائی حیرت انگیز کہانی

پاکیشیا مشن

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

ریڈ وولف ——— ایک سفاک اور انتہائی خطرناک مجرم۔

ریڈ وولف ——— جسے اسرائیل اور کافرستان مشن کے لئے ہائر کیا گیا تھا۔

پاکیشیا مشن ——— ایک ایسا خوفناک مشن جس سے پاکیشیا کی سالمیت اور بقا، خطرے میں پڑ گئی تھی۔ پاکیشیا مشن کیا تھا ———؟

ریڈ وولف ——— جس کی آنکھوں میں ایک پراسرار اور خوفناک چمک تھی۔

ریڈ وولف ——— جس کی تلاش میں پوری سیکرٹ سروس میدان میں کود پڑی تھی۔

وہ لمحہ ——— جب عمران کو ایک خطرناک غنڈے کا روپ دھارنا پڑا اور اس کی غلطی کی وجہ سے جوزف موت کی آغوش میں جا پہنچا۔

وہ لمحہ ——— جب ریڈ وولف نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو اپنا غلام بنا لیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس جس نے ایکسٹو کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا اور دانش منزل میں جا کر ایکسٹو کو ہلاک کرنے کی دھمکی دے دی۔

کیا ——— واقعی سیکرٹ سروس کے ارکان باغی ہو گئے تھے۔ یا ———؟

وہ لمحہ ——— جب جولیا کی وجہ سے دانش منزل میں ایک خوفناک بم آن ہو گیا اور دانش منزل کی تباہی کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کے تمام ارکان اور ایکسٹو کی ہلاکت یقینی ہو گئی۔ کیا واقعی ———؟

ریڈ وولف اور عمران کا خوفناک ٹکراؤ۔ ایک ایسی جنگ جس میں ایک کی جیت دوسرے کے لئے موت کا پیغام تھی

کیا ریڈ وولف اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔

عمران اور ریڈ وولف کے درمیان ہونے والی خوفناک لڑائی کا انجام کیا ہوا۔

کیا ریڈ وولف عمران کے ہاتھوں مارا گیا۔ یا؟

خون منجمد کر دینے والا سسپنس لئے

ایک نئی، حیرت انگیز اور انتہائی تیز رفتار کہانی

اشرف بک ڈپو پاک گیٹ ملتان

عمران، فریدی سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

زگ زیگ مشن

مظہر کلیم ایم اے

- اسلامی ملک مراسک میں ہونے والی اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے لئے دنیا کے خوفناک دہشت گرد گروپ کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔
- کانفرنس ہال کو میزائلوں سے اڑانے اور وفد کو گولیوں سے چھلنی کر دینے کی خوفناک دھمکیاں۔
- اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرنل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دہشت گرد گروپ کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔
- علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے اور اس کے سربراہ کی ہلاکت کا اعلان کر دیا۔
- اری زونا کے خوفناک جنگلوں میں واقع دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرتوڑ کوششیں۔
- اری زونا کے خوفناک جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ دہشت گردوں کے انتہائی جان لیوا ایسے مقابلے جن کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی اری زونا کے جنگلوں میں دہشت گردوں کے گھیرے میں آ کر بے بس ہو گئے۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھی دہشت گردوں کے سربراہ اور اس کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکے یا خود بھی بھیانک موت کا شکار ہو گئے؟
- مراسک میں کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کے لئے دہشت گردوں کی خوفناک سازشیں۔ ایسی سازشیں کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ان سازشوں کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔
- وہ لمحہ جب عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس، کرنل فریدی، اس کی زیرو فورس اور مراسک کی فوجی سیکورٹی سب دہشت گردوں کے مقابل آ گئے لیکن دہشت گرد اپنے خوفناک مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں اور کیسے؟
- وہ لمحہ جب دہشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور کرنل فریدی اور علی عمران دونوں اس خوفناک تباہی کو روکنے پر قادر نہ رہے۔
- آخری لمحات تک ہونے والی انتہائی اعصاب شکن اور جان لیوا جدوجہد کہ سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔

پارٹن بحیرہ روم کا ایک جزیرہ جہاں پاکیشیا کے خلاف انتہائی خوفناک سازش تیار کی جا رہی تھی۔

پارٹن ایک ایسا جزیرہ جہاں سازش تو اسرائیلی تھی لیکن اس کی حفاظت ایکریمین ایجنٹ کر رہے تھے۔

پارٹن جس کی حفاظت کے لئے ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ موجود تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔

سواکن بلیک ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں اس وقت کو فضا میں ہی ہلاک کر دیا جب ان کا ہیلی کاپٹر ان سمیت شعلوں میں تبدیل ہو کر سمندر میں جا گرا۔

کیلی بلیک ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ جو پارٹن جزیرے پر موجود تھا اور جس نے پارٹن جزیرے تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا پہنچنا ہی ناممکن کر دیا تھا۔

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پارٹن جزیرے تک پہنچنے کی ترکیبیں سوچتے رہے اور اسرائیلی سازش مکمل بھی ہو گئی۔ ایسی سازش جس کے بعد پاکیشیا اسرائیل اور کافرستان کے لئے ترنوالہ ثابت ہوتا۔

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سازش تک پہنچ بھی گئے لیکن وہ آگے بڑھنے اور پاکیشیا کے خلاف اس خوفناک سازش کو روکنے سے قاصر تھے کیوں ——؟

کیا پارٹن جزیرے پر ہونے والی پاکیشیا کے خلاف اسرائیلی سازش کامیاب ہو گئی یا ——؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن
اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس
لمحہ بہ لمحہ انتہائی تیز رفتاری سے بدلتے ہوئے واقعات
ایک ایسا دلچسپ منفرد اور حیرت انگیز ایڈونچر
جو اپنی مثال آپ ثابت ہوگا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

میکارٹو سینڈیکیٹ

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کاسٹاس

ایکریمیا کی ایک ریاست جہاں میکارٹو سینڈیکیٹ ظلم' سفاکی اور بربریت میں اپنی مثال آپ تھا۔

میکارٹو سینڈیکیٹ

جو انسانوں کو بے دریغ ہلاک کرنے' املاک کو تباہ کرنے اور معصوم اور بے گناہ افراد' عورتوں اور بچوں کو زندہ جلا دینے میں معمولی سی جھجک بھی نہ رکھتا تھا۔

میکارٹو سینڈیکیٹ

جس نے ایک پاکیشیائی خاتون کے ساتھ بربریت اور سفاکی کی انتہا کر دی اور معاملہ ایکسٹو تک پہنچ گیا۔ پھر؟

میکارٹو سینڈیکیٹ

جس کے مقابل عمران بھی اس قدر جذباتی ہو گیا کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کے مقابل غیرت سینڈیکیٹ کا نام دے دیا۔ پھر؟

جیری میکارٹو

سینڈیکیٹ کا سپر ماسٹر جو اپنی طاقت' پھرتی اور مارشل آرٹ میں بے پناہ مہارت کی وجہ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ کیا واقعی وہ ایسا تھا؟

کنگ برادرز

جیری میکارٹو کے باڈی گارڈ جو جوانا اور جوزف سے بھی پھرتی اور مارشل آرٹ میں ماہر تھے۔ کیا واقعی؟

» وہ لمحہ جب جوزف اور کنگ برادرز کے درمیان انتہائی خوفناک جسمانی فائٹ ہوئی اور جوزف کو فرش چاٹنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس فائٹ کا انجام کیا ہوا۔

حیرت انگیز اور دلچسپ انجام

» وہ لمحہ جب جیری میکارٹو اور عمران کے درمیان مارشل آرٹ کی ایسی خوفناک فائٹ ہوئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا تھا۔ انتہائی خوفناک' جان لیوا اور خونریز جسمانی فائٹ۔ انجام کیا ہوا؟

» عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصل مشن کیا تھا؟ کیا وہ اپنے مشن کی طرف توجہ بھی کر سکے۔ یا؟

انتہائی دلچسپ' حیرت انگیز اور منفرد انداز کا ناول

خوفناک جسمانی فائٹس' تیز رفتار ایکشن

اور بے پناہ سسپنس سے بھرپور

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قطعی منفرد ناول

مکمل ناول

سپیشل نمبر

مثالی دنیا

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

مثالی دنیا — کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے اور جہاں کرہ ارض کی طرح زماں و مکاں کی کوئی قید نہیں ہے۔

انتہائی پر اسرار دلچسپ' انوکھی اور منفرد دنیا۔

مثالی دنیا — جہاں پہنچنے کے لئے روسیاہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر یونوکوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کرلیا۔

ایسا طریقہ کہ کرہ ارض کا ہر آدمی وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

پروفیسر نورس — جس نے یہ طریقہ چوری کرلیا اور پھر اس نے علی اعلان مثالی دنیا میں آمدورفت شروع کر دی۔

فاسٹ کلرز — پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کر دیا مگر اس طریقے کے حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔

ڈاکٹر رونالڈ — جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے پر مجبور کردیا۔ یہ خاتون کون تھی؟ کس طرح کی تھی اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا؟

پروفیسر ارنسٹائن — ایک یہودی ماہر روحانیت جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ بنایا اور پھر اس پر عمل شروع کر دیا۔ کیا وہ اپنے اس بھیانک منصوبے میں کامیاب ہوا؟

نوفرتیت — مثالی دنیا سے آنے والی دوشیزہ جو اچانک عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے امداد کی خواہش کی اور پھر اچانک ہی فضا میں تحلیل ہوگئی۔ وہ کون تھی ؟

عمران — جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کو حاصل کرنا چاہا تو اسے لمحہ بہ لمحہ موت کے خلاف جنگ لڑنی پڑی۔

➤ وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقے کی وجہ سے ایکسٹو کی اصلیت ظاہر ہونے کا یقینی خطرہ پیش آگیا۔ کیا واقعی ایکسٹو کی اصلیت سیکرٹ سروس پر ظاہر ہوگئی ——— ؟

مثالی دنیا — میں پہنچنے کا پروفیسر یونوکوف کا دریافت کردہ طریقہ کیا تھا۔ کیا عمران اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں ——— ؟

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

- لاسلکی — مکمل
- ڈارک آئی — اول
- ڈارک آئی — دوم
- سنیک کلرز — مکمل
- شودرمان — اول
- شودرمان — دوم
- سی ایگل — اول
- سی ایگل — دوم
- چیف ایجنٹ — اول
- چیف ایجنٹ — دوم
- ایگروسان — مکمل
- کاسمک سٹار — اول
- کاسمک سٹار — دوم
- ریڈ آرمی — اول
- ریڈ آرمی — دوم
- ریڈ آرمی نیٹ ورک — اول
- ریڈ آرمی نیٹ ورک — دوم
- ریڈ فلیگ — مکمل
- پرل پائریٹ — مکمل
- مکروہ چہرے — مکمل
- کراؤن ایجنسی — مکمل
- فیبن سوسائٹی — اول
- فیبن سوسائٹی — دوم
- لاسٹ موومنٹ — مکمل
- سمارٹ مشن — مکمل
- سپر ماسٹر گروپ — مکمل
- تھریڈ بال مشن — مکمل
- فورٹ ڈیم — مکمل
- ہینگنگ ڈیتھ — مکمل
- فیوگی ٹاسک — مکمل
- ویلاگو — اول
- ویلاگو — دوم

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان